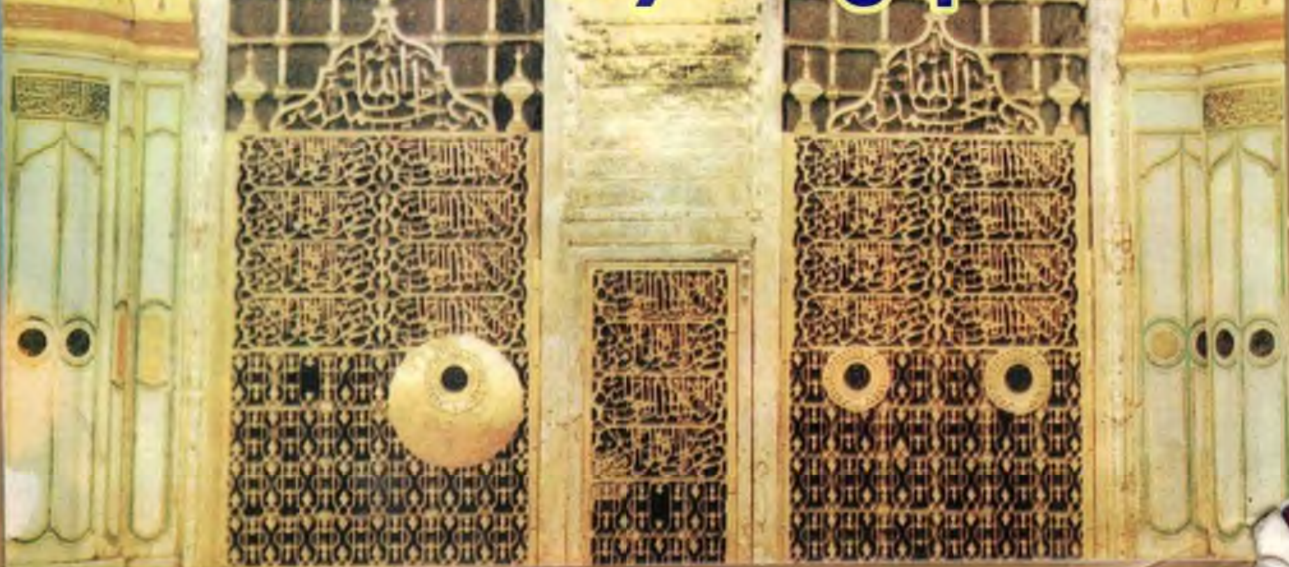
دل میں اُترتے حرف

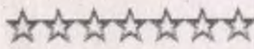






شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان

نہایت رحم کرنے والا ہے



وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ

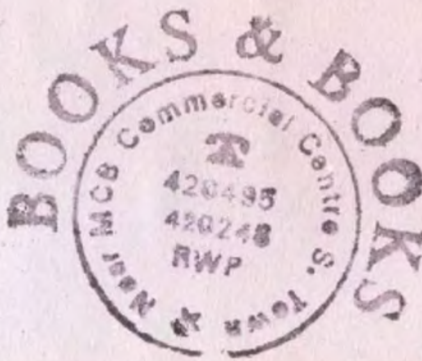
یٰسٓ (۲۲-۲۳)

اور ہم نے نہیں سکھایا اس کو شعر کہنا اور یہ اس کے لائق نہیں۔ یہ تو خالص نصیحت ہے اور قرآن ہے صاف۔

مترجم: شیخ الہند رح

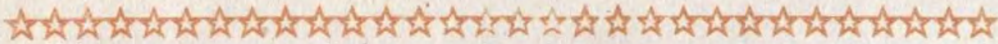
دل میں اترتے حرف

قرآن حکیم کا تعارفی خاکہ



تحریر

کہکشاں ملک



کتاب : دل میں اترتے حرف

مصنفہ : کہکشاں ملک

سال اشاعت : ۱۹۹۷ء

تعداد بار اول : ۱۰۰۰

کمپوزنگ : میڈیا اینڈ بزنس ایسوسی ایٹس

خطاطی : ضیاء اللہ - غضنفر علی

سرورق
تزئین و ترتیب : محمد شبیر علی نظامی

مطبع : آئی سی پرنٹرز، راولپنڈی فون: 842543

باہتمام : میڈیا اینڈ بزنس ایسوسی ایٹس انٹرنیشنل،
اسلام آباد پاکستان فون: فیکس: 452518

ناشران

فیصل منصور، فواد قیصر فون: 051-840871

ہدیہ فی جلد = 300 روپے

23 - سی، ادب سرائے، فیض آباد، اسلام آباد پاکستان

قرآن مجید کی سورتوں کی فہرست و ترتیب

ابتدائیہ

الصلوۃ والسلام علیٰ خاتم الانبیاء الرسلین ابابعد، الحمداللہ اس ناچیز بندے نے اپنی زندگی میں ستر سے زائد کتابوں کی ترتیب و طباعت کی ذمہ داری ادا کی ہے۔ لیکن اس کتاب " دل میں اترتے حرف" کی تزئین ترتیب اور طباعت پر مجھے انتہا درجے کا سکون قلب حاصل ہوا ہے۔ اور اس کتاب کی تیاری کے مختلف مرحلوں پر پیش آنے والی رکاوٹوں کے وقت میں نے اللہ کی قدرت پر ایمان و اعتقاد اور یقین میں ذرہ برابر بھی لغزش یا کمزوری محسوس نہیں کی۔ یہ صرف و صرف اللہ کا کرم اور اس کتاب کا کمال ہے۔

قرآن کریم ایک ایسا کلام الہیٰ ہے جو لوح محفوظ پر محفوظ ہے لہذا دائمی ہے اور خالق کائنات رب عظیم و کریم کی ضمانت و سند کا حامل ہے۔ اس لئے اس میں شک و شبہ کی قطعاً گنجائش نہیں ہے۔ اس کا نزول پہلی مرتبہ لیلتہ القدر کی رات پورے کے پورے آسمان اور کائنات کے بیت العزت پر کیا گیا جسے بیت المعمور کہتے ہیں اور دوسری مرتبہ نور کائنات محبوب رب سبحانی نبی آخری الزمان حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر حسب ضرورت تھوڑا تھوڑا کرکے تیئس سالوں کے عرصے میں نازل کیا گیا اس کی پہلی آیت "سورۃ العلق" میں ہے اس سورۃ کا شمار نمبر چھیانوے ہے اور نزول نمبر ایک ہے اور یہ نبی اکرمؐ پر غار حرا میں نازل کی گئی نزول کے مطابق اس کتاب کی آخری "سورہ النصر" ہے جس کا شمار نمبر ایک سو دس ہے اور نزول نمبر ایک سو چودہ ہے جو منیٰ کے مقام پر حجتہ الوداع کے موقع پر نازل کی گئی۔ یہ واحد آسمانی کتاب ہے جو تمام زمانوں کے لئے نازل کی گئی اور کائنات میں سے "دنیا" کے وجود کے ختم ہو جانے کے بعد بھی یہ کتاب آسمانوں پر موجود رہے گی، رب کائنات کا یہ احسان عظیم ہے کہ اس نے اپنے محبوب ترین پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اس کتاب کو اس کی امت (مسلمانوں) کے لئے نازل فرمایا۔ بے شک مسلمانوں کے لئے عزت و وقار کا ایک اعزاز اللہ کے آخری نبی ﷺ جو تمام زمانوں کے لئے بھیجے گئے کا امتی ہونا ہے اور دوسرا اعزاز قرآن کریم جو تمام زمانوں کے لئے آخری کتاب ہے کا قاری و حامل ہونا ہے یہی وجہ فضیلت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی امت کو تمام امتوں میں بہترین امت قرار دیا گیا۔ اللہ کریم کا ارشاد ہے کہ یہ وہ لوگ (امت) ہیں جنہیں ہم زمین پر اقتدار دے دیں تو یہ زمین پر نماز قائم کریں گے۔ زکوۃ دیں گے، نیکی کا حکم کریں گے اور برائی سے منع کریں گے۔

نور عالم آقائے نامدار ﷺ نے اپنی امت کو ہدایت فرمائی اور ساتھ ہی متنبہ بھی کر دیا کہ نیکی کا حکم دو برائی کو روکو ورنہ اللہ تعالیٰ تم میں سے بدترین افراد کو تم پر مسلط کر دے گا پھر تم میں سے بہترین افراد کی دعا بھی قبولیت کا درجہ نہیں پائے گی یعنی امت کے بہترین اور نیک ترین افراد کی دعا بھی قبول نہیں ہوگی۔

دنیا کی تمام قومیں قرآن کریم کے معجزات کی قائل ہیں اس کتاب کا کلام روح و جسم دونوں کے لئے شفاء کامل رکھتا ہے اور اس پر عمل دنیا و آخرت کی کامیابی و نجات کا ذریعہ ہے ضرورت صرف اس پر ایمان و یقین کی ہے۔

اس کتاب کے مطالعہ سے پہلے مالک کائنات کے حضور عاجزی و انکساری کے ساتھ دعا کریں کہ اے اللہ میں تیرا بندہ ہوں، بندی ہوں میرا دل، میرا ذہن، میری جان، میری قسمت، سب کچھ تیرے قبضہ میں ہے تو اپنی قدرت سے کرم، فضل اور رحم کا معاملہ کرتے ہوئے اپنی کتاب کا فہم، فراست نور و برکت اور وہ سارا خزانہ جو تو نے اس کتاب میں ظاہر کیا ہے یا لوح محفوظ میں پوشیدہ رکھا ہے اس کو میرے سینے میں اتار دے اسے میرے دل کی بہار اور ایمان کا نور بنا دے میرے علم، عمل، ذہن و فکر پر غالب کر دے، اے اللہ اپنی کتاب کو میری پریشانی، بیماری اور مسائل کا علاج بنا دے اور مجھے اس کتاب سے رہنمائی و ہدایات حاصل کرنے کی توفیق عطا کر دے۔ آمین ثم آمین، اس دعا کے بعد کتاب ہذا "دل میں اترتے حرف" کا مطالعہ کیا جائے جو نہایت سہل و آسان الفاظ میں تحریر کی گئی ہے۔ تو مجھے یقین ہے کہ انشاء اللہ پوری زندگی قرآن کریم کے تابع ہو جائے گی اور اللہ جل شانہ کے کلام کا ایک ایک لفظ دل میں اتر جائے گا۔ آخر میں کتاب کی مولفہ ناشرین اور مرتبین کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ ان کی اس سعی کو قبولیت بخشے۔

احقرالعباد

محمد شبیر علی نظامی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحیمْ

عرض مولفہ

14 نومبر 1978ء رات کے ساڑھے گیارہ ہو رہے تھے کہ میں اچانک نیند سے بیدار ہو گئی۔ فوری طور پر دوبارہ نیند آنا مشکل تھا اس لئے میں نے کسی مصروفیت کے لئے ٹی وی آن کر دیا اس وقت یونیورسٹی کے طلباء کے لئے دینی اور معلوماتی پروگرام " قرآن فہمی" اختتام پذیر ہورہا تھا۔ صاحب مقرر جناب جسٹس پیر کرم شاہ اپنی گفتگو سمیٹ رہے تھے کہ انہوں نے کہا "اچھا میں آپ کو قرآن فہمی کا ایک آسان نسخہ بتاتا ہوں" میرے کان کھڑے ہو گئے آپ نے فرمایا "آپ چالیس روز بلاناغہ قرآن حکیم کا مطالعہ شیخ الہند حضرت محمودالحسنؒ کے اردو ترجمہ کے ساتھ کیجئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ کتاب آپ سے ہم کلام ہو جائیگی"۔

صبح ہوتے ہی میں نے اس نسخہ کیمیا کو حاصل کیا اور 15 نومبر 1978ء تہجد کے نوافل کی ادائیگی کے بعد اس مبارک کتاب سے ہم کلام ہونے کی آرزو میں سورت المبارکہ "العلق" سے آغاز تلاوت کیا۔ ابھی میں نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم○ کے 29 [19] حروف اپنی زبان سے ادا کئے تھے کہ میرے وجود میں حشر برپا ہو گیا اور میں خزاں رسیدہ پتے کی مانند لرزنے لگی۔ یہ مہتم بالشان کتاب تو روز اول ہی مجھ گنہ گار سے ہم کلام ہو گئی اس لمحے مجھے معلوم ہوا کہ دنیاوی علوم کتنے بے مایہ ہیں آسمان' زمین' دن رات کا اختلاف اس میں اہل نظر کے لئے کتنی نشانیاں ہیں؟ اور جو ان نشانیوں پر غور کرتے ہیں وہ یقیناً" پکار اٹھتے ہیں کہ اے اللہ تو نے یہ سب کچھ بیکار نہیں بنایا۔ اس صبح مجھ گناہ گار پر یہ انکشاف بھی ہوا کہ یہ کتاب خود اپنے قاری کو اپنے مفہوم سے فیض یاب کرتی ہے۔ ہر حروف نور میں ملفوف ہے۔ اس کو چھونا اس کی تلاوت کرنا نور سے اندرون کی سیاہی کو دھونا ہے۔ میں اس سے پہلے بھی اس کتاب کا اپنی بساط کے مطابق مطالعہ کرتی تھی لیکن کچھ لکھنے کی تحریک نہیں ہوئی تھی۔ اس اندھیرے سے اجالے کی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اوڑھنی میں مسکراتی ہوئی فجر نے میرے اندر کیفیات کا سمندر موجزن کر دیا اور میں نے قلم تھام لیا۔

اب میرا معمول ہو گیا کہ میں جتنا مطالعہ کر پاتی اسے جس طرح حضرت شیخ الہند کے ترجمہ اور حضرت شبیراحمد عثمانی کی حاشیہ پر تفسیر کے مطابق سمجھنے کی کوشش کرتی تحریر کی شکل میں محفوظ کر لیتی کئی دفعہ بوجہ کچھ بھی نہ لکھا جاتا اور یہی ہوتا کہ جگہ خالی رہ جاتی۔ یہ سلسلہ تقریباً" آٹھ دس ماہ تک جاری رہا اور سب سے آخر میں جب میں نے نزول کے اعتبار سے نمبر 114 سورت المبارکہ "النصر" کا مطالعہ کیا تو درد مفارقت سے دل ٹکڑے ہونے لگا۔ اس تمام عرصے میں جو سال کے چاروں موسموں کی سختی نرمی کے دھاگوں میں بندھا تھا مجھے یوں محسوس ہوتا رہا گویا میں آج سے چودہ سو سال پہلے کی دنیا میں جی رہی تھی۔ میں خاک بطحا کا ایک حقیر ذرہ تھی اور پاک و خوش نصیب انسانوں کے قدموں کی خاک میں پوشیدہ عالم تصور میں وہ آوازیں سنا کرتی تھی جو ان کے منہ سے اس وقت نکلتی تھیں جب انہیں معلوم ہوتا تھا کہ اللہ سبحان تعالیٰ نے ان کے نبی اور ہادی برحق پر ایک اور وحی اتاری ہے وہ بھاگے ہوئے جاتے ہیں اور اپنے کانوں سے وحی مبارک کے ذریعے اترے ہوئے احکام سنتے ہیں۔ قرآن حکیم کی تمام سورتوں میں جس جس انداز میں حضورالصلواۃ والسلام کو مخاطب کیا گیا ہے اس کو محسوس کرتے ہوئے آپ کی ذات والاصفات سے قربت اور انسیت اس درجہ بڑھ جاتی ہے کہ آپ علیہ الصلوات والسلام کے تصور سے دوری انسان کو مفلس و بے نوا بنا دیتی ہے میرا بھی یہی حال ہوا۔ میں نے بڑی مشکل سے اس مشام جاں محفل کو الوداع کہا اور قلم ہاتھ سے رکھ دیا۔ میں نے یہ تحریر اس وقت اشاعت کی غرض سے ہرگز نہیں لکھی تھی یوں ہی لاشعوری طور پر آٹھ دس ماہ یہ تحریر لکھتی رہی اور اس کے بعد میں نے اسے اپنی صندوقچی میں بند کر دیا۔

آٹھ دس برس بیت گئے۔ اس دوران میرا سفر جاری رہا۔ اس سفر میں حالات و واقعات کی صورت حال ایسی رہی کہ لکھنا پڑھنا موقوف ہو گیا۔ پھر ایک بار صندوقچی پر نظر پڑی دوپٹے کے کونے سے اس کی گرد جھاڑی اور اندر سے یہ تحریر یونہی کاغذات کی جھاڑ پونچھ کے لئے باہر نکالی۔ اسی دوران تھوڑا بہت کہیں کہیں سے پڑھ ڈالا تو جی چاہا اسے پھر سے ترتیب دے کر تحریر کروں لیکن موضوع کی عظمت اور اپنی بے مائیگی

کے تصور نے اس خواہش کو دبا دیا اور پھر اسے صندوقچی میں بند کر دیا۔ مگر پانچ برس پہلے اللہ کے کرم سے ایسی روحانی توانائی عطا ہوئی کہ مسودہ صندوقچی سے باہر نکلا اور اپنے ساتھ برطانیہ لے گئی۔ وہاں بیٹے کی ازحد حوصلہ افزائی سے اسے دوبارہ ترتیب دیا اور پاکستان آکر اشاعت کی کوشش کرنا شروع کی۔ پچھلے سات آٹھ برس سے میرا قیام پاکستان میں ہر برس دو چار ماہ سے زیادہ نہیں رہا اس لئے اس کی اشاعت کی کوششیں بار آور نہ ہو سکیں۔

اس برس کے آغاز میں محترم شبیرنظامی کے تعاون سے اس کتاب کی اشاعت کا خواب شرمندہ تعبیر ہوا۔ میں محترم نظامی صاحب اور ان کے صاحبزادے شیراز نظامی کی ممنون ہوں کہ جن کی تمام تر کاوشوں کی وجہ سے یہ تحریر کتاب کی شکل میں آپ کے سامنے ہے۔ میری دعا ہے کہ محترم نظامی صاحب اور ان کے اہل خانہ پر اللہ تبارک تعالیٰ کی رحمتوں کا ہمیشہ نزول ہوتا رہے۔ آمین

والسلام
کہکشاں ملک
14 ستمبر 1997ء
فیض آباد' اسلام آباد



سُورۃ الفاتحہ

نمبر ترتیب	۱
نمبر نزول	۵
کل آیات	۷
پارہ نمبر	۱
رکوع	۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم○

اس سورت کے دو حصے ہیں۔ اسی سورت سے قرآن پاک کی ابتدا کی گئی ہے۔ اس سورت مبارکہ کے فضائل پر اتنا زیادہ لکھا جا چکا ہے کہ مجھ جیسی ناچیز کے پاس اس میں مزید اضافے کے لئے الفاظ ہی نہیں ہیں۔ فقط یہ ہی عرض کروں گی کہ مجھ جیسا جاہل آدمی جب اس علم کے خزانے کے صندوق کی چابی اپنے ہاتھ میں لیتا ہے تو یہ سورت اسے اس صندوق کو کھولنے سے پہلے ایک دعا سکھاتی ہے وہ بڑی عاجزی سے اپنے مالک اور خالق کو پکارتا ہے کہ تو ہی تعریف کے قابل ہے۔ رزاق ہے۔ رحمان و رحیم ہے۔ قیامت کے دن کا مالک ہے۔ میں اس عظیم کتاب کو سمجھنے کے لئے تجھی سے مدد طلب کرتا ہوں اور تیرے آگے ہی سجدہ ریز ہوتا ہوں۔ مجھے اس کتاب مقدس کے طفیل وہ سیدھی راہ دکھا جس پر چلنے والوں پر نہ تو تیرا غضب نازل ہوتا ہے اور نہ ہی وہ گمراہ ہوتے ہیں۔ (آمین)

حاصل مطالعہ :۔

احقرہ کے دل میں اس لمحے جو خیال آیا ہے وہ اس سورت مبارکہ کی آیت نمبر ۴ کے بارے میں ہے "ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں" یعنی ہم تو کچھ بھی نہیں۔ ہم نے خود کو تیرے حوالے کر دیا۔ تو ہمارا مالک ہے تو جو چاہے اپنے غلام سے سلوک کر۔ تیرے سوا کوئی رب نہیں' رحمان و رحیم نہیں' قہار جبار نہیں اور جب اس آیت مبارکہ کی تکرار کی جائے تو دل پر بے حد اثر کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی عاجزی' گڑگڑانا قبول فرماتا ہے۔ ایسے عالم میں ایک مبتدی خود محسوس کرنے لگتا ہے کہ اسے اس کے مالک و آقا کی رحمت کے بادل نے چاروں طرف سے گھیر لیا ہے اس دودھیا روشنی میں اسے اپنا وجود تتلی کے پروں جیسا ہلکا لگنے لگتا ہے۔ اور پھر اگلی تین آیات اس کی تمنا حاصل ہو جاتی ہیں۔ یعنی وہ اس کیفیت کو دائمی طور پر حاصل کرنے کے لئے پکارنے لگتا ہے کہ اے مالک تو مجھے ان لوگوں کے راستے پر چلا جن پر تیرا انعام ہوا۔ انہیں تو نے اپنی رحمت کی چادر میں سے ڈھانپ لیا تو نے کبھی بھی ان پر غصہ نہیں کیا اور نہ ہی وہ کبھی گمراہ ہوئے۔

(آیت نمبر ۸۷ میں)

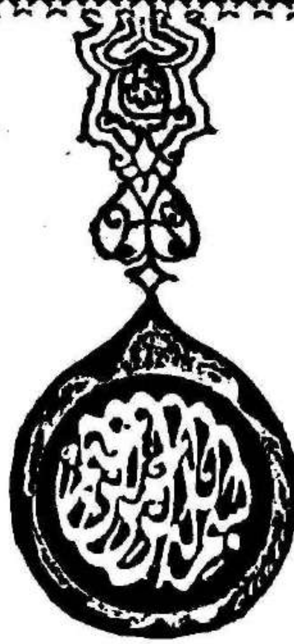


ادبی حسن :۔

سورت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اس سورت مبارکہ کی سات آیات کو وظیفہ اور تحفہ کہہ کر پکارا ہے۔ مفہوم کو سمجھتے ہوئے ان آیات کی تلاوت کی جائے تو دل پر عجیب اثر ہوتا ہے۔ انسان اپنے علم میں کتنا ہی اضافہ کر لے اس کائنات کے اسرار و رموز باطنی آنکھ ہی دیکھ پاتی ہے۔ اس آنکھ کی کھوج میں ظاہری علوم کی سینکڑوں کتابیں پڑھ ڈالیے کچھ بھی پتا نہیں ملتا۔ ہاں جب چہرے پر لگی دو نظر آنے والوں آنکھوں کو اللہ کے تصور میں جھکا اور جھرنوں کی طرح آنسوؤں کی دھاریں برسا کر اللہ ہی سے التجا کی جائے تو اللہ ہی ایسے اسباب مہیا کر دیتا ہے جو اس آنکھ کو روشن کر دیتے ہیں۔ ان اسباب میں سب سے بڑا سبب قرآن فہمی ہے۔ اللہ پاک مانگنے والوں کی جھولی خالی نہیں رہنے دیتا بعض اہل نظر نے اپنے تجربات سے بتایا ہے کہ اگر اس سورت مبارکہ کی تلاوت کے دوران آیت نمبر ۴ پڑھیں تو اللہ پاک کے ناموں کا اضافہ قلبی کیفیت کو جلا بخشتا ہے۔ طریق کار یہ ہے کہ جب آپ یہ کہتے ہیں کہ ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں یااللہ' یارحمان پھر دہرایئے ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں یااللہ یارحیم اور اسی طرح اس ٹکڑے کو اللہ پاک کے ننانوے صفاتی ناموں سے پکاریے اور آخری بار باقی حصہ تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔

ظاہر ہے جب ایک غلام اپنے آقا کے سامنے گڑگڑاتا ہے۔ زاری کرتا ہے کہ اے مالک مجھے جہالت کے اندھیروں سے نکال اور آگہی کے نور سے آشنا کر۔ تو وہ اس کی پکار ضرور سنتا ہے۔ اور پھر یہ سورت مبارکہ ایک کنجی بن جاتی ہے جس سے وہ قرآن محل کے دروازے کو کھول لیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر طالب حقیقی پر اس روشن کتاب کو ظاہر کر دے۔ آمین



سُورۃ البَقَرۃ

نمبر ترتیب	۲
نمبر نزول	۸۷
کل آیات	۲۸۶
پارہ نمبر	۱، ۲، ۳
رکوع	۴۰
مکی آیات	آیت نمبر ۲۸۱

منیٰ کے مقام پر حجتہ الوداع کے موقع پر



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم○



اللہ کریم کی عنایت و مہربانی سے اس مدنی سورت' سورت مبارکہ البقرہ کا تحریری ذکر کرنے سے پہلے احقرہ نے مکی سورتوں کا مطالعہ کیا۔ میں عاجز' گنہگار اس قابل کہاں ہوں کے اس ایسی مہتم بالشان کتاب مقدس کے بارے میں کچھ لکھتی چلی جاؤں۔ اللہ پاک مجھے معاف فرمائے۔ میری خطائیں بخش دے اپنے حبیب کبریا کی ذات بابرکات کے صدقے میری توبہ قبول کرے اور میرے ناچیز خیالات میں اپنی رضا شامل کرے۔ آمین

مکی سورتوں میں احقرہ نے چند اہم نکات نوٹ کیے۔ اللہ پاک نے یہ کتاب ہر عہد کے لوگوں کے لئے نازل کی ہے۔ اسے اس نکتہ نگاہ سے مطالعہ کیاجائے تو ہر شخص دو طرح کے حالات سے دو چار ہے ایک ہیں مکی حالات یعنی اس کی انفرادی زندگی اس کا ماحول' اس کے حالات 'معاشی' معاشرتی' اقتصادی اور سیاسی صورت حال' دوسرے مدنی حالات' جب وہ اپنی اصلاح کے بعد زمانے کی اصلاح کا بار اپنے کندھوں پر رکھتا ہے۔ وہ دونوں عالموں میں امی ہوتا ہے اسے کچھ معلوم نہیں۔ وہ رموز و اسرار کی دنیا سے بالکل نابلد ہوتا ہے۔ لیکن توحید اور ایمان کا بیج بنجر زمین میں نہیں پھلتا پھولتا پہلے زمین دل کو اشکوں کا پانی دے دے کر نرم کرنا پڑتا ہے۔ پھر تڑپ تڑپ کر بیج کی بار آوری کی دعا مانگتا ہے تو اللہ پاک اس کی صدا سن لیتا ہے یہ بیج یہی کتاب مکرم ہے یہی وہ رسی ہے جسے پکڑ کر وہ قعر مذلت سے باہر آسکتا ہے وہ سجین کی تاریک وادی سے علین کی سر سبز' بلند وبالا اور خوشگوار چوٹی کی طرف سفر کرتا ہے یہی وہ کتاب ہے جو اس کے بے اقرار' بے چین دل کی زمین سے رحمت کا چشمہ جاری کر دیتی ہے۔ وہ اس چشمے سے سیراب ہونے لگتا ہے اور جہان کی حقیقت اس سے آشنا ہو جاتا ہے یہ کتاب اسے مکی اور مدنی منازل سے گزارتی ہے۔ وہ حیران و سرگرداں تو ہوتا ہے۔ مگر وجود موسیٰ کی مانند قدم قدم پر اسے اپنے کندھے پر کوئی ہاتھ نظر آتا ہے۔ یہ ہاتھ اللہ پاک کا ہاتھ ہے جو اپنے بندے کے کندھے سے کبھی نہیں ہٹتا۔ وہ بہت نافرمانیاں کرتا ہے۔ ذلیل حرکات کا مرتکب ہوتا ہے مگر وہ بیکراں رحمت کا مالک اسے موقع پہ موقع دیتا چلا جاتا ہے یا مالک! تو میرے گناہ معاف فرما' میرا سینہ اس کتاب منور سے روشن کردے۔ مجھے ان حقائق تک کی رسائی کی توفیق عطا کر جنہیں جان کر کوئی راہ سے نہیں بھٹکتا مرے



آقا! مجھے تیری رضا چاہئیے' تیری خوشنودی چاہئیے' میں جانتی ہوں میں حقیر و ناچیز بے عمل عورت ہوں میرے پاس تیری نذر کے لئے کچھ نہیں۔ میری جھولی نہ صرف خالی ہے بلکہ کوتاہیوں' غلط سوچوں کی بدولت چھلنی ہو چکی ہے میں کس منہ سے تیری رحمت طلب کروں مگر تیرے پیارے نبی اور شافع محشر حضرت محمد ﷺ کا واسطہ دیتی ہوں تو میرے گناہ معاف فرما۔ میرے دل میں اس کتاب کا نور بھر دے۔

جہاں تک میں ناچیز سمجھ پائی ہوں مکی سورتوں میں درج ذیل خصوصیات معلوم ہوئی ہیں۔

۱۔ ان سورتوں میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر بہت زور دیا گیا ہے بت پرستی در حقیقت اپنی پوجا ہے انسان خود کو پوجتا ہے ان آیات میں خود پرستی کے بت کو توڑ کر ذات الٰہی کی پرستش پر بہت زور دیا گیا ہے۔ کیونکہ خود پرستی اور حق پرستی اکٹھی نہیں ہو سکتیں۔

۲۔ انسان کو یہ احساس دلایا گیا ہے کہ اس جہاں کو دارالعمل سمجھے اصل دنیا' اصل زندگی اس پردے کے پیچھے ہے جو اس نے اپنے اور اللہ کے درمیان ڈال رکھا ہے۔ یہ پردہ نفس ہے اگر وہ چاہے تو اپنے نیک اعمال کی بدولت ہٹا سکتا ہے۔

۳۔ ان سورتوں میں یقین وایقان پر بہت زور دیا گیا ہے کیونکہ یقین کے بغیر معرفت کے سفر پر قدم ہی نہیں رکھا جا سکتا یقین ہی وہ شمع ہے جو اسے آگے اور آگے بڑھاتی ہے اب یہ مالک کی دین ہے کہ وہ حضرت بلالؓ کی طرح پہلے ہی قدم پر عطا کر دے یا برس ہا برس لگ جائیں

۴۔ راہ عرفان آسان راہ نہیں اس راستے کو اللہ تعالیٰ نے مشکلات کے کئی درجوں میں بانٹ دیا ہے۔ جوں جوں یقین زیادہ ہوتا ہے توں توں آزمائش ہوتی ہے یہ راستہ آزمائش کے سانپوں' تکلیفوں' دکھوں' کانٹوں' طوفانوں سے بھرا ہوا ہے آسان نہیں ہے یقین کامل پہاڑ کی چوٹی پر زیتون کے درخت کے تیل سے جلتا ہوا وہ چراغ ہے جو ایک قندیل میں بند ہے۔ اس قندیل کو حاصل کرنے کے لئے برس ہا برس ایک سے ایک کٹھن موڑ کاٹنا پڑتا ہے۔ لیکن گھبرانے کی بات نہیں ہے۔ جو اللہ کی کھوج میں نکلتا ہے اللہ پاک خود اس کی رہنمائی کرتا ہے۔





۵۔ اللہ تعالیٰ نے چند باتیں اخفا میں رکھی ہیں وہ غفورالرحیم ہے مگر یہ غفاری اور رحیمی اس نیک بخت کے لئے ہے جو ہر لحظہ اس کی قہاری اور جباری سے لرزہ براندام رہتا ہے بشر ہونے کے ناطے خطا کر کے پچھتاتا ہے توبہ کرتا ہے آئندہ بچ کر چلنے کی کوشش کرتا ہے۔ مگر وہ شخص جو اس ذات برحق کا منکر ہے۔ یا حالات و واقعات کا رخ دیکھ اپنے دو چہرے بنا لیتا ہے اس کا اصلی چہرہ ذات حق سے منکر ہی نہیں اس کی باتوں پر تمسخر اڑانے والا ہوتا ہے مگر اس کا نقلی چہرہ محض دکھاوے کے لئے اور اپنی کھال بچانے کے لئے اللہ اللہ پکارتا ہے تو ایسے اشخاص کے لئے عذاب کی وعید ہے۔

۶۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں مادی شان و شوکت 'غربت و ناداری کا دوسرا رخ ہے اور انسان کی آزمائش کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اسے اپنے بندے کا تقویٰ پسند ہے جو شخص متقی ہے وہی اس کے ہاں مقبول اور بامراد ہے۔

آیئے ہم اللہ پاک کی مدد اور رضا سے پہلی مدنی سورت کی ابتدا کریں۔

مضمون :۔

یہ سورت پاک اس لحاظ سے نہایت اہم ہے کہ یہ پہلی مدنی سورت ہے حضور ﷺ مدینہ میں تشریف لے آئے ہیں یہاں ان کی پذیرائی ہو رہی ہے لوگوں کو حضور ﷺ سے پروانہ وار محبت ہے اس عالم محبوبیت کو دیکھ کر اقتدار و مذہب کے سنگھاسن پر بیٹھنے والوں کو سخت دھچکہ لگا ہے انہوں نے دین میں اپنی مرضی کے مطابق تحریف کر لی ہے۔ اور لوگوں کو وہی باتیں دین کا نام لے لے کر بتاتے ہیں جن میں خود ان کا مفاد پوشیدہ ہے اب ان کے سامنے دین کی کھری کھری باتیں بتانے والا آگیا ہے اس کے پاس اللہ کا برگزیدہ فرشتہ وحی لے کر آتا ہے اس کے پاس وہ کتاب ہے جو جھوٹ اور سچ کو الگ کر دیتی ہے ظاہر ہے ایسی حالت میں عیاری اور مکاری کا تقاضا یہی ہے کہ دوسرے دشمنوں کے ساتھ مل کر سچ کے پیامبر کو منافق بن کر زک پہنچائی جائے۔ مگر منکر اور منافق یہ نہیں سوچتے کہ ان کا مقابلہ کس کے ساتھ ہے ان کا مقابلہ اس ہستی کے ساتھ ہے جو ان کے اندرون و بیرون کو ان سے زیادہ جانتے ہیں۔

چنانچہ پہلے رکوع میں اللہ پاک نے اپنے عاجز و گنہگار بندے کی پکار سنتے ہوئے





صاف طور پر فرما دیا کہ جو شخص اس کتاب عظیم کی برکات حاصل کرنا چاہتا ہے اس کے لئے لازمی ہے کہ وہ ایمان بالغیب رکھے۔ نماز کو قائم کرے اسکی نعمتوں سے دوسروں پر بھی خرچ کرے ان تمام کتابوں پر یقین لائے جو حضور ﷺ سے پہلے انبیاء کرام پر نازل ہوئیں۔ اور اس کے ساتھ قرآن کریم کو سچ ماننے اور آخرت کی زندگی پر پورا پورا یقین رکھے۔ لیکن اس زمانے میں تین طرح کے لوگ ہوتے ہیں ۔ ایک وہ جو اللہ سے ڈرتے ہیں اور اللہ کے بتائے ہوئے احکامات پر چلنے کی کوشش کرتے ہیں۔
دوسرے وہ ہیں جو ان تمام باتوں کو نہیں مانتے وہ نڈر ہیں اور منکر ہیں ایسے لوگوں کے لئے اس کتاب مبین کا دروازہ ہمیشہ بند رہتا ہے تیسرے وہ ہیں جو زبانی کلامی کہتے ہیں کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کو برحق مان کر اس کی بتائی ہوئی باتوں پر عمل کرتے ہیں۔ لیکن وہ اللہ اور اس کے نیک بندوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ اللہ پاک ایسے لوگوں کے بارے میں فرماتے ہیں۔ کہ منافقت وہ بیماری ہے جسے اللہ تعالیٰ خود بڑھاتا ہے۔ تاکہ ایسے لوگوں کو دردناک انجام تک پہنچایا جاسکے۔
گویا اس رکوع میں پورے عالم کا مزاج سمیٹ کر رکھ دیا گیا ہے حضور ﷺ منکرین کے دیئے ہوئے مصائب و آلام کے بعد مدینہ میں ایسے لوگوں سے متعارف کرائے جا رہے ہیں جو منکرین سے زیادہ خطرناک ہیں۔
مدینہ میں لوگوں کی وہ جماعت جن کا سردار عبداللہ بن ابی تھا۔ محض ازراہ تمسخر مسلمانوں کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے تھے۔اور زبانی اسلام کا دم بھرتے تھے۔ کیونکہ انہیں نظر آرہا تھا کہ حضور پاک ﷺ کوئی معمولی ہستی نہیں۔ وہ غلبہ اسلام سے خائف تھے۔ دوم ان کا تعلق صاحب اقتدار جماعت سے تھا ان کی شان وشوکت عوام کے استحصال پر قائم تھی۔ وہ کیسے کٹ کر رہ سکتے تھے۔ وہ خیال کرتے تھے کہ جس طرح انسان کو دھوکا دیا جا سکتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کو بھی ہماری خفیہ سوچوں کا پتہ نہیں چلتا۔ چنانچہ انہوں نے اس دین کی جڑیں کمزور کرنے کے لئے ظاہری دشمنی کا سہارا نہیں لیا وہ مکہ کے لوگوں کی ناکامی دیکھ چکے تھے انہوں نے دوست بن کر دشمنی کی تدابیر کی پالیسی اختیار کی وہ بظاہر مومن مگر اندر سے منافق تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی ان کی دلی کیفیت کا راز بتا دیا اور فرمایا کہ ان کے پاس دین کی روشنی آسمانی بجلی کی ایک لہر کی مانند آئی اور پھر یہ اندھے ہوگئے انہیں کچھ نظر نہیں آتا۔ وہ دین کی کڑک سے



لرزتے ضرور ہیں مگر پھر پہلے جیسے ہو جاتے ہیں۔ ان منافقین کی کیفیت بتلانے کے لئے اس سورت مبارکہ میں یہودیوں سے خطاب کر کے ان پر کی گئی مہربانیوں کی یاد دہانی ہے۔ چوتھے رکوع میں آسمان زمین کی تخلیق اور حضرت آدم علیہ السلام کے لئے سجدہ کروانے کا واقعہ جس میں ابلیس کا انکار بتایا گیا ہے۔ پھر حضرت آدم و حوا کا ابلیس کے بہکانے پر زمین پر آنے کا ذکر کیا گیا ہے۔

پانچ سے سولہ رکوع تک یہودیوں سے خطاب اور ان کی تمام تاریخ کو مختصر کر کے اہم واقعات کی یاد دہانی کرائی گئی ہے یہودیوں کے ساتھ نصرانیوں سے بھی خطاب کیا گیا ہے۔ بیچ میں حضور علیہ الصلوات و السلام اور مسلمانوں سے بہت خوبصورتی کے ساتھ اتنا دل پذیر خطاب ہے کہ اپنے مسلمان ہونے پر اللہ کریم کے آگے سجدہ ریز رہنے کو جی چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور علیہ الصلوات والسلام کو یہودیوں کی ہرچال کے بارے میں یوں خبردار کرتے ہیں کہ حضورپاک ﷺ کا اللہ کریم کے محبوب ہونے میں ایمان پختہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ سترہ اٹھارہ رکوع میں قبلہ کی تبدیلی کے واقعات کا ذکر ہے اور فرمایا کہ یہود ان تمام باتوں سے واقف ہیں۔ وہ حرمت کعبہ بھی جانتے ہیں ان کے اعتراض محض حسد و جلن اور جان بوجھ کر اعتراض کرنا ہیں اور پھر اللہ پاک کے نزدیک اصل چیز اطاعت ہے۔

انیس اور بیس رکوع میں مسلمانوں کو صبر و استقامت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے احکامات ماننے کی تلقین کی گئی ہے۔ اور مخالفین کی کسی بھی شرارت یا تمسخر سے اثر نہ لینے کی ہدایت کی گئی ہے۔ پھر مسلمانوں اور ماننے والوں کے لئے احکامات ہیں اور انعامات کا ذکر ہے۔ زمین اور آسمان کے سارے خزانے انسان کی تسخیر کے لئے رکھ دیئے گئے ہیں۔ حج اور عمرہ کے دوران سعی کرنا نیکی ہے۔ اور خاص بات یہ ہے کہ جن بڑے بزرگوں کو یہ اللہ ہونے کا درجہ دیتے ہیں وہ قیامت کے روز ان سے بے زاری کا اظہار کریں گے۔ تب ان کے پاس تلافی کے لئے کوئی وقت نہ ہوگا۔

اکیس سے تینتیس رکوع میں مختلف قسم کے احکامات کی تفصیل بتائی گئی ہے۔ جن میں روزہ 'حج' عمرہ' شادی' طلاق' شراب اور جوئے کے بارے میں احکامات دیئے گئے ہیں۔ بتیس تینتیس رکوع میں جہاد کی ترغیب اور احکامات ہیں۔ پھر بنی شمعون کے زمانے میں یہودیوں میں طالوت کو بادشاہ بنائے جانے اور اس کی ہمراہی میں حضرت داؤد علیہ السلام

کا جالوت کو ختم کرنے کا واقعہ بیان ہوا ہے۔ اور قابل غور بات جو اس واقعہ کے بعد ہے وہ یہ ہے کہ اللہ پاک ہر فسادی کا انتظام بھی ساتھ ساتھ رکھتے ہیں تاکہ اسے اپنے کئے کی سزا دی جا سکے۔ اس کے بعد آیت نمبر ۲۵۲ اور ۲۵۳ میں حضور پاک ﷺ سے خطاب کر کے فرمایا گیا کہ چونکہ تو بھی ہمارا رسول ہے اس لئے تجھے گزرے ہوئے احوال کے بارے میں صحیح صحیح معلومات دی جا رہی ہیں۔ پھر فرمایا رسولوں میں بھی انفرادی مراتب ہیں۔ یعنی ہر ایک کو اس کے زمانے کے مطابق مخصوص قوت عطا کی گئی۔ کسی سے ہم نے خطاب کیا' کسی کو حضرت جبرائیل امین سے مدد دی نشانیاں دیں مردوں کو زندہ کرنے کی طاقت عطا کی۔ اور اگر اللہ پاک چاہتا تو لوگوں میں دین کے معاملے میں کوئی اختلاف نہ ہوتا لیکن ایسا نہ کیا گیا۔ لوگوں کو پھر کسی نبی اور رسول کی کیا ضرورت پیدا کی گئی۔ ایسا کیوں کیا؟ یہ اللہ پاک کی مرضی ہے۔ وہ جو چاہے کرے۔ یہاں یہ بلیغ نکتہ ہے کہ اللہ پاک اس جہان کی کارگزاری سے باخبر ہے اور جو ہوا' جو ہو رہا ہے' جو ہو گا سب اس کے علم میں ہے۔ اور کیا شان جلالی ہے! کہ اس کے بعد آیت الکرسی ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہر لحظہ نگران ہونے کی دلیل ہے آیت الکرسی سے پہلے واضح اشارہ دیا گیا ہے کہ جو کچھ کرنا ہے اسی دنیا میں کر لو پھر اس دنیا کا مال' عبادت کا موقعہ اور توبہ کی توفیق نہ ملے گی۔ کوچ کی گھنٹی سناتے ہی سارے اختیارات چھن جائیں گے۔

رکوع نمبر ۳۵ میں اللہ پاک نے حضرت عزیر علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی میں پیش آنے والے واقعات بتائے ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تسلی کرنے کا واقعہ ہے۔ رکوع نمبر چھتیس میں خیرات کے ذکر میں مثالوں سے فرمایا کہ خیرات کر کے اترانا اور احسان کر کے جتانا نیکی کو ضائع کر دیتا ہے۔ نیکی وہی ہے جس کا اجر اللہ تعالیٰ سے پانے کی امید ہے۔ یہاں احقرہ کے ذہن میں آرہا ہے کہ حضور ﷺ کے ساتھ بے سروسامان مہاجرین تھے۔ ان کے ساتھ سلوک' ہمدردی اور احسان کے لئے اللہ تعالیٰ جس انداز سے بتا رہے ہیں وہ کتنا غور طلب ہے کہ ہمیشہ کے لئے کسی حاجت مند کی مدد کے ضمن میں مستحکم ہو گیا۔ سینتیسویں رکوع میں ایسے لوگوں جو غیرت اور عزت نفس کی وجہ سے مانگ نہ سکیں ان کی اعانت اور مدد کی تعریف اور اجر کے بارے میں مومن کے لئے بھاری اجر کی پیش گوئی ہے۔





اڑتیسویں (۳۸) رکوع میں سود کی ممانعت کے بارے میں کھول کر بتا دیا ہے۔ نمبر (۱) سود لینے والا قیامت کے روز مخبوط الحواس ہو کر اٹھے گا۔ (۲) پیسے دے کر پیسے کے ساتھ سود لینے والا حرام پیسے لیتا ہے اسے لینے والا اذیت میں مبتلا ہوتا ہے۔ زندگی میں زیادہ سے زیادہ ظلم و تعدی سے بنی نوع انسان پر زندگی کے دروازے بند کرنے والوں کے لئے اسی رکوع میں آیت نمبر ۲۸۱ بھی ہے جو منیٰ کے مقام پر حجتہ الوداع کے موقع پر نازل ہوئی۔ اس کا مفہوم ہے۔ اور ڈرتے رہو اس دن سے جس دن لوٹائے جاؤ گے اللہ کی طرف پھر پورا دیا جائیگا ہر دشمن کو جو اس نے کمایا اور ان پر ظلم نہ ہو گا۔ یہاں کمانے کی نوعیت پر جس طرح کا انعام ہے اگر وہ عذاب بھی ہے تو یہ اس پر ظلم نہیں ہوگا بلکہ اس کے اعمال کی جزا ہی تو ہوگی۔ اس بلیغ آیت کے بعد انتالیسویں (۳۹) رکوع میں اوھار لینے دینے کا طریقہ ہے۔ فرمایا اوھار لکھ کر دینا چاہیے۔ دو گواہوں کے دستخط ہونا چاہیں۔ یا ایک مرد اور دو عورتیں کی گواہی اگر ایک بھول جائے تو دوسری یاد دلا دے اور پھر تاکید ہے کہ کوئی فریق سستی' انکار اور غلط بیانی نہ کرے وگرنہ اللہ کی پکڑ سے نہیں بچ سکے گا۔ اگرچہ نقدونقد سودا میں لکھنے کی قید نہیں مگر گواہ ضرور ہونا چاہیے۔ پھر فرمایا کہ اللہ پاک کیسے اپنے بندوں کو اپنی باتیں سکھاتا ہے۔اس کے بعد سفر کی حالت میں اگر لکھنے اور گواہوں کی فراہمی ممکن نہ ہو تو قرض لینے والا یا دینے والا کوئی چیز رہن رکھ کر اوھار لے سکتا ہے لیکن دونوں کو اس بات کاخیال رکھنا ہوگا کہ رہن کی چیز ویسے ہی واپس کردے اور لینے والا پوری پوری رقم واپس کردے اگر دونوں نے دیانت کو ملحوظ نہ رکھا تو اللہ تعالیٰ کے ہاں پکڑ ہوگی۔

آخری رکوع میں فرمایا۔ اللہ انسان کے خیال اور عمل دونوں سے باخبر ہے۔ ان دونوں سے باخبر ہے۔ ان دونوں حالتوں میں جہاں کہیں لغزش ہو فوراً اللہ پر ایمان لائے اور استغفار کرے۔ پھر آخر میں اپنی پسندیدہ دعا بتا دی کہ یہ دعا مانگ کر بندہ اپنے رب کی ناراضگی سے بچ سکتا ہے۔ مگر شرط ہے کہ خلوص نیت سے مانگے۔

حاصل مطالعہ :۔ سورت فاتحہ میں اللہ تعالیٰ نے بندے کے لئے لازمی قرار دے دیا کہ وہ اپنی ہر خواہش کی تکمیل کے لئے اپنے رب سے رجوع کرے۔ اسی سے مانگے اور اسی پر بھروسہ رکھے۔ اور جو لوگ اس کتاب مبین کا فہم چاہتے ہیں۔ ان کے لئے دوسری سورت مبارکہ البقرہ کی ابتدا میں بتا دیا گیا کہ یہ کتاب کن لوگوں پر اپنا دروازہ

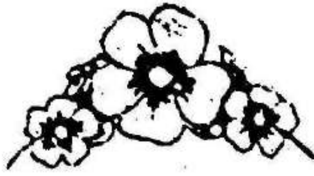
کھول دیتی ہے۔ اب شان کریمی کے صدقے جایئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ کے لئے انسانوں کی اقسام بتا دیتے ہیں۔ جس وقت یہ سورت مبارکہ نازل ہوئی حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے یہودیوں کی طاقت تھی۔ یہ یہودی توریت میں کی گئی پیشن گوئی کے مطابق بہت عرصے سے مدینہ اور اس کے اردگرد کے حصوں میں آکر آباد ہو گئے تھے کہ یہاں ہی نبی برحق کے آنے کی بشارت تھی وہ سمجھتے تھے کہ یہ نبی یہودیوں ہی میں آنے والا ہے۔ اس لئے انہوں نے حضور ﷺ کو انکی تمام نشانیوں کے ساتھ پہچانتے ہوئے بھی محض ہٹ دھرمی کے باعث نبی تسلیم نہ کیا اور کھل کر مخالفت کی بجائے اندرون خانہ سازشیں کرنا شروع کیں لہٰذا سورت البقرہ کی ابتدا میں سب سے پہلے اعتقاد کی درستگی پر زور دیا گیا ہے۔ جب تک ایک مسلمان غیب پر ایمان نہیں لاتا اسے قیامت پر یقین نہیں۔ وہ اس کتاب میں دیئے گئے مسائل اور ان کے حل سے آگہی حاصل نہیں کر سکتا۔ پہلے پارے میں یہودیوں اور عیسائیوں پر اتاری گئی کتابوں اور ان پر گزرے ہوئے واقعات ہیں۔ اور یہ وہ واقعات ہیں جو یہودی حضور نبی برحق کی آزمائش کے لئے ان سے سوالات کی شکل میں پوچھتے تھے۔ اور اس طرح مہاجر اور انصار بھی یہودیوں کی تاریخ سے واقفیت حاصل کر لیتے تھے۔ دوسرے پارے میں مسلمانوں بلکہ تمام انسانوں کے رہنے سہنے' حسن سلوک' عائلی معاملات' اطمینان قلبی' سے اچھے مستقبل کی نشان دہی کے ساتھ ساتھ ان قواعد کے بارے میں بتا دیا گیا۔ جن سے ایک اعلیٰ درجہ کا معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔ اخلاق کی درستی کے لئے شراب' جوا' سود' ظلم و تعدی' کنجوسی' سب سے بے زاری بتائی گئی اور ان چیزوں کو حرام کیا گیا جو کسی بھی شکل میں بندے کے لئے مشکل بن جائیں قرض دینے اور لینے کے طریقے بتائے گئے۔

ادبی حسن :۔ اس سورت میں انسان کو جینے اور مرنے کا ڈھنگ بتایا گیا ہے انسان کیا ہے؟ اس کی حدود کہاں تک ہیں؟ اس کے پاس اختیار اور عمل کی قوت کتنی ہے؟ یہ وہ سوالات ہیں جو ہر انسان کے دماغ میں ابھرتے ہیں۔ اللہ تبارک تعالیٰ نے ان سوالوں کے تیسرے پارے کے آغاز کے تھوڑی دیر بعد ایک آیت یعنی آیت الکرسی اور پھر اس سورت مبارکہ کے اختتام پر دو آیات مبارکہ میں انتہائی جامعیت سے جوابات دیئے ہیں۔

آیت الکرسی میں فرمایا اللہ وہ ہے جو حیّ و قیوم ہے یعنی زندہ اور ہر شے کو تھامنے والا ہے۔ وہ نیند اور اونگھ کو قریب نہیں آنے دیتا جب کہ انسان نہ زندہ رہتا ہے نہ ہی نیند اور اونگھ سے بچ سکا ہے۔ تمام زمین و آسمان اسی کے قبضے میں ہے۔ اس نے اسے انسان کے تصرف میں ضرور دیا ہے مگر انسان ان کو تخلیق کرنے والا نہیں ہے۔ خالق وہی ہے مالک بھی وہی ہے۔ اس لئے انسان اپنے اختیار کی حدود پھلانگ بھی جائے تو بھی اسی کے سامنے پیش ہونا ہے۔ چنانچہ سورت کے خاتمے پر دی گئی دو آیات اسے بندگی کی شان عطا کرتی ہیں۔ وہ شکوک و شبہات کی دلدل سے نکل کر اپنے مالک سے دعا کرتا ہے کہ اے اللہ میری خطائیں بخش دے۔ مجھ پر رحم کر۔ کیونکہ تو ہی میرا مولا ہے۔ تو مجھے اس حشر یعنی انکار و منافقت بھری دنیا پر کامیابی عطا فرما۔ آمین







سورۃ آل عمران

نمبر ترتیب	۳
نمبر نزول	۸۹
کل آیات	۲۰۰
پارہ نمبر	۳ ، ۴
رکوع	۲۰

مضمون :۔

ا۔ ع۱: ساٹھ عیسائیوں کا وفد تین سرداروں کی قیادت میں متنازعہ مسائل لے کر آیا۔ سردار ابوحارثہ بن علقمہ جو بنی بکروائل سے تھا۔ پکا نصرانی بن گیا تھا اور جسے رومی دربار میں بڑا درجہ ملا تھا۔ یہ سورت پانچ چھ ہجری کی معلوم ہوتی ہے جب دین اسلام کی حقانیت اور طاقت سے اردگرد کے علاقے متاثر ہو رہے تھے اور ان میں ہلچل پیدا ہو چلی تھی۔ بہرحال اللہ تعالیٰ نے اس کی تمہید میں فرمایا کہ اللہ کریم نے توریت'



انجیل' قرآن اور کچھ صحیفے نازل کئے۔ اللہ کی کتاب میں کچھ آیات محکم ہیں یعنی صاف ہیں۔ سمجھنے میں معنی تبدیل نہیں کئے جاسکتے ہیں۔ کچھ آیات متشابہات کہلاتی ہیں ان کے معنی ردوبدل کئے جاتے ہیں۔ لیکن جو اللہ کے بندے ہیں۔ اور نبی برحق کے سچے امتی ہیں وہ ان متشابہات کی تاویل بھی محکم آیات کی روشنی میں کرتے ہیں۔ اور اللہ سے دعا مانگتے ہیں کہ ان کے پاس ایمان آنے کی صورت میں پھر سے کجی نہ آجائے۔ وہ اللہ کی مدد مانگتے ہیں اور کج روی اختیار نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان نسبی تعلق نہیں ہو سکتا۔

۲۔ ع: اس رکوع میں بڑی ہی بلیغ اور بصیرت افروز باتیں ہیں اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کون لطیف انداز میں اور انسان کی فطرت کو سمجھ کر موقع محل کی مناسبت سے سمجھا سکتا ہے۔ یہ اللہ ہی کی شان کریمی ہے دیکھئے عیسائیوں کا وفد شان و شوکت سے آیا۔ جبے' عمامے' سواریاں' رونق' مسرت' سیاسی استحکام' ظاہر ہے سادہ دل لوگ اس شان امارت سے مرعوب ہوتے ہیں۔ جیسے ہم خود تو فرمایا اللہ نے۔ اے مومنو! اے میرے راستہ پر چلنے والو اگر تمہارے پاس یہ ظاہری اسباب آرائش نہیں تو پرواہ نہ کرو۔ اللہ جانتا ہے کہ انسان ان باتوں پر فریفتہ ہوتا ہے اسے مال دولت' عورتیں' بیٹے' خزانے اپنی طرف ایسے کھینچتے ہیں کہ وہ ان کی خاطر دین کی سچائی تک چھپا جاتا ہے۔ یہ انتہائی مشکل کام ہے کہ دین کو سلامت رکھا جائے مگر جو اس راز کو سمجھ جائے کہ یہ سب فریب نظر ہے پھر اس کے لئے یہ فریفتگی ہرگز بھی حیثیت نہیں رکھتی۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی ہر طرح مدد کرتا ہے۔ اللہ کے بندے سب اسی کو پکارتے ہیں۔ اور انکار کرنے والے جانتے ہیں کہ ان سے پہلے منکروں کا کیا حشر ہوا۔ پھر نصاریٰ کے لئے کہا کہ انہوں نے حال ہی جنگ بدر کا نقشہ دیکھا اللہ کیسے مومنوں کا مددگار ہوتا ہے۔ وہ اپنے بندوں کو اصلی زندگی میں اس سے کہیں بڑھ کر انعام و کرام سے نوازے گا مگر یہ انعام ان لوگوں کے لئے ہے۔ جو اسے پکارتے' اپنے گناہ بخشواتے اور گریہ وزاری کرتے ہیں۔ پھر صاف فرمایا کہ اللہ کے سوا ہرگز کوئی بندگی کے لائق نہیں۔ اللہ کا دین اللہ کے احکام بجالانا ہے۔ اور یہ بات اہل کتاب جانتے ہیں۔ لہٰذا اے میرے رسول تو کہہ دے کہ میں تو حکم بردار ہوں میرے ساتھی بھی ایسے ہی ہیں۔ تمہیں بھی دعوت ہے مانتے ہو تو مانو ورنہ میرا فرض تم تک نصیحت کا پہنچا دینا ہے اور اللہ کے سامنے ہر بندہ ہے وہ اس سے چھپ نہیں سکتا۔





۳۔ ع : اس رکوع میں مزید اللہ پاک اس وفد کے سامنے اور دنیا میں بار بار ایسی صورت حال پیدا ہونے کے پیش نظر فرماتا ہے کہ جن لوگوں نے اصل دین بتانے والوں کو ناحق قتل کیا وہ اس کے عذاب سے کبھی نہیں بچ سکتے پھر یہ لوگ جو ظاہری جاہ وحشم سے مرعوب ہو کر گمراہی ہی میں رہنا پسند کرتے ہیں ان کے جاہ و حشم والے بادشاہوں کا تاج چھیننا کونسا مشکل کام ہے! یہ سب کچھ ان سے چھین سکتا ہے۔ دولت' رزق' عزت سب اسی کے ہاتھ میں ہے پھر اس کو چھوڑ کر اس کی پیدا کی ہوئی مخلوق کا سہارا لینا نادانی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتے رہو۔ تمہیں آخر اسی کے سامنے پیش ہونا ہے۔ اس روز تمہارے سامنے ہر عمل دہرایا جائے گا اور تم اپنی برائیاں دیکھ کر تمنا کرو گے کہ کاش ہمارا ان برائیوں سے کوئی تعلق نہ ہوتا۔
تصور کیجئے کیا ہم اس صورت حال سے دوچار نہیں ہو سکتے؟
۴۔ ع: یہاں اللہ پاک نے فرمایا کہ اللہ سے محبت کرنے والے وہی ہیں جو اللہ کے رسول کے بتائے ہوئے راستے پر چلتے ہیں۔ جو اللہ کے رسول کی باتیں نہ مانیں اللہ ان سے محبت نہیں کرتا اس کے بعد نبوت کے بارے میں بتایا کہ کن کن گھرانوں کے لئے مختص کی گئی پھر حضرت مریم کی والدہ کی دعا' حضرت مریم کی پیدائش حضرت ذکریا کا ان پر اللہ کا فضل و کرم دیکھ کر خواہش اولاد کرنا اور انہیں خوشخبری ملنا بیٹے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا واقعہ ہے۔
۵۔ ع : اس رکوع میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے صلیب کی تجویز اور اللہ تعالیٰ کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بتانا کہ انہیں آسمانوں پر اٹھا لیا جائے گا۔ اور ان کے پیروکاروں کو قیامت تک مالی آسودگی نصیب ہوگی' بتایا گیا ہے اور سارے اختلافات روز قیامت ہی صحیح کئے جائیں گے۔ اور ساتھ میں حواریوں کا بھی ذکر ہے۔
۶۔ ع: اس رکوع میں بھی گذشتہ واقعہ ہے اور کہا ہے کہ اللہ کی ہدایات کو حق سمجھنا چاہئیے۔ یہ وفد جو اکڑا ہوا ہے انہیں کہو اچھا آؤ تم اور ہم مع اہل و عیال ایک میدان میں اللہ سے فیصلہ کرائیں کہ جو جھوٹا ہو اس پر اللہ کی لعنت ہو لیکن اگر نہ مانیں تو اللہ تو فسادیوں کو جانتا ہے۔
۷'۸'۹ ع: ان رکوعات میں یہود و نصاریٰ کی تمام چالیں' طریق جو سراسر دنیا میں باعزت اور دولتمند رہنے کے لئے مذہب کے نام پر گھڑی ہوئی تھیں بے نقاب کی گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ صاف صاف اپنے انبیاء کرام کو ان خرافات سے بری کرتے ہیں انبیاء

کرام دین اسلام پر تھے۔ اور کوئی ان کے خلاف ہو گا اور جانتا بوجھتا انحراف کرے گا اس کا حشر ناقابل بیان حد تک برا ہوگا سونے کے ڈھیر بھی اسے اس عذاب سے نہیں نکال سکیں گے۔

۱۰ ع: نیکی میں کمال اپنی سب سے پیاری چیز قربان کرنے میں ہے۔ پھر بتایا کہ سب الزامات غلط ہیں۔ اللہ نے کوئی چیز جو یہ بتا رہے ہیں حرام نہیں کی پھر فرمایا کہ پہلا گھر مکہ ہے اور اللہ کے گھر مقام ابراہیم کی زیارت ہر ذی استطاعت پر فرض ہے۔ پھر ۹۸ آیات تک نصاریٰ سے خطاب ہے کہ تم لوگ اللہ کے کلام کے غلط معنی لوگوں کی بھی بتلاتے ہو اور خود کو بھی دھوکہ دیتے ہو۔ حالانکہ تم جانتے ہو کہ اللہ سب کچھ جانتا ہے اس لئے مسلمانوں کو ان کے اثرات سے بچنے کی تلقین ہے۔

۱۱ سے ۲۰ ع: ان رکوعات میں مومنوں کی حوصلہ افزائی' بھروسہ اور جنگ کی تفصیلات حضور ﷺ کا سلوک نہایت تفصیل سے بیان ہوا ہے اور بار بار اس بات کا اعادہ کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی مومن کو کبھی بھی تکلیف نہیں دیتا۔ اس لئے مومن بنو!

حاصل مطالعہ :-

اس سورت مبارکہ کے دو حصے ہیں یعنی ایک سے دس رکوعات میں نصاریٰ کے وفد' ان کے سوالات کا جواب' ہے جو ہر دور میں ایک مومن کے سامنے چیلنج بن کر سامنے آجاتے ہیں۔ دوسرے حصے میں جنگ اور منافقین کا برتاؤ' مسلمانوں کی کیفیت اور دیگر باتوں میں ہر عہد کے مسلمانوں کے لئے دشمنان اسلام کے ساتھ جنگ و امن میں کس طرح رہاجائے اسے سمجھایاگیا ہے۔ ہار اور جیت کسی مومن کے ایمان کا پیمانہ نہیں ہے۔ اس کا ایمان صرف اسی بات میں ہے کہ وہ اللہ کے حیّ و قیوم ہونے پر ایمان لائے اور اس کے نبی برحق حضور محمد ﷺ کی بتائی ہوئی باتوں پر پورا پورا عمل کرنے کی کوشش کرے۔ اگر وہ ایسا کرے گا تو اسے معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کسی بھی مومن کو کبھی بھی تکلیف نہیں دیتا۔

ادبی حسن :

سورت مبارکہ البقرہ میں زیادہ یہودیوں سے خطاب ہے۔ اور ان کے بطلان کو بے نقاب کیا گیا ہے۔ اس سورت مبارکہ میں نصاریٰ کے پیدا کردہ مسائل اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مصلوب ہونے کی حقیقت کو واضح کرکے گویا تاریخی اعتبار سے قاری قرآن پاک کے لئے ایک ایسی سہولت مہیا کی گئی ہے کہ جس سے اس کتاب مبین کو بہتر طور پر سمجھنے لگتا ہے۔





سُورۃ النِسَاء

نمبر ترتیب	۴
نمبر نزول	۹۲
کل آیات	۱۷۶
پارہ نمبر	
رکوع	۲۴



☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

۱۔ع: اس رکوع میں اللہ نے میراث مقرر کی ہے اور حصوں کی تقسیم کی ہے اور حکم دیا ہے کہ اسی طرح میراث تقسیم کی جائے نافرمانی کرنے والے اللہ کے ہاں سزا پائیں گے۔

۲۔ع: بدکار عورتوں اور بدکار مردوں کے لئے سزا بتائی ہے پھر وہ طریق جہالت جو پہلے عورتوں پر ظلم و ستم کی صورت میں واقع ان کا تدارک ہے۔ پھر وہ بے حیائی کی صورتیں جن میں ماں سے نکاح بھی شامل تھا حرام کردی گئی ہیں۔

۳۔ع: اس رکوع میں نکاح کرنے کی صورت اور طریق بتائے گئے ہیں کہ آزاد عورت اور کنیز سے شادی کی کیا صورت ہے۔

۴۔ ع: میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ طریق زندگی حدود' تقسیم' عورتوں کے ساتھ سلوک' حاجت پورا کرنے کے طریقے سب دنیا میں بھلائی اور پاکیزہ معاشرہ پیدا کرنے کے لئے ہیں۔ اور کسی کو کسی کے لئے حسد' کڑھنے یا گلہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے عورت یا مرد حصہ عمل کی بنیاد پر ملتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے سب کی میراث مقرر کردی ہے۔

۵۔ع: مرد کو عورت پر فضیلت کا اظہار کیا گیا ہے اس لئے کہ مرد عورت کی کفالت اور حفاظت کا بوجھ اٹھاتا ہے اس لئے عورت پر اس کی تعظیم لازم ہے پھر بدکار عورتوں یا ناپسندیدہ عورتوں کے ساتھ نباہ کا طریق بتایا گیا ہے اور ہر طرح سے انسان کو سہولت دی گئی ہے پھر کنجوسی۔ اللہ پر ایمان اور کمزور چیزوں پر بھروسہ کی ممانعت اور اللہ کے بتائے ہوئے راستہ سے انحراف کرنے والوں کو قیامت کے روز کی رسوائی اور شرمندگی سے ڈرایا گیا ہے۔

۶۔ع: نشہ اور گندگی کی حالت میں نماز کے قریب جانے سے روکا گیا ہے اور بحالت مجبوری تیمم کی اجازت دی گئی ہے۔

۷۔ع: یہودیوں سے خطاب ہے ان کی شرارتوں پر تنبیہہ ان کے اعمال کی نشان دہی اور بدفطرت کو بے نقاب کیا گیا ہے وہ کیسے الفاظ کو توڑ مروڑ کر کہتے تھے ایسے بداعمال اہل کتاب کو بڑے عذاب سے ڈرایا گیا ہے یعنی ان کے چہرے ان کی پشت کی طرف کر دیے جائیں گے پھر ان کے دعوے غلط کئے کہ پاکیزگی صرف اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے۔

۸۔ع: یہودیوں کی کجی کی علوت پر انہیں عذاب سے ڈرایا گیا ہے اور فرمایا کہ وہ محض ضد کی وجہ سے کافروں کو کہتے ہیں کہ ان کا مذہب مسلمانوں سے اچھا ہے اور یہ نہیں



سمجھتے کہ وجہ عناد کچھ نہیں بزرگی اور نبوت تو بدستور حضرت ابراہیم کے گھرانے میں ہے۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی لعنت سے خوف کھاؤ' کھال بدل بدل کر جلایا جائے گا مگر مومنوں کے لئے آرام و آسائش کا وعدہ ہے۔ پھر فرمایا کہ انصاف اور امانت داری سے زندگی بسر کرو رشوت لے کر یا امیروں غریبوں کے لئے الگ الگ قانون نہ بناؤ اور ہربات میں اللہ' رسول اور اپنے حاکم کا کہا مانو جھگڑے کی صورت میں اللہ اور اس کے رسول کا کہا مانو۔

۹۔ع: اس رکوع میں منافقین سے خطاب ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی سچے دل سے اطاعت ہی انہیں مومن بنا سکتی ہے دل میں نفرت' دنیاوی فائدہ اور ہیرا پھیری سے کبھی وہ مقام نہیں ملتا جہاں اللہ پاک کی رضا شامل ہو اس لئے سب سے پہلے سچے دل سے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت لازمی ہے رسول پاک ﷺ سے فرمایا گیا ہے کہ وہ ان منافقین کی حرکت سے بے دل نہ ہوں وہ انہیں سمجھاتے رہیں تاکہ ان کی طرف اتمام حجت نہ رہے باقی جزا و سزا کا مالک تو وہی ہے۔ یہودیوں کے جھگڑے اور اس میں حضور کے لئے پریشانیاں پیدا کرنا انہوں نے شعار بنا رکھا تھا اس رکوع میں اس کے بارے میں بتایا گیاہے پھر سچے دل سے ماننے والوں کو ان لوگوں کی رفاقت کا وعدہ دیا گیا ہے جو نبی صدیق شہداء اور صلح لوگ ہیں ان صاحب انعام لوگوں سے رفاقت کی دعا اللہ پاک نے سورت فاتحہ میں فرمائی ہے۔

۱۰۔ ع:اس رکوع میں جہاد کی ترغیب اور فضیلت بیان کی گئی ہے کہ اللہ کے لئے تیار رہو پھر منافقوں کی صورت حال ہے کہ وہ شامل ہونے میں دیر کرتے ہیں۔ اور اگر نقصان ہو تو کہتے ہیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے بچا لیااور فائدہ ہو تو کہتے ہیں کاش ہم بھی ہوتے تو فائدہ اٹھاتے پھر ان مظلوموں کی یاد دلوائی جو مسلمان ہو چکے ہیں اور کفار کے قبضے میں ہیں اور مسلمانوں کی مدد کے منتظر ہیں۔ یہاں مکہ میں کفار کے ہاتھوں تکالیف اٹھانے والے مسلمانوں کی طرف اشارہ ہے۔

۱۱۔ع: اس رکوع میں جہاد کے سلسلہ میں لوگوں کی کم ہمتی اور تاویلات کو بیان کیا گیاہے کہ یہ لوگ خود ہی جہاد کی اجازت مانگتے تھے تب موقعہ نہ تھا۔ اب موقع ہے تو گھروں سے نکلتے ہوئے گبھراتے ہیں حالانکہ موت مضبوط قلعوں میں بھی آجاتی ہے۔ پھر اس سلسلہ میں کچھ غلط مفروضات کو رد کیا گیا ہے کہ حضور ﷺ کی بات اللہ



تعالیٰ کی بات نہیں ہوتی۔ قرآن پاک اس کا شاہد ہے۔ حضور ﷺ کی زبان سے وہی بات نکلتی ہے جو حکم اللہ ہو۔ پھر نعمت اور اور مصیبت دونوں کی صورت یہ ہے کہ نعمت تو اللہ تعالیٰ دیتا ہے مگر مصیبت انسان خود مانگ کر لیتا ہے۔ پھر عام معمولات میں افواہوں پر یقین کرنے سے گریز بتایا کہ افواہ کی تحقیق لازمی ہے وگرنہ دشمن کامیاب ہو جاتا ہے اور حضور ﷺ کو حکم ہوا کہ خواہ آپ اکیلے رہ جائیں آپ جہاد کے لئے نکلیں۔



۱۲۔ع: اس رکوع میں صلح اور جنگ کے قانون بتائے گئے ہیں کہ منافق کی چال میں نہ آؤ منافق ہمیشہ اپنے مفاد کو سامنے رکھتا ہے اس سے باخبر ہو کر اس کا قلع قمع کرو۔ مگر وہ پناہ مانگے اور امن میں رہے اور ناجائز رخنہ نہ ڈالے تو اسے امن دے دو۔ مگر جو بد عہدی کریں تو پھر اجازت ہے کہ ان کی خوب خبر لی جائے اس صورت میں اللہ کی طرف سے اجازت ہے۔

۱۳۔ع: مسلسل جہاد کے سلسلے میں احکامات دیے جارہے ہیں کہ غلطی سے کسی مسلمان کو قتل کردے تو خون بہا اور گردن آزاد کرے اگر استطاعت نہیں تو دو مہینے روزے رکھے وگرنہ جان بوجھ کر عذاب ملے گا پھر بغیر تحقیق کسی مسلمان کو غیر مسلم سمجھ کر مارنا بھی ناجائز ہے جبکہ وہ اسلام کا اظہار کر رہا ہے۔ پھر مجاہد اور گھر میں بیٹھنے والے کے درجات میں بہت فرق ہے مجاہد کے بہت درجات ہیں۔

۱۴۔ع: ہجرت کی برکات بتائی گئی ہیں کہ جب دین کی آزادی نہ ہو تو ہجرت کرنا چاہیئے۔ اللہ کی زمین کشادہ ہے مگر مجبور اور بے بس لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے معافی دی ہے مگر پھر اللہ کی خاطر ہجرت بڑا اجر دیتی ہے۔

۱۵۔ع: اس رکوع میں نماز کے بارے میں احکامات ہیں سفر میں مختصر نماز کی اجازت ہے۔ حالت جنگ میں نماز کی صورتیں ہیں۔ اور اللہ کو یاد کرنے کے طریقے پھر جب امن ہو تو نماز ہر مومن کے لئے وقت پر ادا کرنا فرض ہے۔ اور پھر جنگ کا آخری حصہ کہ جب دشمن بھاگ رہا ہو تو بھی بھرپور پیچھا کرو۔ اس وقت کی بے آرامی بہت ہی فائدہ دیتی ہے۔

۱۶۔ع: اس رکوع میں مسلم یا غیر مسلم اگر وہ خائن ہو بہتان باندھے اور چور ہو تو اس کے لئے اللہ کے ہاں سے کوئی معافی نہیں۔ یہاں آٹا چرانے والے مسلم کا واقعہ بیان

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ہوا جس کی بات پر حضور ﷺ یقین کرنے والے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے سب واقعہ انہیں بتا دیا۔

۱۷۔ع: اس رکوع میں ابھی سابقہ واقعہ کی شق باقی تھی اس کی وضاحت ہے کہ حضور ﷺ کی نگرانی میں ہیں۔ دشمن ان کے ہاتھوں سے کوئی غلط کام کرا ہی نہیں سکتے۔ حضور پاک ﷺ کو اشارہ ہے کہ یہ اللہ کی جانب سے ان پر فضل کبیر ہے۔ پھر فرمایا کہ اللہ کو دھوکہ دینے والے جہنم کی آگ سے بچ نہیں سکتے اور مشوروں میں وہی مشورے اچھے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کو پسند ہیں۔

۱۸۔ع: اس رکوع میں شرک نہ کرنے کی تلقین ہے۔ شرک کی بخشش ممکن نہیں۔ اور مومن ہی بارگاہ الٰہی میں فیض یاب ہو گا۔ شیطان کا فریب چند روزہ ہے۔

۱۹۔ع: اس رکوع میں عورتوں کے ساتھ نکاح کی مزید صورت واضح کی گئی ہے کہ اس سے اس کے ولی کی شادی کی اجازت ہے۔ باہمی صلح اور علیحدگی کی اچھی صورتیں قابل قبول ہیں۔ اور اللہ کے حکم سے پھرنے والے اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے وہ چاہے تو ان کو فنا کرکے اور قوم لے آئے۔

۲۰۔ع: اس رکوع میں سچی گواہی کا حکم ہے خواہ اس سے کتنا ہی نقصان کیوں نہ ہو اور گواہی کے وقت امیر غریب کا کوئی فرق نہیں آنا چاہیئے اس سلسلے میں ساری دنیا کی اس میں رسمیں مختصراً" آگئی ہیں اور چند روزہ دنیا کے لئے آخرت کو بھلانے والوں کے لئے سخت عذاب کی بشارت ہے۔

۲۱۔ع: منافق کے لئے سب سے نچلے درجے کا ذکر ہے مگر جو توبہ کرے اس کے لئے توبہ کا بھی وعدہ ہے مسلمانوں کو بار بار تاکید ہے کہ وہ منافق کے ساتھی نہ بنیں ورنہ اعمال ضائع ہو جائیں گے پھر اللہ پاک کی شان کریمی کے صدقے جائیے کیسے کیسے تربیت فرماتے ہیں کہ منافق کو نشر نہ کرو اللہ ہر بات جانتا ہے۔ اور پھر دین میں اپنے اپنے راستے نکالنے والے جہنمی ہیں کسی رسول کی تعلیم میں ایک دوسرے سے کوئی اختلافات نہیں۔ ایسی بات کہنے والے منافق اور اللہ کے دشمن ہیں۔

۲۲۔ع: اس رکوع میں رب تعالیٰ کی جلالی شان نظر آتی ہے فرمایا کہ یہودی منافق تجھ سے کہتے ہیں کہ ایک بار ہی پوری کتاب آسمان سے اتری ہوئی تجھے مل جائے وہ دکھا دو تو ان بدبختوں نے اپنے پیغمبر سے اس سے بڑا مطالبہ کیا تھا۔ انہیں اللہ کے دیکھنے کی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

خواہش کی تھی۔ اور پھر بجلی گرنے سے ہلاک ہوئے پھر پیغمبر کی دعا سے زندہ ہوئے۔ پھر بچھڑے کو پوجنے لگے پھر کئی بداعمالیاں کیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بہتان طرازی کی۔ انہیں قتل کیا گیا۔

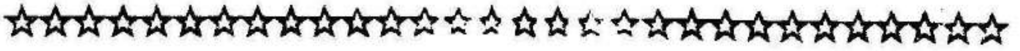
حالانکہ ان کی شبیہ مصلوب ہوئی انہیں اللہ تعالیٰ نے اٹھالیا اسی طرح ان کا تو کفر' منافقت' سود خوری ان کے عذاب کے لئے کافی ہے ہاں جو اللہ پر ایمان رکھے اس کے لئے اجروثواب ہے اس رکوع میں یہودی منافقوں کی بداعمالیوں کی نہایت جلالی انداز میں تکذیب اور مذمت کی گئی ہے۔

۲۳۔ ع:اس رکوع میں سابقہ رکوع سے ربط ہے اور اسی رکوع کو وضاحت سے فرمایا کہ حضور ﷺ کے سچے رسول ہیں ویسے ہی جیسے ان سے پہلے رسول آئے اور ان پر وحی نازل ہوتی رہی البتہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے خود کلام فرمایا۔ پھر ارشاد ہوا کہ حضور سے سچا لگاؤ اور انہیں پیغمبر ماننے ہی میں بھلائی ہے اور حضرت عیسیٰ اللہ کا کلمہ اور حکم تھے جو حضرت مریم کے ذریعے دنیا میں آئے وہ ہرگز اللہ کے بیٹے نہیں اللہ اکیلا ہے وہی کارساز' مالک اور لائق عبادت ہے۔

۲۴۔ع: اس رکوع میں پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی وحدانیت کا یقین رکھنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ اور کہا کہ حضرت مسیح اور فرشتوں کو اس بات سے کوئی عار نہیں کہ وہ اللہ کی مخلوق کہلائیں یہ محض خود ساختہ اور فتنہ کی باتیں ہیں سیدھا راستہ اور روشنی قرآن پاک اور حضور کی اطاعت میں ہے اس کے بعد ایک فقہ کا مسئلہ ہے جس میں کلالہ کی موت پر اس کے ورثاء کے حصے کے بارے میں احکام ہیں۔

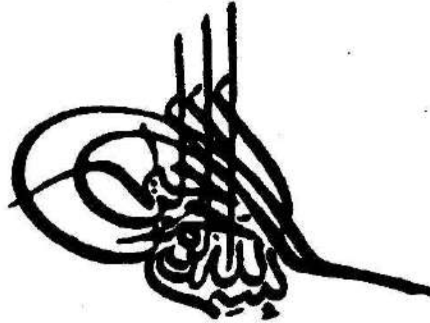
حاصل مطالعہ :۔

اس طویل سورت مبارکہ میں فقہی مسائل کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اس کے ساتھ جہاد کی فضیلت' غیر مسلموں کے حقوق کی وضاحت بھی ملتی ہے لیکن خاص نکتہ کی جانب بار بار توجہ دلوائی گئی ہے وہ اللہ اور اس کے رسول برحق کی اطاعت ہے اس سورت مبارکہ میں ایک نہایت ہی بلیغ اشارہ نبی کریم ﷺ کی ذات برکات کی شان و عظمت کا بھی ملتا ہے' فرمایا گیا کہ جب انسان اپنے اوپر ظلم کرے یعنی گناہوں کی دلدل میں پھنس جائے تو تیرے دربار میں پہنچے اللہ سے گڑگڑا کر اپنے گناہوں کی معافی





طلب کرے اور حضور ﷺ سے فریاد کرے کہ وہ بھی اس کی بخشش کے لئے دعا فرمائیں تو اللہ تعالیٰ گناہوں کو بخشنے والا اور رحیم ہے۔ گویا دربار نبوی پر ہر مومن ہر انسان ہر زمانے کے پریشان حال ذی روح کے لئے وہ مقام ہے جہاں اس کی پکار سنی جاتی ہے۔ اپنے شافع کے حضور اس کی التجا کبھی رائیگاں نہیں جاتی جب وہ تڑپ کر روضہ رسول ﷺ کے سامنے پکارتا ہے۔ "یارسول اللہ " میں عاصی' گنہگار اپنے گناہوں کے بوجھ سے دبا ہوا' شرمسار آپ کے سامنے ہوں میں جانتا ہوں آپ گنہ گاروں کے سر پر ہاتھ رکھنے والے ہیں۔ آپ ٹوٹے ہوئے دلوں کی پکار سنتے ہیں۔ آپ ہر کسی کی دعا اور التجا کو بارگاہ الٰہی میں پیش کرتے ہیں میرے لئے بھی بخشش طلب کیجئے تو اللہ کا وعدہ آگیا کہ حضور برحق ﷺ کی دعا قبول ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی۔

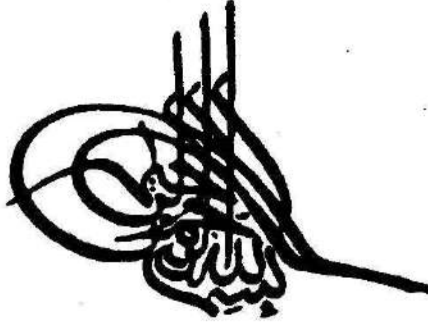


سورۃ المائدہ

نمبر ترتیب	۵
نمبر نزول	۱۱۲
کل آیات	۱۲۰
پارہ نمبر	۶،۷
رکوع	۱۶







سُورَۃ المائِدَہ

نمبر ترتیب	۵
نمبر نزول	۱۱۲
کل آیات	۱۲۰
پارہ نمبر	۶، ۷
رکوع	۱۶



بسم اللہ الرحمن الرحیم○



۱۔ع: یہ سورت مبارکہ فتح مکہ کے بعد حجتہ الوداع سے پہلے کی معلوم ہوتی ہے اس رکوع میں مناسک حج کے سلسلہ میں حرم کعبہ کی حرمت اور جانوروں کے شکار کے بارے میں بتایا ہے مگر حلال چیزوں کے بارے میں شکار کے متعلق بھی احکام بتائے گئے ہیں۔ اس رکوع میں وہ آیت بھی شامل ہے جس میں دین کے مکمل ہونے کی بشارت اور دین اسلام پسند کرنے کا اشارہ ہے اسی میں مجبوری اور اضطرار کے عالم میں رخصت کا ذکر بھی ہے اہل کتاب خواتین سے نکاح کی اجازت اور ان کے ساتھ معاشرتی روابط میں نرم روی کا ذکر ہے۔

۲۔ع: اس میں وضو کا طریق' طہارت کے فرائض' رخصت کی صورت اور انصاف کی تلقین ہے انصاف ہر حالت میں لازمی ہے اور عہد کی پابندی کہ ہم مومن رہیں گے۔

۳۔ع: اس میں دو طرح کا خطاب ہے پہلا خطاب مومنین سے ہے کہ اب تمہیں آزمائش اور تکالیف سے نکل کر حکومت' عزت' سعادت اور خوش حالی مل چکی ہے احکام دین بھی مکمل ہو چکے ہیں اس لئے اس مقام پر پہنچ کر اللہ سے کیا ہوا عہد نہ توڑنا یعنی احکامات الٰہی کی پیروی کرنا جھوٹ نہ ملانا کیونکہ بالکل اسی صورت میں ہم نے یہودیوں اور عیسائیوں کو بھی پہنچایا مگر ان میں سے اکثر نے عہد توڑ دیا ذلت ان کا مقدر ٹھہری پھر بتلایا کہ اب ان کے پاس رسول آئے ہیں اب انہیں ان کی پیروی کرنا چاہیئے کیونکہ وہ یہی دعائیں مانگتے تھے اور فرمایا اللہ کو صرف عمل پسند ہیں یہودی' عیسائی یا قریشی ہونے سے اللہ کے مقرب بندے نہیں ہو سکتے۔

۴۔ع: اس رکوع میں یہودیوں کے بارے میں بتایا کہ جب انہیں نجات اور عظمت حاصل ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو فلسطین کی سرزمین اور بیت المقدس کے شہر میں داخل ہونے کو کہا مگروہ وہاں کے حکمرانوں کے خوف سے منکر ہو گئے اور جانے کے لئے بالکل تیار نہ ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نہایت رنج میں کہا کہ میں اپنی اور اپنے بھائی کی جان کے علاوہ کسی کی مرضی پر قابو نہیں پاسکتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس نامرادی اور نافرمانی کی سزا میں یہ چالیس سال تک ادھر ادھر بھٹکتے پھریں گے گویا اس طریق سے مسلمانوں کو یہ تنبیہہ مطلوب ہے کہ مستقبل میں انہیں بھی کم ہمتی کئی طرح کی تکالیف میں مبتلا کر سکتی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

۵۔ع: اس رکوع میں ہابیل اور قابیل کا واقعہ بیان ہوا ہے اور مقصود اس قتل کے بیان سے یہ ہے کہ اس قتل کے بعد یہودیوں کے دستور میں لکھ دیا گیا کہ ناحق قتل بالکل ایسے ہی جیسے ایک شخص کا قتل پورے معاشرے کا قتل ہے ایک شخص کو بچانا پورے معاشرے کو بچانا ہے مگرانہوں نے اس حکم کو بھی فراموش کر دیا اور ناحق قتل کرتے رہے لو اب ان کا علاج یہی ہے کہ اگر وہ فتنہ فساد کریں تو انہیں مار ڈالا جائے اگر توبہ کریں تو معاف کر دیا جائے۔

۶۔ع:اس رکوع میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور اس کی قربت حاصل کرنے کی دعا کے بارے میں ارشادات بیان ہوئے ہیں فرمایا مال و دولت سے یہ قربت حاصل نہیں ہو سکتی چوری کی سزا ہاتھ کاٹنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا مقصد اس سزا سے معاشرے کی اصلاح ہے۔ اللہ ہی عزت و جاہ کا مالک ہے اور وہی ذلت بھی دیتا ہے یہودیوں کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ ان میں سے بعض کبھی ایمان نہ لائیں وہ محض جاسوس ہیں اور فیصلہ کرنے میں اگر ان کا فیصلہ نہ کرو تو وہ کچھ نہیں بگاڑ سکتے اور اگر کردو تو انصاف سے کرو ویسے یہودی کبھی مسلمانوں کا فیصلہ دل سے قبول نہیں کرتے اس رکوع میں یہودیوں کی اس ناانصافی کا ذکر ہے جو رجم کے سلسلہ میں تھی۔

۷۔ع: اس رکوع میں تفصیل سے جو کچھ کہا گیا ہے اس کالب و لباب یہ ہے کہ تورات و انجیل میں اللہ تعالیٰ نے ہر بات کے لئے حکم دیا ہے۔ اب اگر یہ انہیں مٹا دیتے ہیں تو حضور ﷺ سے ارشاد فرمایا جارہا ہے کہ قرآن چونکہ دونوں کتابوں میں موجود احکامات زندہ کرتا ہے اس لئے ان کی خواہشات کے آگے جھکنے کی ضرورت نہیں ہر کام میں اللہ کے فیصلے کو مد نظر رکھیں ان کی طاقت یا اثر سے مغلوب نہ ہوں۔

۸۔ع: اس رکوع میں مسلمانوں کو ایک کمزوری سے بچنے کی تلقین کی ہے کمزوری یہ ہے کہ انسان ظاہری اسباب طاقت سے مرعوب ہو کر اپنے اللہ اور اس کے رسول کی مخفی طاقت کو کمزور سمجھنے لگتا ہے وہ دونوں اطراف کو راضی رکھنے کے لئے منافقت سے کام لیتا ہے ۔ وہ طاقت حاصل کرنے کے لئے غیرمذہب والوں سے دوستی کرتا ہے اور خود کو کامیاب سمجھتا ہے لیکن جب دیکھتا ہے کہ اللہ ہی پر بھروسہ کرنے والے طاقت پکڑنے لگے ہیں تو انکی طرف پلٹ آتا ہے اور پھر ان کی صف میں گھسنے کی کوشش کرتا ہے مگر یہ سب بے کار ہے کیا اللہ سے کوئی چیز پوشیدہ ہے؟ کیاوہ انسان کے مکر کو نہیں

دیکھتا؟ سو فرمایا اس دین مبین سے پھرنے والے اللہ کو کمزور نہیں کر سکتے وہ ایسی قوم تیار کر دیتا ہے جو مسلمانوں سے ہمدردی کرتے ہیں۔ سچے دل سے اللہ اور اس کے رسول کی خاطر اپنی جان وقف کر دیتی ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے اور رہے لوگ وہ ان تمام باتوں کو ماننے والے ہوتے ہیں جن کا حکم اللہ نے دیا ہے۔

۹۔ع: اس رکوع میں بظاہر خطاب یہودیوں سے ہے مگر مضمون عام ہے فرمایا دین پر ٹھٹھا کرتے ہیں مذاق اڑاتے ہیں تو در حقیقت اپنا مذاق اڑاتے ہیں۔

دنیا کا چلن یہی ہے کہ اکثریت گناہ پر ٹوٹ پڑتی ہے کہ شیطان اسے اتنا خوشنما بنا دیتا ہے مگر یہ ٹوٹنا انہیں خسارہ دے گا اللہ تعالیٰ یہودیوں کے الفاظ انہی پر لوٹاتا ہے اللہ کے لئے کیا مشکل ہے کہ وہ نافرمان اور جھوٹے لوگوں کو آرام و سہولت دے ہاں اگر وہ نیکی کرتے ہیں تو ان کے گناہ معاف ہو سکتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ اس سورت مبارکہ میں یہودیوں کے پردے میں ماضی' حال اور مستقبل کے تمام انسانوں کی فطرت کو عیاں کرکے بتایا جا رہا ہے کہ خالی دین مذہب کا نام لینے سے اس پر چلنا آسان نہیں اس لئے ضروری ہے انسان اپنے عمل سے اس میں پختگی پیدا کرے وگرنہ طاغوتی طاقت ہمارے جیسے کمزور لوگوں کے عقائد بڑی آسانی سے تبدیل کر دیتی ہے اور ہم خود کو تنکے سے بھی کم تر سمجھنے لگتے ہیں۔

۱۰۔ ع: اس رکوع میں اللہ پاک نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ آپ سے جو کچھ فرمایا جائے بلاخوف و خطر کہیے ان کے جذبات واحساسات کا خیال کیاتو حق ادا نہ کیا (یہاں حضور نبی برحق کے پردے خطاب اہل حق سے ہے) اکثر موقع محل دیکھ کر خاموش ہو جاتے ہیں ایسا کرنا جائز نہ رہا پھر یہودیوں' نصرانیوں اور دین کے لوگوں کے لئے فرمایا کہ جو ایمان لاتا ہے اس کے لئے کوئی خطرہ نہیں اب ایمان لاتے ہی انسان کسی بھی مذہب کا ہو اسلام لے آتا ہے سو اسے سچا دین کہہ کر فیصلہ کر دیا پھر ارشاد ہوا کہ یہودیوں اور نصرانیوں کو مفروضوں پر دین نہیں قائم رکھنا چاہیے اور تورات و انجیل کے سچے احکامات کی پیروی کرنا چاہیئے جن کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے تھے اور بندہ اللہ کا بیٹا نہیں ہو سکتا اللہ ہم سب کو معاف فرمائے۔ اس دین کی یہ صورت ذاتی مفادات کی بناپر ہوئی پھر بعد میں آنے والوں کو سوچنا چاہیئے۔



۱۱۔ع: اس رکوع میں یہودیوں کے برے افعال کی تاکیدا" بار بار تکرار ہو رہی ہے۔ اور جو لوگ انہیں دوست بناتے ہیں انکی مذمت پھر فرمایا یہودی اور مشرک تو کبھی مسلمان کے دوست نہیں ہو سکتے مگر عیسائی نرم ہوتے ہیں وہ دوست بن سکتے ہیں پھر اس وفد کا ذکر ہے جس نے وعظ سنا اور مسلمان ہو گیا ان کی گریہ وزاری پر ان کے لئے جنت کی خوشخبری ہے مگر منکروں کے لئے اللہ کا عذاب ہے۔

۱۲۔ ع: اس رکوع میں قسم کھانے کی مذمت آئی ہے کہ اگر اسے پورا نہ کرسکو تو کفارہ ادا کرو پھر شراب' جوا' پانسہ پھینکنا اور بتوں سے فال لینے کی ممانعت کر دی ہے۔ جو پہلے ہو چکا اس سے معافی مانگو آئندہ باز رہو' کیونکہ جوا اور شراب اللہ کی اطاعت سے دور لے جاتے ہیں جو اس کو نہیں مانے گا اس کے دردناک عذاب ہے حلال چیزوں کو حرام نہ بناؤ۔ قسم کھاؤ ہی نا۔

۱۳۔ ع: اس رکوع میں حالت احرام میں شکار کی، ممانعت کی تفصیل ہے اور دیگر چیزیں جن کے شکار کی اجازت ہے ان کا ذکر ہے پھر کعبہ کی بزرگی اور حرمت کا بیان ہے اس کا احترام ملحوظ رکھا جائے اور ناپاک چیز کتنی ہی خوش کن کیوں نہ ہو غلیظ ہی سمجھنا چاہیئے۔

۱۴۔ع: جب قرآن پاک نازل ہو رہا ہو تو سوال پہ سوال نہ کرو ممکن ہے جو باتیں تمہارے نہ کرنے پر تم پر لازم نہ ہوں وہ لازم ہوجائیں پھر فرمایا اللہ ہی پر بھروسہ رکھو یہ جو جانور سانبہ' وصیلہ اور حامی وغیرہ ہیں اللہ کو ان سے کوئی غرض نہیں۔ پھر امانت کی ادائیگی ایسے شخص کی امانت جو مر رہا ہو اور سفر میں ہو کیسے ہوگی اور کیسے کرنا ہوگی اس کا ذکر ہے۔

۱۵۔ ع: اس رکوع میں حشر کے میدان میں اللہ پاک کے جلال و شان کی تصویر ہے کہ جب وہ سب رسولوں سے پوچھے گا کہ انہیں انکی امت نے کیا جواب دیا تھا وہ کہیں گے ہم کیا زبان کھولیں ہر علم تو تیری نگاہ میں ہے اور تیرے حکم سے ہوتا ہے پھر حضرت عیسیٰ کے بارے میں ہے کہ اللہ نے انہیں کتنی بزرگی اور نعمتیں عطا کیں اور انکے حواریوں نے آسمانی خواں (مائدہ) کی درخواست کی اور پھر انہیں مائدہ کی شکل میں کیسی شرط بتائی گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

۱۶۔ ع: اس رکوع میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے فرمائے گا کہ انہوں نے لوگوں کو اپنی عبادت کی دعوت دی حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ وہ ایسا کیوں کر سکتے ہیں۔ انہوں نے تو وہی کیا جس کا حکم ان کے رب نے انہیں دیا۔ ان کے آنے کے بعد جو ہوا اس کا علم تو اللہ کو ہے پھر فرمایا کہ حضرت عیسیٰ فرمائیں گے کہ اب تو چاہے تو انہیں عذاب دے اور چاہے تو معاف کر دے میرا کوئی اختیار نہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس دن سچوں کی عید ہوگی اللہ سچوں سے راضی اور سچ کہنے والے اللہ سے راضی ہوں گے۔

حاصل مطالعہ :۔

اہل قرآن جانتے ہیں کہ نزول کے اعتبار سے اس سورت مبارکہ کا نمبر ۱۱۲ ہے گویا اس کے بعد سورت توبہ جو اسی سورت کے مضامین اور معانی کے ساتھ مزید تفصیل سے احکامات الہیہ کو فیصلہ کن بتاتی ہے اور پھر آخری سورت النصر ہے جس میں نبی برحق ﷺ کے وصال کا اشارہ بھی موجود ہے اس نتیجے تک پہنچا جا سکتا ہے کہ اس سورۃ مبارکہ میں ہمیشہ کے لئے دین اسلام پر چلنے والوں کے لئے درج ذیل اصولوں کی پیروی لازمی ہے۔

۱۔ اللہ کی حاکمیت کا ہر لحظہ دھیان رکھنا۔

۲۔ یہ دنیا مومن کے لئے آزمائش کی جگہ ہے۔ اسے بھوک پیاس' عزت' ذلت' غلامی' ہر طرح کے آسیب پکڑیں گے اس کے سامنے طاغوتی طاقتیں عیش ونشاط کے مزے لوٹ رہی ہونگیں جن سے اس کا ایمان متزلزل ہوگا۔ مگر اسے ان آزمائشوں سے گزرنا ہے اور پھر زندگی میں ہی ایسا مقام آجاتا ہے کہ آزمائش بچے کے کھلونے کی طرح لگنے لگتی ہے۔

ایک مسلمان کے لئے طریق حیات کا کیا ہونا چاہئے اس کا ذکر بھی ہے اور ان تمام سوالات کا جواب گاہے گاہے پہلے بھی آجانے کا باعث یہاں بھی ہے جو انسان کو اپنے ایمان پر قائم رکھتی ہیں اس کی مادی زندگی کو پر سکون بنا سکتی ہیں۔

ادبی حسن :۔

احقرہ نے اس مہتمم بالشان سورۃ کے مطالعہ کے دوران جس جگہ خود کو واسطہ حیرت میں پایا وہ اس کا رکوع نمبر ۱۵ ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کی



درخوست پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ پاک سے درخواست کی کہ وہ ان پر آسمان خواں نعمت اتاریں اللہ پاک نے اس خوان کو اتارا یا نہ اتارا اس کے بارے میں دو آراہیں پہلی تو یہ کہ خوان نعمت اترا۔ مگر اس کے ساتھ جو اللہ پاک نے شرط لگائی تھی اسے یہ لوگ نہ نباہ سکے تو چالیس روز کے بعد خوان نعمت آسمان سے اترنا بند ہو گیا۔ دوسری رائے یہ ہے کہ چونکہ اس کے ساتھ شرط تھی اور شرط پوری نہ ہونے کی صورت میں عذاب عظیم کی وعید تھی اس لئے وہ لوگ ڈر گئے اور انہوں نے اس خوان نعمت کے اترنے کی درخواست کی پوری نہ کرنے کی درخواست کی۔

کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نصاریٰ کو ہر عالم میں مادی آسائشیں عطا کرے گا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کے حواریوں کے سوا ان کی زندگی میں کوئی بھی ان پر ایمان نہیں لایا تھا بعد میں انہی حواریوں کی بدولت عیسائیت دور دراز علاقوں تک پھیلی۔ مگر نبی برحق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے امیتوں کی شان ملاحظہ کیجئے کہ سوائے آپ پر جان نثار کرنے' آپ کو دیکھ دیکھ کر جینے کی تمنا کے اور مدعا زیست ہی نہیں تھا حجتہ الوداع کے موقع پر لاکھوں کے مجمع میں آپ کا یہ کہنا کہ میں نے اللہ کا پیغام آپ تک پہنچا دیا وہ فتح مبین ہے جس کے تصور سے دل کی دھڑکن قابو میں نہیں آتی۔ یہی وہ شان کریمی ہے مرتبہ محبوبی ہے کہ کسی امتی نے کسی قسم کی دور از فہم فرمائش آپ سے نہیں کی۔ اور آپ کی پیام رسانی لوگوں کے دلوں میں گھر کرتی چلی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم جیسے عاصیوں کو قیامت کے روز اپنے نبی برحق صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے کھڑا ہونے کی سعادت عطا فرمائے۔ آمین







سورۃ الانعام

نمبر ترتیب	۶
نمبر نزول	۵۵
کل آیات	۱۶۵
پارہ نمبر	۷، ۸
رکوع	۲۰
مدنی آیات	۲۰، ۲۳، ۹۱، ۹۳، ۱۱۴، ۱۴۱، ۱۵۱، ۱۵۳





۱ تا۱۰۔ ع: ایک روایت کے مطابق یہ سورت مبارکہ ستر ہزار فرشتوں کے جلو میں ایک ہی بار حضور نبی ﷺ پر نازل ہوئی اس سورت مبارکہ مکی میں توحید پر بے حد زور دیا گیا ہے۔احقرہ نے ان پر اپنے تاثرات یوں رقم کئے ہیں۔

نہایت موثر۔ توحید کے بارے میں اللہ تعالٰی کے ارشادات جس انداز میں بیان ہوئے ہیں ان کی تشریح بیان کرنے سے یہ قلم عاجز ہے سوائے اس کے کیا کہہ سکتی ہوں کہ خدائے مجید و کریم سمیع و علیم حئی و قیوم ہم جیسے عاصیوں پر اپنی نظر رحمت کرے۔ ہم تو اس سے اسی رحمت کے امیدوار ہیں جس کے بارے میں وہ خود فرماتا ہے ''اس نے لکھی رحمت اپنے ذمے''

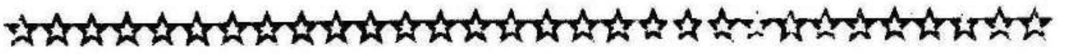
میرے اللہ تیری باتیں ان کی تھاہ گہرائی کون پاسکتا ہے۔ مگر جس کو تو چاہے وہ اس بیان کی ذرا سی بھی لذت سے آشنا ہو جائے تو جسم کارواں رواں کانپ اٹھتا ہے۔ اے مالک ہمارا تشکر قبول کر' ہمارا تشکر قبول کر۔ توہی تعریف کے قابل ہے اور تعریف تیرے لیے ہی بنی ہے تو پاک ہے اور تیری قدرت میں تیرا کوئی شریک نہیں ہم تیرے محبوب کی امت ہیں اے رزاق و کریم تو ہمیں روز محشر اپنے محبوب کے سائے میں رکھ۔ آمین

۱۲ تا۲۰ ۔ ع: کافر اتنے سخت دل ہیں کہ فرشتے دیکھ کر بھی ایمان نہیں لائیں گے اور اگر مردوں کو بھی باتیں کرتے ہوئے دیکھ لیں تو بھی ہرگز ایمان نہیں لائیں گے کیونکہ اللہ تعالٰی جانتے ہیں کہ اکثر لوگ جاہل ہوتے ہیں۔ اگلی آیات مبارکہ میں بھی اللہ تبارک تعالٰی نے توحید اور اپنے یکتا ہونے کی مثالیں بیان فرمائی ہیں۔

(میری بد نصیبی کہ مسلسل دو دن سے تلاوت کے دوران آزمائش معلوم ہوتی ہے اعضا میں درد اور بے کلی سے صحیح طرح بیٹھا نہیں جاتا کبھی بیٹھ جاتی ہوں اس لئے لکھتے ہوئے دقت ہوتی ہے اللہ پاک میرے گناہ اور لغزش معاف فرمائے ورنہ تسکین بخش کتاب کی موجوگی میں ان عوارض کا کیا کام ہے!)

بے شک جیسا کہ شاہ صاحب نے فرمایا سورت الانعام ساری کی ساری توحید کے مسئلہ کے گرد گھومتی ہے آخر میں رب کریم نے خود دعائیں سکھائی ہیں۔

میری نماز' میری قربانی' زندگی' زندگی اور موت' جہانوں کو پالنے والے مالک کے لئے بھی اس کی بندگی کے لئے ہے۔

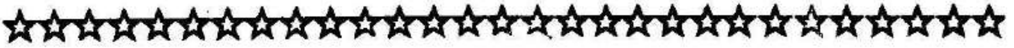




اس سورت مبارکہ کے آخری حصے میں جانوروں کے حلال و حرام ہونے کے بارے میں تفصیلات ہیں۔ دین مستقیم پر چلنے کے اصول واضح کیے گئے ہیں۔ امرو نہی کیطرف اشارے ہیں اور حضور ﷺ کے لئے تسلی اور تشفی کا سامان ہے سورت کے اختتام میں فرمایا کہ بے حیائی کے قریب نہ جاؤ خواہ یہ کھلی یا چھپی ہوئی۔

حاصل مطالعہ :۔

سورت الانعام میں کے بارے میں بزرگان دین نے تحریر کیا ہے کہ یہ ستر ہزار فرشتوں کے جلو میں نازل ہوئی حضور نبی کریم ﷺ نے کفار مکہ کے مجمع میں اس کے فضائل بیان کئے اور اس کی تاثیر اور برکت حاصل کرنے کے لئے اس کا وظیفہ بھی بیان کیا گیا ہے اس سورت کو بلاناغہ روز تلاوت کرنے سے بہت اچھے اثرات مرتب ہوئے ہیں جن کا علم اس کے برگزیدہ بندوں کو اللہ کی رضا سے ہوتا چلا جاتا ہے اور پھر وہ اپنے دینی بھائیوں کی خیرخواہی میں اپنے ملفوضات بیان کر دیتے ہیں۔ اس سورت مبارکہ کی روزانہ تلاوت اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر یقین و ایمان کی عجیب قوت و طاقت عطا کرتی ہے۔



سورۃ الاعراف

نمبر ترتیب	۷
نمبر نزول	۳۹
کل آیات	۲۰۶
پارہ نمبر	۸،۹
رکوع	۲۴
مدنی آیات	۱۶۳،۱۷۰

دِ امیر انزے حرف



بسم اللہ الرحمن الرحیم○

مضمون :۔

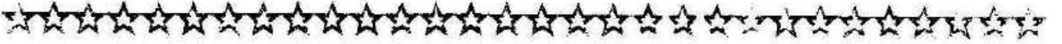
یہ ایک طویل مکی سورت ہے اس میں انسان کو بہت سی باتوں کی جانب سوچنے کی دعوت دی گئی ہے اس میں انسان کی پیدائش اور شیطان کا سجدے سے انکار۔ پھر انسان کا دنیامیں آنا' شیطان کے ہاتھوں غلط تصورات قائم کرنا اور اس پر مصر رہنا بیان کیاگیا ہے اس سورت میں لباس پر بھی حکم ہے رہبانیت اور برہنگی سے جو از خود قائم کرلی جائے اللہ کی بے زاری ہے۔ اعتدال مبتدی اور جنت و دوزخ کے علاوہ اعراف میں ہونے والوں کی کیفیت بتائی گئی۔ علاوہ ازیں مختلف انبیاء کرام کے بارے میں ذکر ہے۔ خصوصاً" حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چالیس رات کی عبادت' تختیوں کا حاصل کرنا اور اسرائیلی قوم کا سامری کے کہنے پر بچھڑے کو پوجنے کا واقعہ ہے لیکن ان واقعات کے اندر اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے بڑی باریک باتیں ارشاد فرمائی ہیں۔

۱۔ اللہ نے انسان کو صرف اور صرف اللہ ہی کو معبود و سمجھنے کی تاکید کی ہے۔

۲۔ اللہ کے قرب کے ذرائع بتائے ہیں۔

۳۔ حضور پاک ﷺ کے امی ہونے کی شان بتائی ہے حضور ﷺ کی تربیت کسی دنیا کے انسان نے نہیں کی حضور ﷺ کی تربیت اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے۔ اس عظیم الشان مرتبے پر پہنچنے والے حضور ﷺ پر نور پہ لاکھوں اور کروڑوں درود بھیجنے کے بعد احقرہ کے دل میں خیال آتا ہے کہ ہر انسان اللہ کے بارے میں امی ہی ہے یہ کتاب ہدایت جو حضور ﷺ کی معرفت ہم تک آئی وہ کلام ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے کہہ کر انہیں تربیت دیتا ہے ہر زمانے میں یہ کتاب اپنے متلاشی کے لئے دامن رحمت بن جاتی ہے۔ یہ کتاب اپنے قاری کے لئے ایسے ایسے وسائل پیدا کر دیتی ہے جو اس کی رہنمائی کرتے ہیں اور اسے ادنیٰ سے اعلیٰ مدارج طے کراتے ہیں۔

اے میرے پروردگار تو اپنے محبوب کے صدقے ہم جیسے حقیر گنہ گار لوگوں سے راضی رہ۔



اعراف :۔

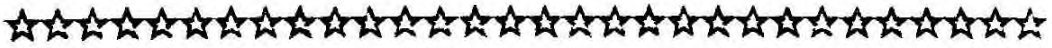


بتایا گیا ہے کہ مرنے کے بعد انسان عالم برزخ میں ہے۔ اس عالم کی کیفیت یہ ہے کہ نیک رواح کے لئے وہ مقام ہے جہاں ان پر جنت کی کھڑکی کھول جاتی ہے۔ اور اللہ ہر کسی کو معاف فرمائے اور بدی پر ڈٹے رہنے والوں کے لئے جو مقام رکھا گیا ہے وہاں ان کے سامنے دوزخ کا نظارہ ہے جو ظاہر ہے انتہائی تکلیف دہ ہے ان کے علاوہ وہ لوگ بھی ہیں جن کی نیکی اور بدی کا تناسب برابر رہا وہ ان دونوں لوگوں کے درمیان بھی مقام اعراف میں ہیں ان کے آرام و تنگی کا دور برابر میں بانٹا گیا ہے کبھی بہشت کا جھونکا ہے تو کبھی جہنم کا وہ کبھی جنتیوں کو پکاریں گے کہ سلام ہو تم پر ہم جنت میں نہ گئے مگر اس کی تمنا رکھتے ہیں۔ اور جب ان کی آنکھیں دوزخیوں کی طرف پھیریں گی کہیں گے اے ہمارے رب ہمیں ظالموں کے ساتھ نہ کر۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سُورۃ الانفال

نمبر ترتیب	۸
نمبر نزول	۸۸
کل آیات	۷۵
پارہ نمبر	۹
رکوع	۱۰
مکی آیات	۳۰ تا ۳۶



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم○

مضمون :۔

ا۔ ۲ ع: یہ دوسری مدنی سورت ہے جو فتح بدر کے لئے نازل ہوئی پہلی فتح کے بعد مال غنیمت پر اختلافات پیدا ہو رہے تھے۔ سو باری تعالیٰ نے پہلے تو یہ فرمایا کہ غنیمت (الانفال) اللہ' اور اس کے رسول ﷺ کی ہے اور ہر شخص کے لئے لازمی ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ہر حکم کی تعمیل کرے اس کے بعد جنگ بدر کی وجوہات' لوگوں کی آراء بغیر لڑے مال پانے کی تمنا سب کا ذکر ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کی مدد اور اعانت کی تفصیل ہے جنگ کا نفسیاتی اور عملی طریق محاکاتی رنگ میں محسوس ہوتا ہے لوگوں کے خدشات اور ان کی فتح کے بارے میں ارشاد ہوا کہ یہ سب اللہ کی مدد سے ہوا دوسرے رکوع کے آخر میں کفار مکہ سے کہا گیا کہ شکست ان کے کفر کی سزا میں ابتدائی چیز ہے عذاب آگے شروع ہونگے لیکن اب بھی ایمان لے آئیں تو بچ سکتے ہیں پھر اسی رکوع میں لڑائی سے منہ پھیرنے کو سخت ناپسند کہا گیا ہے ایسے بھگوڑے پر اللہ کا غضب نازل ہوگا۔

۳۔ ۴ ع: ان رکوع میں کفار کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ وہ کیسے کیسے منصوبے بناتے تھے کیا کیا زعم تھے اللہ نے ان کا غرور کیسے پاش پاش کیا۔اب یہاں ایک بات یہ ہے کہ مومن بھی تو درحقیقت انہی کے رشتے دار تھے مکہ میں یہ لوگ کفار کی سختیوں کی بنا پر سہمے ہوئے تھے ایمان کی طاقت نے انہیں سربلند ضرور کیا تھا مگر پھر بھی مکہ کے سرداروں کی اس تذلیل اور شکست کے باوصف وہ خیال کرتے تھے کہ شاید یہ اتفاق ہو سو اللہ تعالیٰ ان کا حوصلہ بڑھاتے ہیں انہیں ان کا جور و ستم یاد دلاتے ہیں اور پھر بتاتے ہیں کہ جس کا اللہ حمایتی ہو اس جیسا شان و شوکت والا کون ہو سکتا ہے پھر فرمایا کہ ان پر عذاب اس لئے نہیں آیا کہ حضور ﷺ کی موجودگی میں ایسا نہیں ہونا تھا دوسرا یہ معافی بھی مانگتے تھے مگر چونکہ ان کی عبادت کا طریق ٹھیک نہ تھا اس لئے ان کو سزا لازماً" ملنا تھی۔ پھر کعبہ کے متولین پرہیزگار ہونا چاہیں برے لوگ دیر تک اس کے متولی نہیں ہو سکتے۔ اور پھر کہا گیا کہ یہ لوگ اگر اب بھی باز آجائیں تو معافی ہوگی وگرنہ ان کو قتل کردو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

۵۔ ع: قیدی کافروں کے بارے میں بتایا گیا کہ اگر وہ اب بھی ایمان لے آئیں تو انہیں معاف کیا جائے گا اور اللہ ان کے سابقہ گناہوں کی بخشش ان کے آئندہ نیک اعمال پر کرے گا۔ لیکن اگر وہ کفر پر اڑے رہے تو پھر ان کی تباہی اور ہلاکت یقیناً" ان جیسے سابقہ لوگوں کی مانند ہوگی۔ مسلمانوں کو دلیر رہنے کی تلقین کی ہے۔ اور غنیمت کے مال میں پانچواں حصہ اللہ' اس کے رسول اور اس کے قرابت داروں' یتیموں' محتاجوں اور مسافروں کے لئے ہے اس کے بعد پھر اس جنگ کی طرف ایک پہلو سے یاد دہانی کرائی کہ مسلمان تو قافلہ سے تجارتی مال چھیننے کی غرض سے نکلے تھے مگر اللہ تعالیٰ کوئی اور بھی فیصلہ کئے تھا۔ اللہ نے ان کا مقابلہ ایک شان و سامان والے شکر سے کرانا تھا سو وہی ہوا اور اللہ تعالیٰ جب کسی فتح کا ارادہ کرتے تو اس کے سامان یوں ہوتے ہیں کہ اللہ کے بندوں کو دشمن کی تعداد کم نظر آتی ہے جبکہ دشمن کو انکی تعداد تھوڑی نظر نہیں آتی۔

۶۔ ع: لڑائی کے قواعد بتائے گئے کہ ثابت قدم رہو۔ اور میدان جنگ میں اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرو۔ اور سعی و جہاد میں مشغول رہو' حوصلہ نہ ہارو اور اپنے مال و دولت' کثرت افواج اور اپنے بھروسے پر نہ رہو۔ جس طرح کہ مکہ والے آئے تھے۔ مگر جب اللہ کی افواج دیکھیں تو خاک سیاہ ہو گئے۔ یہاں شیطان کا خوف سے بھاگنے کا واقعہ ہے۔

۷۔ ع: اللہ تعالیٰ کی شان پر قربان ہو جائیے کیا ربط و دھیان ہے کہ گفتگو میں سب پہلو سامنے ہیں۔ اس رکوع میں ان منافقین سے خطاب ہے جنھوں نے نہتے مسلمانوں پر فقرہ کہا کہ دین پر پھول کر بغیر سازو سامان ہی لڑنے چل پڑے۔ فرمایا انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ پر بھروسہ ہر قسم کے سازو سامان پر بھاری ہے۔ پھر کفار کی موت کی طرف اشارہ وہ کہ فرشتے کیسے عذاب سے کافر کی جان نکالتے ہیں اور طعن و تشنیع کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کسی قوم کو ذلیل' محکوم اور تنگ دست نہیں کرتے جب تک وہ احکامات الٰہی بجا لاتے رہیں جب وہ ایسا کرنا چھوڑتے ہیں تو ان پر محکومی اور ذلت ڈال دی جاتی ہے۔ پہلی قوموں پر بھی ان کے کفر کے باعث عذاب آئے۔ اللہ کے نزدیک بدترین لوگ وہ ہیں جو ایمان نہیں لاتے۔

۸۔ ع: اس رکوع میں یہود کی بدعہدی کی طرف اشارہ ہے کہ وہ بار بار بدعہدی کرتے

ہیں اب انہیں بدعہدی کی سزا دینا چاہیئے مگر پہلے یہ فرمایا کہ انہیں عہد توڑنے کی اطلاع دو۔ اور انہیں مقابلے کا موقعہ دو اور اس بات سے مت ڈرو کہ اس طرح وہ اپنی طاقت میں اضافہ کرلیں گے۔ طاقت اور فتح اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ پھر لڑائی کے لئے سازوسامان بنانے کی ترغیب دلائی جارہی ہے اس سے دشمن پر ہراس طاری ہوتا ہے لہٰذا سامان حرب اکٹھا کرنا اچھی بات ہے مگر جہاد اللہ کی خوشنودی کی خاطر ہو اور صلح کرنے والوں کے ساتھ صلح کرنا چاہیئے کیونکہ اچھائی خواہ بدنیتی سے کی جارہی ہو تو اس کا جواب اچھی نیت سے دینے والا اللہ کے پاس سے جزا پاتا ہے پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ باہمی الفت اللہ ڈالتا ہے وگرنہ ایک دوسرے سے کٹے رہتے۔

۹۔ع: اس رکوع میں مومن کی طاقت بتائی ہے کہ ایک دس پر اور سو ہزار کے مقابلے میں آسکتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ تم لوگ اس مقابلے کی ہمت نہیں رکھتے تو بھی سو دو سو پر بھاری ہیں۔ اور ہزار دو ہزار پر اس کے بعد قیدیوں کے بارے میں فدیہ دے کر چھوڑ دینے کا فیصلہ ہوا اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب تک کفار کا پوری طرح قلع قمع نہ ہو جائے فدیہ لینا اچھا نہیں کیونکہ اس دنیا میں مال ملے گا جبکہ دوسری صورت میں آخرت میں خزانے اور اللہ کے خزانے زیادہ ہیں۔ اور اگر اللہ تعالیٰ اس سلسلے میں پہلے سے نہ لکھ چکا ہوتا تو اس فیصلہ پر کافی عذاب آتا یہ بات ذرا تشریح طلب ہے یعنی اللہ پاک حضور کی صلہ رحمی جانتے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ کچھ لوگ خواہ مال کی خاطر اس فیصلے کی طرف داری کرتے ہیں۔ (فدیہ کے حق میں پہلے) لیکن چونکہ نیت ٹھیک ہے اس لئے معافی دی گئی۔ دوسرے آئندہ فدیہ کی صورت جاری کی گئی۔ تیسرا حضور کی موجودگی نے اس عذاب کو ہٹا دیا لیکن مسلمان ڈر گئے انہوں نے کہا اب ہم کچھ نہیں لیتے۔

۱۰۔ع: اجازت دی گئی کہ فدیہ اور غنیمت لیں اور اللہ تعالیٰ کی مہربانیوں کا شکر ادا کریں۔ قیدیوں سے فرمایا کہ مال جانے کا غم نہ کریں اب بھی ایمان لے آئیں تو بھلا ہو جائیگا لیکن اگر نیت خراب ہے تو اس کا مزہ پہلے بھی چکھ چکے ہو۔ آئندہ بھی توقع رکھو پھر مہاجر و انصار کی محنت محبت اور اللہ کی راہ میں قربانیوں کو سراہا گیا۔ البتہ جو مسلمان مکہ میں رہے ان کو شریک نہ کیا گیا۔ ان کے بارے میں حکم ہوا کہ دین کے مقابلے میں مدد کی جائے دوسرے معاملات میں نہیں لیکن اگر اب بھی کوئی مکہ سے گھر بار چھوڑ کر آجائے تو اس کی قرابت داری کا حق برقرار رہے گا۔

حاصل مطالعہ :۔

احکامات جنگ، اللہ کی اعانت اور طریق غنیمت کا خوب صورت انداز سے بارابطہ اظہار ہے۔ ۳۰ سے ۳۶ آیات مکی ہیں یعنی جب وہ حضور کے قتل کا ارادہ باندھ رہے تھے تو اللہ تعالیٰ کوئی اور ہی ارادہ کررہا تھا۔ پھر کس طرح وہ اللہ کے کلام کا تمسخر اڑا رہے تھے کہ فرعون پر عذاب آیا اور ثمود برباد ہوئے۔ اور کہتے تھے کہ یہ سب گزرے وقتوں کی کہانیاں ہیں حقیقت نہیں اور اکثر میں چیخ کر کہتے تھے کہ اللہ وہ عذاب ہم پر لے آتا

کہ ہمیں یقین آجائے اللہ پاک حضور ﷺ کی ان میں موجودگی کی وجہ سے ایسا نہیں کرتے اور نہ ہی اس وجہ سے بھی کہ وہ نافرمانی کے ساتھ استغفار بھی کرتے ہیں۔ پھر یہ خانہ کعبہ کے متولی بنے بیٹھے تھے اور اپنی مرضی کے بغیر اوروں کو اندر نہیں جانے دیتے۔ حالانکہ خانہ کعبہ کے متولی ہونے کے لئے پرہیزگاری ضروری شرط ہے۔ اور بہت کم لوگ اس بات کو جانتے ہیں کہ خود ان کی نماز سیٹیاں اور تالیاں تھیں۔ یعنی بے ہودہ رقص۔ یہ آیات اس سورت المبارکہ میں نہایت مناسب مقام رکھی گئی ہیں۔

تو یہ بات واضح ہو گئی کہ سیٹیاں بجانا، تالیاں بجانا اور رقص سرور کا اللہ کے ہاں کیا مقام ہے۔ اور یہ مذہب اور جدید دنیا کا اظہار تشکر نہیں قدیم زمانے میں بھی لوگ ایسا کرتے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اس انداز عبادت سے ناگواری فرمائی ہے۔ دور جدید والوں کو اس بات پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔



سُورۃ التَّوبَہ

نام سورۃ المبارکہ	توبہ
نمبر ترتیب	۹
نمبر نزول	۱۱۳
کل آیات	۱۲۹
پارہ نمبر	۱۰، ۱۱
مکی آیات	آخری رکوع
رکوع	۱۶

☆☆

مضمون :۔

ا تا ۳ ۔ع: مومنین کے لئے حکم دین کے پھیلانے کے سلسلے میں نئے احکامات ہیں کہ بدعہدوں' نافرمانوں اور دھوکہ دینے والوں سے جنگ کرو اور ان کا خاتمہ کردو مگر جو لوگ توبہ کریں یا معافی مانگیں تو انہیں معاف کرو۔

۴۔ ع: اس رکوع میں فرمایا گیا کہ جب مسلمانوں نے اپنی کثرت تعداد پر فخر کیااور اللہ کی مدد و نصرت کا خیال نہ رہا تو کیا ہوا۔ وہ دشمن کے نرغے میں آگئے اور جان بچا کر بھاگے۔ مگر اللہ نے اپنے ثابت قدم رسول ﷺ اور اس کے بچے ساتھیوں کی فرشتوں کے لشکر سے مدد کی۔ اس لئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر بھروسہ رکھو۔ پھر حکم ہوا کہ کعبہ میں شرک نہیں آسکتے۔ اور مشرکوں پر جہاد فرض ہوا اور اہل کتاب کے لئے جزیہ کی ادائیگی۔

۵۔ع: اس رکوع میں بڑے قابل غور احکامات ہیں۔

ا۔ یہودیوں کے ایک فرقے نے حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا مانا جبکہ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو۔ ان کی باز پرس کے لئے کہا اللہ انہیں ہلاک کرے۔ کیاجہالت کی باتیں ہیں؟ پھر فرمایا کہ لوگ اپنے عالم اور درویش لوگوں کی باتوں پر اتنا ایمان رکھتے ہیں کہ بعض اوقات اللہ کے احکام فراموش کر دیتے ہیں۔ یہ بہت برا کام ہے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم ہی اصل حکم ہے۔

۲۔ اللہ کے دین کاچراغ مشرکوں کی پھونکوں سے نہیں بجھ سکتا۔

۳۔ مال و دولت کو آگ میں دہکایا جائے گا اور ان لوگوں کی پیٹھ پر داغا جائے گا جو اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔

۴۔ اللہ نے جن مہینوں کو حرمت والا کہا ہے وہ اپنی ترتیب میں جب بھی آئیں وہی حرمت والے کہلائیں گے اور صرف بارہ مہینے ہی شمار کئے جائیں۔ مشرکوں نے اپنی سہولت کے لئے ہر تیسرے سال ایک مہینہ بڑھا لیا تھا اور اس طرح اپنی مرضی سے حرام کو حلال بنا لیتے تھے۔ اللہ نے ان کی اس عیاری کو رد کر دیا۔

۵۔ اے ایمان والو! بعض درویش اور عالم لوگوں کا مال کھاتے ہیں اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں یہ اپنی مرضی سے حلال اور حرام بناتے ہیں۔

٦۔ ع: اس رکوع میں جہاد کی از حد تلقین ہے۔ اس میں سستی اور کاہلی اللہ تعالیٰ نے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سخت ناپسندیدہ فرمائی ہے۔ یہ جنگ تبوک کے سلسلہ میں ہو رہاہے اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر مسلمان اللہ کے دین کی حفاظت میں نہیں اٹھیں گے تو اللہ ان پر ذلت مسلط کردے گا اور اللہ تعالیٰ عزت کا حقدار بہادر قوم کو بنائے گا۔ پھر حضور ﷺ کی فتح کے بارے میں بتایا کہ حضور ﷺ کی اللہ کی راہ میں مسافت، گرمی یا آرام کی پرواہ نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ بھی ہمیشہ آپ ﷺ کی مدد فرماتا رہا۔ اور پھر آگاہ کیا کہ اللہ ایسے ہی اپنے نبی ﷺ کی مدد فرمائے گا اور یہ بھی فرمایا کہ ست کیسے کیسے بہانے بنائیں گے۔

۷۔ ع: سابقہ مضمون جاری ہے منافقین کے بہانے اور اندرون کاپول کھل رہا ہے ان کے عذر بودے ہیں اور ان کا کہنا کہ دولت سے مدد دیں گے قبول نہ ہوگا۔ مسلمان کے ہر حال میں فائدے میں جہاد میں موت آئی تو شہادت کا رتبہ ہے اور فتح یاب ہوئے اور زندہ ہیں تو غازی کہلائیں گے اور مال غنیمت سے حصہ بھی ملے گا مگر بزدل اور منافق کے لئے اللہ کی بھیجی ہوئی رسوائی یا مسلمانوں کا سختی کرنا ضرور ہوگا پھر فرمایا منافق کی ظاہر شان سے اثر نہیں لینا چاہیے مال اور اولاد تو آزمائش ہے۔ موت کے وقت اپنے آپ کو دیکھنا چاہیے بعض اوقات اولاد ہی دشمن بن جاتی ہے تو مرنے والے کا کیا حشر ہوتا ہے۔ پھر جاہلوں کا پول کھولا کہ غنیمت کی خاطر مسلمان بنے ہیں اور زیادہ مال ملے تو خوش کم ہو تو اللہ کے رسول پر اعتراض کیا انہیں مال اللہ سے زیادہ پیارا ہے؟

۸۔ع: یہ رکوع بھی مربوط ہے زکواۃ کی تقسیم بتلائی گئی اللہ اوراس کے رسول سے مقابلہ انتہائی دوزخ میں جانے کے برابر ہے۔ پھر منافقوں کے دلی عزائم اور خطرات کو بے نقاب کیاگیا پھر کہاکہ اسلام لانے کے بعد اس قسم کی حرکات ناقابل معافی ہے کچھ تو ضرور ہی دوزخ میں جائیں گے۔

۹۔ ع: اس رکوع میں منافقین کے بارے میں بتایا کہ وہ ہمیشہ بری باتیں بتاتے ہیں۔ دولت کے پجاری اور بخیل ہوتے ہیں۔ اور اسی طرح ہر عہد میں منافقین کا یہی حال رہا مگر زمانہ قبل میں لوگ زیادہ مالدار اور طاقتور بھی تھے مگر انہوں نے یہی روش اختیار کی سو اللہ نے انہیں مٹا دیا ایسے اب بھی منافقین کے لئے دوزخ کا عذاب ہے جبکہ مومنین کے لئے جنت اور اللہ کی رضامندی جو یقیناً" بہت بڑا انعام ہے۔

۱۰۔ع: اس رکوع میں منافقین کی بداعمالیوں کے واقعات ہیں۔

ا۔ تبوک سے واپسی پر ظالموں کا حضور ﷺ کے لئے بہت برا سوچنا اور ناکام ہونا



اس پر بھی انہیں توبہ کا موقع ملا۔
۲۔ وعدہ کر کے اللہ کے حصے کو نہ دینا اور بخل کرنا اور انجام بد پانا
۳۔ صدقات دینے والوں پر ٹھٹھا کرنا اللہ کو سخت ناپسند ہوا۔ اس پر اگر حضور ستر بار بھی ان کے لئے استغفار کریں تو بخشش نہ ہوگی سبحان اللہ حضور ﷺ کی رحم پروری ملاحظہ کی جائے۔



اا۔ ع: اس رکوع میں منافقین کی نماز پڑھانے سے مناہی کا حکم ہے اور جہاد اور زکواۃ سے اعراف کرنے والوں پر سخت ناراضگی اور عذاب جہنم کا ذکر ہے جبکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم سے جہاد کرنے والوں اور اللہ کی راہ میں خرچ کے لئے فضل و کرم کا وعدہ۔

۱۲۔ ع: اس رکوع میں ربط برقرار ہے کہ اب آپ ﷺ جب واپس جائیں گے تو یہ منافق طرح طرح کے بہانوں سے آپ کو مطمئن کریں گے کہ وہ اس لئے ساتھ نہیں گئے مگر اللہ ان کے سب بہانے جانتا ہے۔ اللہ کے نزدیک وہ نجس ہیں پھر اسی رکوع چند لوگوں کے لئے رخصت ہے اور اس کی وجوہات ہیں پھر اعراب کے مزاج کو بیان کیاہے کہ وہ اسلام کی حقانیت کی تہہ تک نہیں پہنچ پاتے وہ سخت منافق ہیں اور کبھی نہیں چاہتے کہ پیسہ خرچ کریں لیکن کچھ اعراب ایسے بھی ہیں جو اللہ سے محبت رکھتے ہیں سچی اطاعت جہاد اور صدقات سب میں جان و دل سے شریک ہوتے ہیں۔

۱۳۔ ع: اس رکوع میں سابقوں کی تعریف اور ان کے لئے جنت کی بشارت ہے۔ پھر منافق اعرابیوں کے بارے میں ہے کہ انہیں عذاب جہنم سے قبل دوبار عذاب ملے گا۔ پھر وہ لوگ جو گناہ اور ثواب ملا دیتے ہیں کبھی گناہ، کبھی ثواب مثلاً" ابو لبابہ کی مثال ہے کہ خود کو ستون سے باندھ دیا پھر ان کی معافی کی بشارت ہے اور پھر اس کے بعد سچے دل سے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی قبولیت ویسے توبہ کی بخشش محض اللہ ہاتھ میں ہے پھر وہ لوگ جنہوں نے سچ سچ بتا دیا ان کا معاملہ اللہ کے ہاں ہے۔ فیصلہ ہوگا پھر مسجد ضرار کا ذکر ہے اور اور اس کے ڈھانے کا حکم، پھر مسجد قباء کی تعریف اور مسجد قبا کے گرد رہنے والوں کی طہارت کی تعریف کی گئی ہے۔ مسجد وہ ہے جس کی بنیاد نیکی اور خلوص پر رکھی گئی ہو۔

۱۴۔ ع: جہاد میں حصہ لینے والوں کے لئے خوش خبریاں ہیں۔ اور ان کے نام بتائے گئے

ہیں۔ پھر جو لوگ حالت کفر میں مرجائیں ان کے لئے بخشش کی دعا مانگنا منع ہے۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی اپنے والد کے لئے دعا مانگنا ترک کر دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کسی قوم کو گمراہ نہیں کرتا جب تک اتمام حجت کے لئے ان کے سامنے نیکی کا راستہ نہیں رکھتا۔ پھر اللہ ہی کی بادشاہت ہے اور پھر اللہ کیسے' اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھیوں کی ہر مقام پر مدد کرتا ہے پھر ان پھر ان تینوں کی معافی کی خبر ہے جن کا فیصلہ نہیں ہوا تھا۔

۱۵۔ ع: اس رکوع میں ایک وضاحت ہے کہ اگرچہ جہاد میں نکلنے والے کا ہر قدم نیکی بن جاتا ہے مگر سارے کے سارے نہ نکلیں صرف ایک جماعت ہر فرقے کی نمائندگی کرے تاکہ باقی کام چلتے رہیں۔

۱۶۔ ع : مجاہدین سے کہا کہ دشمن پر قہار رہیں اور اللہ سے ڈریں۔ ہر نئی سورت کے نزول پر ایماندار کا دل تازہ ہوتا ہے اور منافق کا نفاق بڑھتا ہے حضور ﷺ کی کریمانہ صفات بتائی ہیں۔ کہ وہ ہر مومن کی تکلیف پر بے چین ہوتے ہیں۔ اور اس کے لئے بھلائی کے خواہش مند ہیں۔ وہ کسی امتی کو دکھ میں نہیں دیکھنا چاہتے اور اگر حضور ﷺ کے ساتھ منافقین کی تعداد بڑھ بھی جائے تو حضور ﷺ کے لئے اللہ کا سہارا ہی کافی ہے۔

حاصل مطالعہ :۔

اس طویل سورت میں جہاں زیادہ انسانوں کے تیسرے گروہ منافقین کے کردار کو بے نقاب کیا گیا ہے۔ کہ ہر زمانے میں ایسے شاطر اور عیار لوگ خطہ ارضی کو اپنے لئے جنت بنا لیتے ہیں اور ہر معصوم اور اللہ والے کی زندگی تکالیف' پریشانی اور طرح طرح کی ذلتوں سے اجیرن بنا دیتے ہیں۔ یہ لوگ بظاہر خوش حال' جاہ جلال کے مالک اور سیاہ و سفید کے مالک بن جاتے ہیں' مگر اللہ کے ہاں ان کا ہر عمل ناپسندیدہ ہے اور قابل گرفت ہے اس جہان فانی میں مومن کے لئے بڑی آزمائش ہے۔ سب سے بڑی آزمائش اس کا کم تعداد میں ہو جاتا ہے مگر اسے ہر لمحہ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اس کے ہادی برحق اس کی کیفیتوں سے واقف ہیں۔ وہ اس کی بدنی اور دلی تکالیف پر رنجیدہ ہیں۔ اس لئے وہ اس کے لئے اللہ کی بارگاہ میں عمدہ اجر کے لئے دعاگو ہیں۔ اس کے لئے اللہ کا سہارا بہت بڑا ہے اور منافقین کے حق میں بخشش کی دعا بھی اللہ کے ہاں قبول نہیں ہوتی۔ اس سے جان لینا چاہیے کہ منافق کے لئے کتنے تھوڑے عرصے کی حکمرانی ہے



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ یونس

نمبر ترتیب	۱۰
نمبر نزول	۵۱
کل آیات	۱۰۹
پارہ نمبر	
رکوع	۱۱
مدنی آیات	۹۳، ۹۵، ۹۶



بسم اللہ الرحمن الرحیم○

ا۔ ع : اگرچہ قرآن پاک کا انداز یہ ہے کہ اگر کوئی مضمون ایک رکوع میں نامکمل رہ جائے یا مزید وضاحت چاہتا ہو تو دوسرے تیسرے رکوع میں جاری رہتا ہے۔ لیکن اگر قرآن پاک کا مطالعہ پہلے مکی سورتوں اور پھر مدنی سورتوں کی تلاوت سے کیا جائے تو بعض اوقات عجب قسم کا ربط و تسلسل نظر آنے لگتا ہے۔ گویا ہم حضور پاک ﷺ کے زمانہ میں چلنے پھرنے لگتے ہیں۔ وہی دنیا گویا حقیقت لگنے لگتی ہے۔ اس سورت مبارکہ سے پہلے سورۃ بنی اسرائیل کا نزول ہوا جس میں دو سوال اہم تھے ایک یہ کہ حضور ﷺ کے پاس معجزے کیوں نہیں یا وہ ان کے سامنے پھر سے آسمان پر چڑھیں۔ دوسرا وہ تو بندے ہیں۔ سورۃ یونس کے پہلے رکوع میں انہی سوالات کا مواخذہ کیا گیا

۲۔ع : یہ لوگ اللہ کے شریک ٹھہراتے ہیں برائی میں پکارتے ہیں جب بھلائی آجائے تو بھول جاتے ہیں کہتے ہیں قرآن کو ہماری مرضی کے مطابق بدل ڈالو۔ کہو تم جانتے ہو میں اپنے آپ سے کچھ نہیں کہتا میرا سچا ہونا اور امی ہونا تمہیں خوب معلوم ہے۔ یہ سب باتیں اللہ ہی کی طرف سے ہیں میں بدل نہیں سکتا۔ پھر اگر اللہ پاک نے ہر چیز کا ایک اندازہ اور وقت مقرر نہ رکھا ہوتا تو انہیں ابھی فوراً" اپنی اکڑ کا مزہ مل جاتا۔

۳۔ ع : نیکوں کے چہرے صاف ہونگے۔ بروں کے چہرے پر سیاہی ہوگی۔ جنہیں شریک ٹھہراتے ہیں وہ بھی سامنے کئے جائیں گے اور ان کی شرکت سے بے زاری کا اظہار کریں گے۔

۴۔ ع: اللہ تعالیٰ انسانی عضو کا مالک ہے زمین و آسمان پر اس کا قبضہ ہے اور پھر کسی کی بھی طاقت نہیں کہ اس کتاب کے مقابلہ میں کوئی ایک سورت ہی لے آئے اللہ پاک خوب جانتا ہے کہ کون سیدھی راہ پر ہے۔

۵ تا ۸ ع: رکوع کا نفس مضمون انہی مضامین کا اعادہ کرتا ہے جن میں اللہ تعالیٰ انسان کو تفکر کرنے کو کہتا ہے اور اپنی حاکمیت کے دلائل بیان کرتا ہے پھر جو انسان گزر چکے ہیں ان کے اعمال کا نقشہ بیان کیا گیا ہے حضرت نوع علیہ السلام کے واقعہ کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کی معرکہ آرائیاں ہیں۔ اہم نکات یہ محسوس ہوتے ہیں۔



۱۔ اللہ تعالیٰ مالک کل ہے وہی جلاتا ہے اور وہی مارتا ہے اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔
۲۔ اللہ تعالیٰ ہر لحہ ہم میں موجود ہے
۳۔ اللہ کے فیصلے نہیں بدلتے اللہ کے بندوں کو نہ ڈر ہے نہ آگے ڈر ہو گا انہیں امید رکھنا چاہیے۔
۴۔ ڈرو نہیں سب طاقت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے
۵۔ شریروں کے کام اللہ تعالیٰ نہیں سنوارتا۔
۶۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا" اے میرے رب فرعون اپنی طاقت اور دولت کے نشے میں سب کو راہ سے بھٹکاتا ہے تو اس کے مال کو مٹا دے اور اس کا اور اس قوم کا دل اتنا سخت کردے کہ اب انہیں عذاب کی حقیقت معلوم ہو۔

مدنی آیات

۴۰: بعض قرآن پر یقین کریں گے بعض نہ یقین کریں گے تیرا رب خوب جانتا ہے شرارت والوں کو
۹۰: جب فرعون غرق ہونے لگا تو ایمان لانے کا اعلان لیکن فرمایا تیرا بدن بچائے رکھتے ہیں تاکہ تو عبرت کا سامان بنا رہے دنیا والوں کے لئے۔
۹۳: اور جگہ دی ہم نے پسندیدہ جگہ بنی اسرائیل کو اور کھانے کو دیں ستھری چیزیں سو ان میں پھوٹ نہیں پڑی یہاں تک کہ آ پہنچی ان کو خبر بیشک تیرا رب فیصلہ کرے گا قیامت کے دن جس بات میں کہ ان میں پھوٹ پڑی۔
۹۴' ۹۵ ع: شک نہ کرو اور مت ہو ان میں جنہوں نے جھٹلایا اللہ کی باتوں کو پھر تو ہو جائے گا خرابی میں پڑنے والا۔
۹۶ ع: جن پر ثابت ہو چکی بات تیرے رب کی وہ ایمان نہ لائینگے۔
اس کے بعد آیات مبارکہ میں قوم یونس کا واقعہ اشارہ بتایا گیا ہے کہ اس قوم نے جبکہ عذاب ان پر مسلط ہو رہا تھا۔ اتنی گڑگڑا کر معافی مانگی کہ عذاب ٹال دیا گیا اور پھر انہیں ان کے حسب سابق بڑی آرام دہ زندگی ملی عاقبت میں ان کا انجام ان کے اعمال کی بنا پر ہوگا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب فرما کر عام لوگوں کے لئے تنبیہہ ہے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

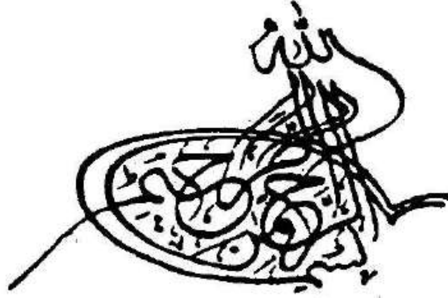


کہ اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا انتہائی ناپسندیدہ عمل ہے اللہ پاک کسی کی شرکت گوارا نہیں کرتا پھر اس کائنات کا نظام ایک خاص اندازے سے چل رہا ہے۔ لہٰذا یہ طے ہے کہ سارے کے سارے ہی انسان جنت میں سیدھے نہیں جائیں گے اس لئے واحد واحد کی بندگی ہی مطلوب و مقصود مومن ہونا چاہیئے۔

حاصل مطالعہ :۔

اس سورت مبارکہ میں حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کا واقعہ ہے جن پر عذاب اس لئے مسلط نہیں ہوا کہ انہوں نے گڑگڑا کر اللہ سے معافی طلب کی۔ اللہ کی اس روشن کتاب میں انسان کے سامنے ہر طرح کی مثالیں ماضی کے واقعات سے دی گئی ہیں۔ ہر شخص نفس سے مغلوب ہو کر نافرمانی میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ کبھی کبھی اس حکم عدلی کے زیر اثر وہ اپنے آپ سے اتنا مایوس ہو جاتا ہے کہ اسے اپنے لئے بھلائی کا سامان کہیں نظر نہیں آتا۔ وہ قیاس کرتا ہے کہ اس نے اپنے برے اعمال کی بنا پر کبھی بھی اللہ کی رضا حاصل نہیں کر سکتا۔ لیکن اللہ پاک رحمٰن و رحیم ہے۔ وہ اس کی ندامت اور پچھتاوے کی انتہا پر اپنے کرم کی چادر ڈال دیتے ہیں۔ سو بندے کو چاہیئے کہ اللہ کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر لمحہ گڑگڑا کر اپنی کوتاہیوں پہ معافی طلب کرے۔ وہ غفورالرحیم ضرور معاف فرمائیں گے۔





سورۃ ھود

نمبر ترتیب	۱۱
نمبر نزول	۵۲
کل آیات	۱۲۳
پارہ نمبر	۱۱
رکوع	۱۰
مدنی آیات	۱۲، ۱۷، ۱۱۴

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

نفس مضمون

ا۔ع: اس میں دو نہایت اہم باتیں ہیں

ا۔ یہ کتاب جانچی گئی ہے ایک حکمت والے خبردار کے پاس پھر اسے دنیا کے چلانے کے لئے استعمال میں لایا گیا۔ گویا دنیا کا سارا نظام ہر حرکت لکھی ہوئی ہے اور ویسے ہی عمل حرکت میں آئیں گے۔

۲۔ ہر ذی روح کی روزی اسی کے ذمہ ہے ہمارے کام محض وسیلہ ہیں کبھی کبھی وہ بغیر وسیلہ بھی دیتا ہے۔

۳۔ وہ پانی کے اوپر عرش پر تھا پھر اس نے چھ دن میں زمین آسمان بنائے۔

۴۔ قیامت اپنے وقت مقررہ پر آئے گی اس میں کسی کی چاہت یا خوف کا دخل نہیں۔

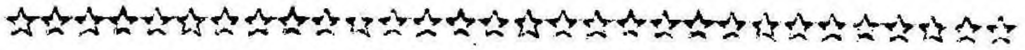
۲۔ع: (ا) انسان کو تکلیف کے وقت اللہ سے شکوہ کرنے کی عادت ہے اور بھلائی کے وقت خود پر اترانے کی۔

(۲) صبر کرنے والے ایسا نہیں کرتے اللہ پاک ہر چیز اپنے وقت پر کرتا ہے۔ سو حضور ﷺ کی انتہائے آزمائش میں بے چینی کو جانچ کر فرمایا کہ اس بے چینی کے وقت تیرا یہ چاہنا کہ کچھ نرمی ہو جائے تو پروردگار ان سب کی تقدیروں کو پہلے ہی لکھ چکا ہے آپ انہیں ڈرانے اور خوشخبری دینے والے ہیں۔

مدنی آیات نمبر ۱۲

سو کہیں تو چھوڑ بیٹھے گا کچھ چیزیں اس میں سے جو وحی آئی تیری طرف اور تنگ ہو گا اس سے تیرا جی اس بات پر کہ وہ کہتے ہیں کہ کیوں نہ اترا اس پر کوئی خزانہ یا کیوں نہ آیا اس کے ساتھ فرشتہ تو ڈرانے والا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

یہ آیت مدنی ہے مگر ربط کے لحاظ یہاں ایسے جڑی ہے جیسے انگوٹھی میں نگینہ یہاں اس کا ربط سابقہ آیات سے بہت ہی صحیح لگتا ہے۔ اور اس رکوع میں اللہ پاک فرماتا ہے کہ جو شخص اسی دنیا کے آرام و آسائش کے لئے عمل کرتا ہے تو اس کے اعمال کا بدلہ یہیں اتار دیا جاتا ہے آخرت میں پھر اس میں سے حصہ نہیں ملتا۔ پھر عام مضمون ہے منکروں کی عادات و خصائل اور ان پر اللہ پاک کی ناراضگی کا اظہار ہے۔



تیسرے چوتھے رکوع میں حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں تفصیل سے آیات ہیں۔ اور پھر اس واقعہ کے بعد فرمایا کہ یہ باتیں تیرے رب نے تجھے بتائی ہیں اس سے پہلے نہ تم واقف تھے اور نہ ہی مکہ والے

۵۔ع: اس رکوع میں قوم عاد کی ہٹ دھرمی اور حضرت ہود علیہ السلام کا سمجھانا تھا کہ کیا خوبصورت بات کی ہے کوئی نہیں زمین پر پاؤں دھرنے والا مگر اللہ کے ہاتھ میں ہے اس کی چوٹی قوم عاد نے نہ سنا تو آندھی نے انہیں پارہ پارہ کر دیا اور وہ عبرت کی نشانی بن گئے اور اللہ کی پھٹکار

۶۔ ع: آیت نمبر ۱۱ گواہ ہے ہر شخص کے ساتھ یعنی قرآن عظیم پھر قریباً" مشہور واقعات کے بعد اللہ تعالیٰ پھر بتلاتے ہیں شقی اور سعید کون ہے اور نیکی برائیوں کا اثر کم کرتی ہے۔

مدنی آیت نمبر ۱۱۴ کتنی خوبصورت ہے!

قائم کر نماز کو دونوں طرف دن کے اور کچھ ٹکڑے رات کے البتہ نیکیاں دور کرتی ہیں برائیوں کو یہ یادگاری ہے یاد رکھنے والوں کو اور صبر کر اللہ نہیں ضائع کرتا ثواب نیکی کرنے والوں کے۔

اس سورت السبارکہ میں مختلف انبیاء کرام کے ساتھ پیش آنے والے واقعات کے بعد سورت کے آخر میں پھر عام خطاب ہے اور تاکید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس طرح کے انجام پر پوری طرح قادر ہے مگر اس نے ایک نظام وضع کیا ہے اس طرح لوگوں کے کہنے سننے پر اس نظام میں تبدیلی نہیں آسکتی لہٰذا جو لوگ منکر ہیں اور اذیت دے رہے ہیں ان پر صبر کریں کہ اللہ تعالیٰ سب کچھ دیکھ رہا ہے اور سن رہا ہے۔

حاصل مطالعہ

مکی سورتوں کے مطالعہ سے یہ بات ذہن میں آتی ہے کہ حضور ﷺ بشر عظیم ہیں جن کی تربیت اللہ پاک کی آغوش رحمت میں ہوئی حضور ﷺ کے علوم کی یونیورسٹی اللہ تعالیٰ کی نگاہ کرم ہے اللہ پاک نے اپنے محبوب کو خاص حالات میں اس دنیا میں پیدا کیا۔ خاص عادات و خصائل کا مالک بنایا اور پھر انہیں دنیا کی امامت کے فرائض سونپے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆



حضور ﷺ کے واسطے سے ہر شخص اس تربیت سے فیض یاب ہو سکتا ہے اور اپنے جسم، قلب اور باطن کو اللہ تعالیٰ کے قرب کے نور سے منور کر سکتا ہے۔

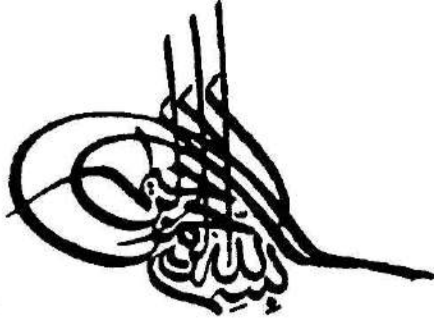
اس رحمت نور سے فیض یاب ہونے کے لئے ضروری ہے کہ یقین کامل پیدا کرے اس علم بیکراں سے شناسائی محال ہے مگر جس حد تک وہ ذات یکتا و بے مثال رہنمائی کرے وہ بھی دولت کونین سے کم نہیں۔

حضور ﷺ کے لئے ہر امتی کی زبان پر درود و سلام لازمی ہے کہ آپ اتنے بلند و بالا مراتب پر فائز ہونے کے باوصف اپنی امت بلکہ پوری دنیا کے لئے بھلائی کے خواہاں ہیں۔

جس نے اللہ کی رسی کو تھام لیا یہ رسی قرآن مجید ہے اس نے جان لیا کہ یہ رسی اب اسے فضل ربی سے پار لگا دے گی۔

اے مالک ارض و سماء اے رب ذوالجلال و اکرام اپنے محبوب کے طفیل مجھ گنہ گار کی توبہ قبول کر۔ آمین





سُورۃ یُوسُف

نمبر ترتیب	۱۲
نمبر نزول	۵۳
کل آیات	۱۱۱
پارہ نمبر	۱۲، ۱۳
رکوع	۱۲
مدنی آیات	۱، ۲، ۳، ۷، ۱۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم○

نفس مضمون

۱۔ع: ہم بیان کرتے ہیں تیرے پاس بہت اچھا بیان۔ اس واسطے کہ بھیجا ہم نے تیری طرف یہ قرآن اور تو تھا اس سے پہلے بے خبروں میں۔

۲۔ع: البتہ یوسف کے قصے میں اور اس کے بھائیوں کے قصے میں کچھ نشانیاں پوچھنے والوں کے لئے

اس کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ بیان ہوتا ہے اور ان کا قید ہو جانا' اور پھر ایک رہائی پانے والے قیدی کے ذریعے سے شاہ مصر تک پہنچنا' عزیز مصر کی بیوی' بھائیوں کے حالات' حضرت یعقوب علیہ السلام کا اپنے بیٹے کی جدائی میں روتے ہوئے آنکھوں کی روشنی کھونا مگر ناامید نہ ہونا تفصیل کے ساتھ دسویں رکوع تک بیان ہوا۔ گیارھویں رکوع میں حضرت یوسف علیہ السلام کا شکرانہ ہے۔ اور انہوں نے اپنی دعا میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس نے مردوں ہی کو انبیاء کا درجہ دیا ہے۔ سوچنا یہ ہے کہ آخر لوگوں نے ان پر یقین کیوں نہ کیا اور یقین نہ کرنے کی صورت میں اللہ تعالیٰ کے غضب کا شکار ہوئے۔

حاصل مطالعہ

سورت یوسف میں ایک پورا واقعہ بیان ہوا ہے اس میں کئی قابل فکر نکات ہیں۔

۱۔ حضور ﷺ سے کہا گیا کہ انبیاء علیہ السلام کا نگہبان' پاسبان' خود ذات یکتا ہے' پھر ہجرت کی صعوبتیں بعد میں راحت و آرام کا سبب بن جاتی ہیں۔

۲۔ تلقین اس وقت کارگر ہوتی ہے جب تلقین کرنے والا اپنے عمل سے اپنے لوگوں کے اندر اپنے بارے میں یہ طے کرائے کہ وہ نیک ہے سو عمل بڑا ضروری ہے۔

۳۔ خواب بڑی اہم چیز ہے ان کی تعبیر کا علم بڑا بامعنی اور اللہ کا دین ہے۔

۴۔ ہر حال میں اللہ کی عظمت و بڑائی بیان کرتے رہنا چاہئے تنگی و راحت دونوں میں

۵۔ انسان کے پاس جو کچھ ہے اس کے رب کا دین ہے۔

۶۔ آخر میں منکروں اور ظالموں کے انجام کے بارے میں بھی بتایا گیا ہے پورے قرآن پاک میں سورت یوسف کا واقعہ ایسا ہے جو ایک ہی بار تفصیل سے بیان ہوا ہے اور اس میں خواب کے مسئلے کو نہایت اہم حیثیت دی گئی ہے گویا اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی بھی حرکت بے معنی نہیں ہوتی



سُورَۃُ الرَّعد

نمبر ترتیب	۱۳
نمبر نزول	۹۶
کل آیات	۴۳
پارہ نمبر	۱۳
رکوع	۶

دِلمیر اثر نے حرف

بسم اللہ الرحمن الرحیم○

نفس مضمون

ا۔ع: اس سورت کی ابتداء میں اللہ پاک نے اپنی طرح طرح کی نعمتوں کا ذکر فرمایا ہے اور نظام کائنات کے طریق کار پر روشنی ڈالی ہے اور حیرت فرمائی ہے ان پر جو حیرت سے کہتے ہیں کہ کیسے ہم دوبارہ جائیں گے حالانکہ اتنی نعمتیں پکار پکار کر عقل والوں کو بتا رہی ہیں کہ اللہ پاک کے لئے کچھ بھی مشکل نہیں اللہ رحیم ہے جو انسانوں کی ایسی لغو باتیں معاف کر دیتا ہے لیکن وہ غفور ہونے کے ساتھ شدید العقاب بھی ہے۔

۲۔ع: پیٹ کے اندر کیا ہے کیسے ہو گا سب کیفیات وہی جانتا ہے اس کے سامنے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہر چیز اپنے محافظوں کے ساتھ ہے اللہ کسی قوم کی حالت اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک اسے خود اپنی حالت بدلنے کا خیال نہ ہو پھر آسمانی بجلی اور رعد کا ذکر کیا گیا ہے کہ کیسے سب اللہ کی تسبیح کرتے ہیں اللہ کے سوا پکارنے سے کوئی فیض حاصل نہیں ہوتا مثال دے کر بتایا اللہ تعالیٰ کو ہر ہر شے سجدہ کر رہی ہے بھلا جسے شریک بتاتے ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ جیسی مخلوقات پیدا کرنے پر قادر ہے پھر فرمایا جھاگ اور اصل چیز میں بہت فرق ہے جھاگ بیٹھ جاتی ہے اس کے اندر کچھ نہیں ہوتا ایسے شرک کے جھاگ کو ہی اصل سمجھ لینا کچھ نفع نہیں دیتا پھر انجام بھی بہت برا ہے۔

۳۔ع: اللہ تعالیٰ نے اپنے پسندیدہ بندوں کی صفات بتائی ہیں۔ کہ یہ لوگ اللہ سے کیا ہوا عہد بڑی جانفشانی اور نیک نیتی سے نبھاتے ہیں۔ وہ اللہ کی رضا کی خاطر بڑی بڑی قربانیوں سے نہیں ہچکچاتے یہی ہیں وہ لوگ جنہیں جنت میں ہر دروازے پر فرشتے سلام کہیں گے اس کے مقابلے میں جن لوگوں نے عہد توڑ ڈالا دنیا کے اسیر ہو گئے انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ آخرت کے سامنے دنیا کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔

۴۔ع: اس رکوع کے اندر کفار مکہ کی ان باتوں کو دہرایا گیا ہے جو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مکہ قیام کے زمانے میں کہا کرتے تھے اس رکوع میں بتایا کہ وہ کیسی بے ہودہ فرمائش کرتے ہیں کہ پہاڑ چل پڑیں زمین ٹکڑے ہو جائے مردے بول پڑیں اگر غور کریں تو کیا پہاڑوں جیسے دلوں کی سختی نہیں پگھل گئی۔ زمین کے اطوار نہیں بدلتے مردہ دلوں میں ایمان روشنی نہیں خیر اب اپنے گھر کے قریب صدمہ دیکھیں گے یہاں صلح حدیبیہ کی طرف مخفی اشارہ ہے۔

۵ ـ ع: اس رکوع میں فکر انگیز بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کی معرفت یہ بتا رہے ہیں کہ یہود و نصاریٰ میں بعض لوگ تو انتہائی اچھے ہیں جو یہ سن کر خوش ہوتے ہیں کہ قرآن پاک نے ان کی کتابوں اور رسولوں کی تصدیق کی اور ایمان پختہ رکھتے ہیں مگر کچھ لوگ ایسے ہیں جن کار گزاریوں اور غلط خیالوں پر بھی تنقید ہوتی ہے یا انہیں رد کیا گیا ہے تو بوکھلا جاتے ہیں اور طرح طرح کی تاویلات کرکے آپ پر اثر انداز ہونا چاہتے ہیں تو ان سے کہہ دیجئے کہ آپ پر ہرگز ان کی باتوں میں نہیں آئیں گے باتوں باتوں میں اس لئے نہیں آئیں گے۔ آپ نے تو حق کی تعلیم دینا ہے اب کوئی مانتا ہے یا نہیں تو اس پر آپ کی گرفت نہیں آپ کا اللہ آپ کو پیغام پہنچانے والا کہتا ہے۔

۶ ـ ع: یہاں پر مخالفین کی کج ادائیاں اور تحریفوں سے اٹھنے والے فتنے ہوں گے جن پر اللہ پاک نے فرمایا کہ سب رسول بندے تھے وہ اللہ کے حکم کے تحت معجزے دکھاتے تھے اسی طرح اس قوم کو جو وعدے دے گئے ہیں وہ پورے ہونگے۔ اس لئے یہ بھی شرط نہیں کہ آپ کی وفات کے بعد وعدے پورے نہ ہوں گے اللہ اپنے وعدے پورے کرتا ہے۔

فی الحال اتنا دیکھیں کہ کیسے مکہ کی زمین مکہ والوں کے تصرف سے نکل کر ہدایات کے نور کی طرف بڑھ رہی ہے۔ اگر یہ منکرین آپ کو زبردستی جھٹلاتے ہیں تو آپ فرما دیجئے کہ آپ کو اللہ ہی فیصلے کے لئے کافی ہے۔

حاصل مطالعہ

یہ سورت مکی لب و لہجے کی حاصل معلوم ہوتی ہے ہو سکتا ہے مدینہ میں بھی ویسے حالات پیدا ہو گئے ہوں





سُورَۃُ اِبرَاھِیمُ

نمبر ترتیب	۱۴
نمبر نزول	۷۲
کل آیات	۵۲
پارہ نمبر	۱۳
رکوع	۷
مدنی آیات	۲۸، ۲۹

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

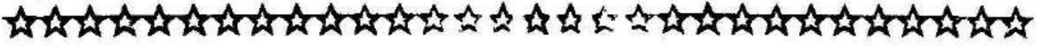
بسم اللہ الرحمن الرحیم○

نفس مضمون

ا۔ع: اس سورت مبارکہ میں مختلف انبیاء کرام کے لوگوں کو سمجھانے کے واقعات کے بعد وہ مضامین خاص محسوس ہوتے ہیں۔

ا۔ کلمہ طیبہ کی مثال:۔ جس کی جڑ تحت الثریٰ میں ہے اور چوٹی سدرۃ المنتہیٰ تک۔

۲۔ دوسری حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وہ دعائیں ہیں جو انہوں اپنے بیٹے حضرت اسماعیلؑ اور اپنی زوجہ حضرت حاجرہؑ کو خانہ کعبہ کے پاس بساتے ہوئے کیں۔ آپ کی دعاؤں کا اثر ہے کہ اب بھی اس وادی میں دنیا جہان کی نعمتیں سمٹ کر چلی آتی ہیں۔ وہ گھر جو حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی مدد سے تعمیر کیا تھا اور جس کے طواف کے لئے ہر برس لاکھوں کی تعداد میں لوگ دنیا کے کونے کونے سے حاضر ہوتے ہیں۔ اس بات کا شاہد ہے کہ اللہ کے اس برگزیدہ نبی کی دعاؤں میں اللہ پاک نے کتنی قبولیت رکھی تھی۔ لوگوں کے لئے ایام حج میں مقام ابراہیم کے پاس نفل ادا کرنا اتنا مشکل ہوتا ہے کہ ہزاروں میں سے چند افراد ہی وہاں پر نفل ادا کر سکتے ہیں۔





سورۃ الحجر

نمبر ترتیب	۱۵
نمبر نزول	۵۴
کل آیات	۹۸
پارہ نمبر	۱۳
رکوع	۶
مدنی آیات	۸۷





بسم اللہ الرحمن الرحیم○

نفس مضمون

ا-ع: پہلے دو رکوع میں اللہ پاک نے اپنی حقانیت اور انسان کی پستی اور اس کے ذلیل چیز ہونے کے بارے میں فرمایا ہے کہ انسان اگر نہ ماننا چاہیے تو اسے کوئی بھی دلیل قائل نہیں کر سکتی پھر رب تعالیٰ اپنی شان ذوالجلال و کرام کے بارے میں بتاتے ہیں۔
تمام سورت میں انسان کو یاد کرایا گیا ہے کہ اسے کھنکتے ہوئے گارے سے بنایا گیا ہے۔
پھر اس میں روح پھونکی گئی اور ابلیس نے انکار کر دیا۔ پھر قیامت تک انسانوں کو بھٹکانے کی اجازت پائی۔ پھر قوم لوط کے بارے میں بتایا گیا اور شعیب کی قوم کے بارے میں بتایا گیا کہ کس طرح وہ انبیاء کی باتوں کو جھٹلاتے تھے اور پھر اللہ کے وعدے کے مطابق ہر عذاب آتا تھا ساری سورت میں یہی انداز ہے کہ کس طرح وقت مقررہ پر قوموں پر تباہی آتی رہی

حاصل مطالعہ

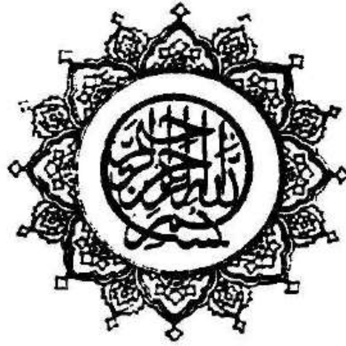
نبی کریم ﷺ پر نازل ہونے والی اس روشن کتاب کے مطالعہ کے دوران تین طرح کے موضوعات ہر سورت کی تلاوت کے دوران نمایاں محسوس ہوتے ہیں۔ نمبر ایک کہ اللہ کے سوا کسی کو حاکمیت حاصل نہیں یعنی توحید کا فلسفہ ہر سورت کا نمایاں موضوع ہے دوسرا تاریخ سے عبرت حاصل کرنے کی تلقین' خاص طور پر معروف انبیاء کرام کا اپنے وقت پر دنیا میں آنا اور قوم کو اللہ کے راستے پر بلانا' ان کا انکار کرنا' اور پھر اللہ کے وعدہ کا وقت آ جانا اور ان کی سزا اور تباہی کا سامان پہنچ جانا مگر جو لوگ بھی انبیاء کرام کا ساتھ دیتے رہے انہیں اس تباہی اور بربادی سے اللہ پاک کا بچا لینا بھی ظاہر ہوتا رہا ہے تیسرا موضوع حضور ﷺ پاک کے لئے ان مثالوں کے ذریعے یہ بتانا ہے کہ ان کے لئے اللہ پاک کی خاص رحمتیں ہیں ان کی امت پر وہ عذاب روک دیا گیا ہے جو اس سے پہلے کی امتیں دیکھ چکی ہیں اور ان کے پیروکار آہستہ آہستہ بڑھتے چلے جائیں گے۔
ان موضوعات کے ساتھ ساتھ اندرون خانہ ایسے ایسے تہدار نگینے اس کتاب مبین میں ہر عہد کے لوگوں کے لئے چھپا کر رکھ دیئے گئے ہیں کہ بعض اوقات انسانی عقل ان کے آگے خجل و شرمندہ ہوجاتی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اس سورت مبارکہ کی آیت نمبر ۸۷ جو کہ مدنی ہے مگر معانی و اہمیت کے لحاظ سے اس قدر اعلیٰ و ارفع ہے کہ اس کی تعریف کے اظہار میں احقرہ کا قلم عاجز ہے۔

اس سورت مبارکہ کے زمانے میں حضور ﷺ کی بے چینی بے قراری' کفار کی جاہ و حشمت ان کے ٹھٹھے یہاں تک کہ انہوں نے ازراہ تمسخر سورتوں کے نام بھی مذاحیہ انداز میں لینا شروع کر دیتے تھے بغیر طاقت و زر اسلام کی جنگ لڑنا کتنے حوصلہ کا کام تھا۔ حضور ﷺ پر کروڑوں درود و سلام آپ کی بے قراری درست تھی۔ لیکن قربان جایئے مہرالٰہی پر کہ آپ پر کلمات محبت اترے اور ایسی سورت میں آپ کو پیار سے پکار کر کہا گیا ہے۔ "تیرے سر کی قسم" اس قسم میں محبت کیا کیا کچھ چھپائے ہوئے ہے۔ گویا قوم لوط کی مثال دے کر یہ بھی مفہوم اتر آتا ہے کہ اے محبوب تجھے دکھ دینے والوں کو عذاب چکھانا کونسا مشکل کام ہے۔ مگر محبوب جو شافع دو عالم ہیں اتنے کٹھن حالات میں بھی اپنی امت کو عذاب میں نہیں دیکھ سکتے تو اس آیت میں رب تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "ہم نے تجھ کو دیں سات آیتیں وظیفہ اور قرآن بڑے درجہ کا" ان سات آیتوں اور قرآن سے بڑھ کر کیا دولت ہو سکتی ہے ان کا احساس ان لوگوں کو ضرور ہے جو ان آیات کے اثرات سے واقف ہیں۔

پھر کہا "سجدہ کرو اور رب سے نزدیک ہو جاؤ اور موت تک اپنے رب کی عبادت کرو" پوری تاریخ انسانی میں لگتا ہے حضور ﷺ کے نواسے حضرت امام حسینؓ تعالیٰ نے اس آیت کے ہر حصے کو سچ کر دکھایا



سورۃ النحل

نمبر ترتیب	۱۶
نمبر نزول	۷۰
کل آیات	۱۲۸
پارہ نمبر	۱۴
رکوع	
مدنی آیات	آخری تیسرا حصہ



بسم اللہ الرحمن الرحیم○

نفس مضمون

۱ تا۱۵۔ ع: ان رکوع میں اللہ تعالیٰ نے منکروں اور مشرکوں سے خطاب کیا پہلے اپنی تخلیقات کا ذکر کیا پھر مخلوق میں سے ایسے بندوں کا ذکر ہے جو انکار کرتے ہیں تو ان کا انجام کیا ہوگا' روح کا ذکر ہے۔
اس سورۃ المبارکہ کے اندر ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ پاک حضورﷺ کے لئے طرح طرح کی مثالیں بیان فرما کر آپ کو سچا نبی اور سیدھے راستے پر چلنے والا بتاتے ہیں۔ ان مثالوں میں زمین و آسمان کی مثالیں غلام و آقا کی مثال اور وہ مثالیں جن کے بارے میں کئی سورتوں میں زور دے کر بتایا گیا۔ کچھ مثالیں نئی ہیں۔ مثلاً" نحل (شہد کی مکھی) کی مثال اللہ پاک نے نحل کو وحی فرمائی اپنے گھر بنائے شہد اکٹھا کرے اس کے لئے راستے کھلے ہوئے ہوتے ہیں۔ جانوروں پر غور کرو کیوں کہ پاکیزہ دودھ اور گوبر کے مقامات قریب ہونے کے باوجود فرق اشیاء بن جاتے ہیں۔ایسی ہی مکھی شہد نکالتی ہے اللہ کی پناہ میں آجاؤ تو شیطان کا داؤ کمزور پڑ جاتا ہے اس سورت کا آخری حصہ مدنی ہے جس میں بتایا گیا کہ آپ عربی ہیں لوگوں کے بہتان ناقص ہیں پھر عمل کی جزا پر زور دیا گیا ہے۔

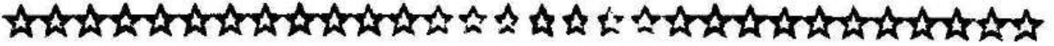
حاصل مطالعہ

اس مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کی شان کبریائی کی کچھ نئی مثالیں سامنے آتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب مبین میں انسانوں کو غور فکر کرنے کی دعوت دیتے ہیں ہمارے صبح شام میں ہمارے چاروں طرف ایسی خاموش حرکات و سکنات ہو رہی ہوتی ہیں جن کو ہم دیکھتے ضرور ہیں مگر ان کے بارے میں غور کرنے کی زحمت نہیں کرتے ان جانوروں کو جو ہمیں دودھ جیسی نعمت عطا کرتے ہیں ان کے جسم کے اندر کس طرح کا طبیعاتی اور کیمیائی عمل سرانجام پا رہا ہوتا ہے ہم کبھی اس پر دھیان نہیں دیتے خود ہر لحظہ ہم جس خاموشی سے اپنے اجسام میں مختلف کام سرانجام دے رہے ہوتے ہیں ہم اس پر بھی غور نہیں کرتے اللہ کریم فرماتے ہیں غور کرو' غور کرو تمہارے ارد گرد کتنی اشیاء ایسی ہیں جو اپنے حیرت انگیز عمل میں مصروف ہیں اور اس بات کی شاہد ہیں کہ انہیں کسی





بے حد بلند و بالا ہستی نے اس طرح تخلیق کیا ہے اس طرح کا نظام فٹ کیا ہے کہ سب مشینیں ایک اندازے کے مطابق چل رہی ہیں، چلتی چلی جا رہی ہیں شہد کی مکھی کو لے لو کتنے دور دراز کے راستوں پر نکل جاتی ہے پھولوں سے رس کو اکٹھی کرتی ہے اور پھر اپنے بطن کی مشینری میں اس طرح گزارتی ہے کہ دنیا کو ایک بہترین صحت مند غذا شہد عطا کرتی ہے اس ننھے سے کیڑے کو اپنا راستہ نہیں بھولتا لیکن نادان انسان اس پیام کو بھلا بیٹھتا ہے جو اسے ”زمانہ الست میں سنائی دیا تھا اور جس پر اس نے اقرار کیا تھا کہ ہاں تو ہی میرا رب ہے“





سورۃ بنی اسرآئیل

نمبر ترتیب	۱۷
نمبر نزول	۵۰
کل آیات	۱۱۱
پارہ نمبر	۱۵
رکوع	۱۲
مدنی آیات	۲۶، ۳۲، ۳۳، ۵۷، ۷۳، ۸۰

دِل میں اُتر نے حرف



بسم اللہ الرحمن الرحیم○



نفس مضمون

ا۔ع: پاک ذات ہے وہ جو لے گیا اپنے بندے کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک تا کہ دکھلایں اس کو کچھ اپنی برکت کے نمونے پھر بنی اسرائیل سے خطاب ہے کہ انہیں دو مرتبہ سرکشی کرنے پر دوسری قوم کے ہاتھوں ذلت اٹھانے کی پیشن گوئی کی گئی۔

۲۔ع: اس رکوع میں اللہ تعالیٰ نے اپنی واحدانیت کی طرف توجہ دلائی ہے اور اہم نقطہ یہ ہے کہ اللہ پاک سے جس چیز کی تمنا کی جاتی ہے وہی چیز اسے عطا کرتا ہے۔ مگر بہتر عطا آخرت مانگنے والوں کے لئے ہے مگر اللہ تعالیٰ کے تقسیم فضل میں انسان کی ظاہری حالت کو کوئی دخل نہیں اللہ تعالیٰ اپنے نظام کے تحت فاسق و فاجر کو بھی بے بہا دولت دیتا ہے اس کے رزق و حفاظت پر فرشتے مامور کرتا ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس سے اس کے اعمال کا حساب نہ ہو گا اللہ کے نظام پر ہم جیسے ناقص العقل لوگوں کو زیبا نہیں کہ اعتراض کریں۔ ہاں یہ اس کا وعدہ ہے کہ نیکی کا انجام نیک ہو گا اور بدی کا برا۔

۳۔ع: اس رکوع میں ماں باپ کے ادب کا حکم ہے ماں باپ کے لئے اپنے کندھے جھکاؤ انہیں اف تک نہ کہو اللہ تعالیٰ ہر عمل اور اس کی نیت دیکھ رہا ہے مطابقت رکھنے والی مدنی آیات ۲۶' ۲۷ میں رشتے داروں' محتاجوں اور مسافروں کے ہاتھ حسن سلوک کا ذکر ہے پھر خرچ میں میانہ روی کی تلقین کی گئی ہے۔

۴۔ ع: اس رکوع میں چند نتائج ہیں۔

(ا)۔ مفلسی کے خوف سے اولاد کو نہ مار ڈالو کیونکہ روزی رساں صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

(۲)۔ زنا کے قریب نہ جاؤ یہ بے حیائی کی بات ہے۔ ۳۲ نمبر آیت مدنی ہے

اللہ کی حد کے علاوہ کسی کی جان نہ لو قتل کا بدلہ لو مگر انصاف کے ساتھ یتیم کا مال نہ کھاؤ' جوان ہونے پر لوٹا دو' عہد کو پورا کرو' بغیر دیکھے بھالے نہ کوئی بات کہو نہ قبول کرو' کیونکہ آنکھ کان کا حساب ہو گا ٹھیک تولو اکڑ کر نہ چلو۔ یہ سب باتیں نہ کرنے والوں سے اللہ بے زار ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ واحد و یگانہ کی عبادت کرو۔



۵۔ ع: اس رکوع میں پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی وحدانیت کے بارے میں دلائل دیے ہیں اور فرمایا کہ کائنات کی ہر شے اس کی حمد کر رہی ہے مگر ہم سمجھتے نہیں پھر منکر کے لئے اللہ کے احکام کو سمجھنا بوجھ بنا دیا جاتا ہے اسی لئے وہ آپ ہر طرح کے نام رکھتے ہیں۔

۶۔ع: اس رکوع میں ایمان والے شیطان کی باتوں میں آکر جھگڑے میں پہل نہ کریں اللہ نے بعض انبیاء کو بعض پر فضیلت دی۔

۷۔ع : اللہ کے سوا جسے پکارو گے وہ خود اللہ کی خوشنودی کے لئے عبادت و ریاضت میں لگا ہو گا۔ نشانیاں اس لئے موقوف کر دی گئیں کہ لوگوں نے انہیں بھی جھٹلایا پھر واقعہ معراج کی جانب اشارہ ہے کہ اس واقعہ سے آزمائش مراد ہے جو نیک ہیں وہ ایمان لائیں گے جو غلطی پر ہیں انہیں یقین نہیں آئے گا۔

۸۔ ع : انسان کی پیدائش شیطان کا انکار اور بہکانے کی اجازت دو طاقت مانگنا پھر انسان سمندر اور خشکی میں اس سے مدد مانگتا ہے مدد کے بعد فراموش کر دینا بیان کرکے فرمایا کہ اب اگر اس ناشکری اور نافرمانی کے عوض وہ بندوں کو سزا دے تو کوئی اسے روک نہیں سکتا انسان کتنا ناشکرا ہے اسے باقی مخلوق سے زیادہ اونچا مرتبہ دیا۔ ۵۷ نمبر آیت مدنی ہے اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جنہیں یہ اپنا سہارا سمجھتے ہیں وہ خود اللہ سے اپنے لئے بخشش اور کرم مانگتے ہیں۔ اللہ پاک فرماتے ہیں کہ واقعہ معراج انسان کے ایمان کی جانچ ہے۔

۹ ' ۱۰۔ ع : ان رکوع میں مدنی آیات ہیں۔ جن کا مفہوم یہ ہے کہ آپ سے فرمایا گیا ہے کہ ذرا سا بھی بد باطنوں کی جانب مائل نہیں ہوتے یہ سب اللہ کا فضل ہے کیونکہ اللہ اپنے پسندیدہ بندوں کو اس طرح کی حالت میں دیکھ لے تو سزا کا تصور انتہائی ڈراونا ہے جو دنیا میں اندھا رہا وہ آخرت میں اندھا ہی اٹھے گا دائیں ہاتھ کا اعمال نامہ اچھا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت دوسروں کو اشارہ ہے کہ جب وہ اللہ کی راہ سے ذرا بھی دوسری طرف جھکیں تو اللہ پاک اسے کتنی ناپسندیدگی سے دیکھتا ہے اللہ پاک ہم سب کو اپنی رحمت کے سائے میں رکھے (آمین) کسی رسول کو ستانے کے بعد اس قوم کا جینا بھی اس خطے میں ناممکن ہو جاتا ہے یہی اللہ کا دستور ہے اور اس میں تبدیلی نہیں آئے گی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

قائم رکھ نماز کو رات ڈھلے تک اور قرآن پڑھ فجر کے وقت کہ اس وقت کا پڑھنا ہوتا ہے رو برو اور کچھ رات میں کہتا رہ وہ قرآن کے ساتھ قریب ہے کھڑا کر دے مقام محمود میں اور پکار اے رب مجھے داخل کر سچا داخل کرنا اور نکال مجھ کو سچا نکالنا اور عطا کر مجھے اپنے پاس سے حکومت کی مدد امر حق کے آنے پر باطل بھاگ جاتا ہے قرآن رحمت ہے مومنوں کے لئے مگر ظالموں کو اس سے وحشت ہوتی ہے اور بھلائی میں فراموشی اور سختی میں ناامیدی دونوں صورتیں وہ دیکھتا ہے۔

۱۱۔ ع: روح اللہ کا حکم ہے اور بس اور اللہ تعالیٰ کی عنایتوں کے باعث سب پر مہربانیاں ہیں مگر انسان ناشکرا ہے قرآن کس کس طرح سمجھاتا ہے مگر پھر بھی ڈھیٹ بنے ہیں اور حضور ﷺ سے کیا کیا فرمائشیں کرتے ہیں۔

نعوذ باللہ کفار نے کیسے کیسے دعوے کئے اللہ اور فرشتوں کے بارے میں نازیبا باتیں کیں حضور ﷺ کے معراج کے واقعہ کا تمسخر اڑایا جواب میں اللہ نے کہا تو کہہ کہ اللہ پاک ہے میں کون ہوں ایک انسان اور رسول پھر انہوں نے کہا فرشتہ آنا چاہیئے تھا جواب ملا کہ انسانوں میں فرشتے کا کیا کام ہے انسانوں کی انسان رہنمائی کرتا ہے پھر کہا اللہ کافی ثابت کرنے والا اچھے برے کی اللہ تعالیٰ ہی ہدایت دیتا ہے اور جو اس ہدایت محروم ہو جائے تو پھر اسے کوئی راہ نہیں دکھا سکتا ایسے لوگ اندھے گونگے اور بہرے ہی اٹھیں گے۔

۱۲۔ ع : آپ کی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بھی اپنے رب تعالیٰ کا بڑا کرم تھا انہیں تو نشانیاں عطا ہوتی تھیں اللہ کا کلام ایسے لوگوں تک پہنچتا ہے جو اس پر پہلے میں سے ایمان لاچکے ہیں تو وہ اپنی ٹھوڑیوں کے بل گرتے ہیں اور روتے ہیں۔



حاصل مطالعہ

اس سورت المبارکہ میں معراج کے ذکر سے ابتداء کی گئی ہے جس میں حضور نبی برحق ﷺ کا مسجد الحرام سے مسجد الاقصیٰ تک لے جانے اور کچھ برکت کے نمونے دکھانے کا ذکر ہے حضور ﷺ کے ادنیٰ امتی ہونے کے ناتے احقرہ کو اس سورت مبین میں کچھ ایسے اشارات محسوس ہوتے ہیں جو حضور ﷺ کے سچے پیروکاروں اور اللہ تعالیٰ کے مخلص بندوں کی روحانی معراج کے اسرار کھولتے ہیں غور کریں دسویں رکوع میں فرمایا "قائم رکھ نماز کو رات ڈھلے تک اور قرآن پڑھ فجر کے وقت کہ اس وقت کا پڑھنا ہوتا ہے روبرو"

رات ڈھلے اللہ کی یاد میں تہجد میں ڈوبے مومن کو جو لذت نصیب ہوتی ہے جن انوار کی بارش میں وہ بھیگتا ہے اس کا اندازہ الفاظ میں بیان کرنا ناممکن ہے اس عالم کی تصویر کسی مصور سے نہیں کھنچ سکتی یہ محب اور محبوب کا ایسا راز ہے جسے جاننے کے لئے ایک ہی طریقہ ہے کہ بندہ ان لمحات کو گرفت میں لے لے۔ پھر اس میں تلاوت کلام پاک کی حلاوت ایسی ہوتی ہے گویا کوئی روبرو باتیں کر رہا ہو کچھ سن رہا ہو کچھ سنا رہا ہو کبھی رمزو ایما سے دل لوٹ لیا جارہا ہوتا ہے کبھی ناز و ادا سے گھائل کیا جارہا ہوتا ہے ایسے سمے میں یا تو بندہ ہوتا ہے یا اس کا معبود اور قابل صدر شک لگتا ہے حضور پاک ﷺ کا تصور کہ جن سے اس سارے کلام میں خطاب فرمایا گیا اور جن کے توسط سے ہم جیسے عاصی اس روشنی کے دائرے میں داخل ہوتے ہیں۔

بعض اہل نظر نے اس رکوع کو اپنے روز مرہ ورد میں شامل کر لیا ہے اور اس کے روزانہ ورد سے بہت اعلیٰ اثرات مرتب ہوتے ہیں۔





سورۃ الکہف

نام سورۃ المبارکہ	الکہف
نمبر ترتیب	۱۸
نمبر نزول	۶۹
کل آیات	۱۱۲
پارہ نمبر	۱۵، ۱۶
رکوع	۱۲
مدنی آیات	۲۸، ۸۳، ۱۰۱

دِل میں اترتے حرف

نفس مضمون

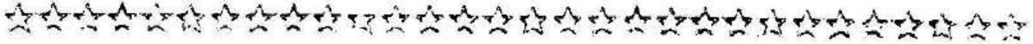
۱۳، ۴ ع : کتاب مبین کی تعریف کے بعد ان لوگوں کے لئے رد ہے جو اللہ تعالیٰ کے لئے اولاد تجویز کرتے ہیں جو سرا سر غلط اور بے بنیاد ہے اس کے بعد اصحاب کہف کا قصہ ہے پھر اسی دوران ان کے وہاں ٹھہرنے کا وقت بتایا گیا کہ سب باتوں کا صحیح علم اللہ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

پاک کو ہے اس کے بعد آیت نمبر ۲۸ جو مدنی ہے اس کا مطلب یہ ہے اور روکے رکھ اپنے آپ کو ان کے ساتھ جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح و شام نہ دوڑیں تیری آنکھیں ان کو چھوڑ کر تلاش میں رونق زندگانی کی اور نہ کہا مان اس کا جس کا دل غافل کیا ہم نے اپنی یاد اور پیچھے پڑا ہوا ہے اپنی خوشی سے اور اس کا کام حد سے گزر گیا۔
حضور نبی کریم ﷺ کا ارادہ اہل اقتدار کی تصحیح کی جانب ہو گا کہ فرمایا گیا کہ ان کی طرف میلان کی ضرورت نہیں اللہ پاک دلوں کو دیکھتا ہے اسے صبح و شام پکارنے والے عزیز ہیں لہٰذا آپ بھی ان کی طرف نگاہ کرم کیجئے باقیوں کے لئے دوزخ کی آگ اور پیپ و خون کی میزبانی ہے ان کے لئے اعلیٰ درجے کی اشیاء نہیں ہیں۔
۵'۶ ۔رکوع : دو مردوں کی گفتگو ایک باغ کی کھیتی کے جل جانے کا واقعہ ہے پھر بتایا گیا کہ کیسے صفیں باندھ کر کھڑے ہونگے اور اپنے اپنے کلفذ دیکھیں گے۔
۷' ۱۰۔ ع: یہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات کا ذکر کیا گیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے ہر دور اور ہروقت موجود ہیں جنہیں وہ علم لدنی عطا کرتا ہے۔
۱۱ ع: پورا رکوع مدنی ہے اس میں ذوالقرنین کا واقعہ ہے جو بڑی شان و شوکت والے اور اللہ سے ڈرنے والے شہنشاہ ہوتے ہیں۔
۱۲۔ ع: آخری رکوع میں اللہ تعالیٰ نے بڑی خوبصورت باتیں بیان کی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی باتیں لا محدود' اللہ کی تعریف کی حد قائم نہیں کی جاسکتی اسی طرح جیسے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ملاقات کرے گا ان ان کے اعمال اور نیت نیک اور ان کے اندر اخلاص کا ہونا لازمی ہے۔

حاصل مطالعہ

یہ سورت المبارکہ اپنی اہمیت کے لحاظ سے قرآن پاک کی ان سورتوں میں شمار ہوتی ہے جن کی تلاوت جب خاص اوقات میں کی جائے تو انسان کی مادی اور روحانی ترقی کے موقع بڑھ جاتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس سورت مبارک کی شب جمعہ یا صبح باقاعدگی سے تلاوت رزق میں اضافہ کا باعث بنتی ہے۔ بنا بریں اس کے مختلف طریق سے تلاوت کرنے سے اللہ کے فضل و کرم کی امید واثق ہونے لگتی ہے۔
اس سورت المبارکہ میں بعض آیات عجب خاصیتیں رکھتی ہیں آخری رکوع کی صبح و شام تلاوت قرب الٰہی کا وسیلہ بن سکتی ہے۔





بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ المریم

نمبر ترتیب	۱۹
نمبر نزول	۴۴
کل آیات	۹۸
پارہ نمبر	۱۶
رکوع	۶
مدنی آیات	۵۸، ۷۰، ۷۶



بسم اللہ الرحمن الرحیم○

نفس مضمون

۱۔ع: حضور پاک ﷺ سے مخاطب ہو کر اللہ پاک نے اس رکوع میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کی پیدائش کے بارے میں ذکر کیا ہے۔ کہ کس طرح حضرت ذکریا علیہ السلام کی دعا کی بدولت وہ پیدا ہوئے اور جن کا نام یحییٰ خود اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا اور جن کے لئے پیدائش موت اور دوبارہ زندگی سب میں سلامتی ہی سلامتی ہے۔

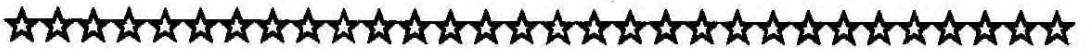
۲۔ ع: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا واقعہ بیان کیا گیا ہے اور اس بات کو رد کیا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو کسی بیٹے پوتے کی ضرورت نہیں ہے۔

۳۔ع: اس رکوع میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنے والد سے مکالمہ اس کا حضرت کو چلے جانے کے لئے کہنا حضرت کا اللہ کی خاطر گھر بار شہر اور اعزا کو چھوڑنا بیان ہوا۔ جن میں اللہ نے انہیں اونچا مقام دیا اور پیغمبر بیٹا اور پوتا دیکھنے کو ملا۔

۴۔ ع: اس رکوع میں دیگر انبیاء کرام حضرت موسیٰ علیہ السلام' حضرت ہارون علیہ السلام' حضرت اسماعیل علیہ السلام' حضرت ادریس علیہ السلام کے بارے میں مذکور ہے کہ یہ تمام مقبول بندے تھے اور ان کی پیروی کرنے والے انعام سے نوازے گئے۔ آگے اللہ تعالیٰ نے عام آدمی کے لئے حکم فرمادیا کہ جو اسے سجدہ کرے، اس سے ڈرتا رہے اسے بھی انعام ملے گا وہ بھی جنت کے مزے لوٹے گا پھر فرمایا کہ حضرت جبریل امین خود نہیں آسکتے جب تک باری تعالیٰ کی جانب سے حکم نہ ہو تو اللہ پاک بھولنے والا نہیں پس اس کی بندگی کرو کیونکہ اس کی پہچان اسی کے ناموں سے ہے۔

۵۔ ع : یہ رکوع کفار کے استہزا کا جواب ہے اور فرمایا کہ اللہ ان کے بڑے بولوں پر ان کی کیسی گرفت فرمائے گا۔

۶۔ع: اس میں اللہ کے لئے کسی بیٹے کا باپ ہونا بڑی سختی سے رد کیا گیا ہے۔ ایسے شرک کے بول بولنے والے کے لئے عذاب شدید ہے۔ ہر شخص اکیلا اس کے حضور آئے گا اور اللہ نے جن کو نسلوں ختم کیا ہے کیا ان کا کوئی نشان دکھائی دیتا ہے۔

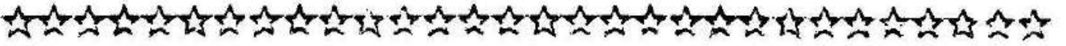


حاصل مطالعہ

اس سورت کے نزول سے پہلے سورت فاطر میں ایک خاص فضا قائم ہے یہ فضا ہر عہد اور ہر دور کے انسانوں کو اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور دین برحق کی جانب دعوت دیتی ہے اس کے بعد سورت مریم کا نزول ان شکوک و شبہات کی رد میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نعوذ باللہ اللہ کے بیٹے ہیں ان کی پیدائش اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کی پیدائش کلاذکر کر کے مماثلت کا باریک پردہ تانا گیا ہے کہ جیسے ۱۰۰ برس کے بوڑھے اور ۹۸ برس کی عورت کے ہاں بچہ کی پیدائش ایک معجزہ تھی ویسے ہی بن باپ کے بچہ پیدا کر دینا اللہ کے نزدیک کوئی مشکل کام نہیں۔ پھر باقی انبیاء کرام کی تعریف فرمائی ساری سورت مبارکہ میں اصل توجہ اس امر کی طرف دلوائی گئی ہے کہ شرک بہت بڑا گناہ ہے اللہ پاک اسے ہرگز پسند نہیں فرماتا کیونکہ انبیاء کرام آئے سبھی اس کی واحد ذات واحد کی عبادت پر زور دیتے ہیں۔

مدنی آیات میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس نے کشتی نوح میں سوار ہونے والوں میں حضرت ابراہیم علیہ السلام' حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں پیغمبروں کو انعام کے لئے چن لیا ہے ان کے ساتھ وہ لوگ بھی انعام کے مستحق ہیں جو ڈرتے ہیں اور خالق کے آگے سجدہ ریز ہوتے ہیں پھر فرمایا اللہ پاک ہر ایک کے عمل دیکھ رہا ہے اسے خوب معلوم ہے کہ کس کا عمل سچا ہے پھر اللہ کی شان کے سامنے دنیا کے جاہ و منال یا دوستیاں کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتی۔

آخری آیت میں انسان کو اس کی حقیقت بتائی گئی ہے۔ "جو مر چکے ان کی کوئی آواز کسی کو سنائی نہیں دیتی"







سُورۃ طٰہٰ

نمبر ترتیب	۲۰
نمبر نزول	۴۵
کل آیات	۱۳۵
پارہ نمبر	۱۶
رکوع	۸
مدنی آیات	۱۳۰،۳۱



بسم اللہ الرحمن الرحیم○

نفس مضمون

۱۔ع: اللہ پاک نے اپنی عظمت اور بڑائی بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ قرآن پاک کو پڑھنا اس لئے نہیں کہ انسان کے لئے اپنی زندگی گزارنا اپنی کھٹن ہو جائے بلکہ قرآن پاک تو زندگی کو صحیح طریقے سے گزارنے یعنی نصیحت کرنے اور اللہ کے مالک' خالق اور غفار ہونے اور عزیز و حکیم ہونے کا پتہ دینے کے لئے ہے۔ پھر اسے اونچی یا نیچی آواز میں پڑھنا ہی مقصد نہیں کائنات کی تمام مخلوق اللہ کی مٹھی میں ہے وہ سب کو دیکھتا اور سنتا ہے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت ملنے کا واقعہ بیان ہوا ہے۔

۲۔ ع: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے درخواست کی کہ اس عظیم الشان کام کے لئے انہیں حوصلہ اور ایمان محکم کی روشنی عطا کر۔ بھائی کو ساتھی بنا کہ اکیلے قوم کو سنبھالنا اور دشمن کا مقابلہ کرنا کھٹن کام ہے اللہ پاک نے یہ درخواست قبول کی اور ساتھ ہی بتایا کہ وہ اس سے پہلے بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مشکلات میں مدد فرما چکے ہیں۔

۳۔ ع: اس رکوع میں دونوں بھائیوں کا مصر میں فرعون کے سامنے جانا اور اپنی قوم کی رہائی کے بارے میں کہنا اور اللہ تعالیٰ واحد ھو لاشریک کی عبادت طرف بلانا بتایا گیا ہے پھر جادو گروں سے میدان میں مقابلہ ہے۔

پھر (یا باری تعالیٰ میری طبعیت سخت خراب ہو رہی ہے اللہ معاف کرے پھر لکھوں گی)

۴۔ ع : اس رکوع میں اللہ تعالیٰ نے سامری کا واقعہ بیان کیا کہ کیسے اس نے بچھڑا بنایا اور کس طرح موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام سے مکالمات کئے۔ اور سامری کے بارے میں حضرت موسیٰ نے کہا کہ اس کی موت ایسے ہوگی کہ الگ تھلگ مرے گا۔

۵۔ ع : حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ کے بعد اللہ تعالیٰ منکروں کا قیامت کے دن ہونے والے حشر کے بارے میں بتاتے ہیں

۶۔ ع : وہی کیفیت حال ہے البتہ فرمایا کہ قرآن پاک کو جلدی مت لو۔ بلکہ دعا کرو کہ اللہ علم بڑھائے یعنی قرآن کا یاد رکھنا یا رکھانا اللہ ہی کے ذمہ ہے وہی یاد کراتا ہے۔

☆☆☆

۷۔ ع : حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں بتایا کہ کیونکہ بہکاوے میں آیا چنانچہ انسان کو زمین پر شیطان کے ساتھ کر دیا گیا اور فرمایا کہ اب تیری آزمائش ہو گی اور اگر تو اس میں پورا اترا تو واپس جنت میں لے لے گا اگر بھٹک گیا تو اندھا اٹھایا جائیگا کہ آنکھوں سے کام نہ لیا۔

۸۔ ع : حضور صلی اللہ علیہ وسلم مخاطب فرمایا اور ۱۳۰' ۱۳۱ آیات مدنی ہیں جن میں نماز کا حکم اور تاکید ہے پھر فرمایا دولت مندوں کی چکا چوند سے متاثر نہ ہو یہ تو محض آزمائش ہے اصل دولت اللہ ک محبت اور انعام ہے۔

پھر مکی میں آیات فرمایا اللہ تعالیٰ تمہاری نماز سے خوش ہوتا ہے چڑھاوے چڑھانے سے نہیں مال و دولت تو اس کے پاس تم سے کہیں زیادہ ہے پھر فرمایا کہ یہ لوگ کتنے ظالم ہیں کہتے ہیں کہ نبی کے پاس کوئی نشانی نہیں کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی نشانی ہے کہ تم خود ان کے آنے کا انتظار کرتے تھے۔ اور تمہاری کتابوں میں ان کے آنے کی خبر موجود ہے اس لئے فضول تاویلات سے انسان بچ نہیں سکتا وہ خود اپنا انجام عنقریب دیکھ لے گا۔

حاصل مطالعہ

یہ مکی سورت اپنی سابقہ سورتوں سے مربوط ہے ضرورت کے مطابق حضرت موسیٰ کا تفصیلی ذکر ہے۔ علاوہ ازیں خود لوگوں کی تمنا کا ذکر ہے کہ وہ خود اپنے درمیان ایک نبی کی تمنا کرتے تھے۔ اب نبی آگیا ہے تو انہیں فضول تاویلات یاد آرہی ہیں۔

اس سورت مبارکہ میں قرآن پاک کے یاد رکھنے کے بارے میں باریک سا اشارہ ہے اللہ تعالیٰ اسے انسانی قلب میں پیوست کرنے کی خود ذمہ داری لیتا ہے سوچا ہے کہ اس کلام کو اپنے دل میں اتارنے کے لئے رب تعالیٰ کے حضور بنتی کی جائے۔ ہو سکتا ہے مجھ عاصیہ سمیت کسی کی بگڑی بن جائے۔



سورۃ الانبیاء

نمبر ترتیب	۲۱
نمبر نزول	۷۳
کل آیات	[illegible]
پارہ نمبر	۱۷
رکوع	۷



بسم اللہ الرحمن الرحیم○



نفس مضمون

ا ۲۔ ع : حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں معاندانہ رویے کا جواب اور نظام کائنات کا طریق کار بتایا گیا

۳۔ ع : اس پوری سورت میں انبیاء کرام کا ذکر کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ سب نے کیسے کیسے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور نجات پائی اور مایوسیوں سے بچلیا۔

حاصل مطالعہ

اس سورت کے مطالعہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تبلیغ اور ہدایت کا کام ہر زمانے میں کتنا کٹھن رہا ہے۔ انبیاء کرام نے اس کام کو کتنی ہمت کتنے حوصلے اور صبر کے ساتھ سرانجام دیا۔ اور جس جس قوم کے اندر انہیں بھیجا گیا ان قوموں نے کتنی اذیتیں دیں اور جب یہ تکالیف ناقابل برداشت ہو گئیں تو کیسے اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنا عذاب نازل فرمایا اور اپنے نبیوں کو ان آفات سے بچالیا ان انبیاء کرام نے مختلف انداز میں دعائیں مانگی ہیں جو ہر زمانہ کے انسانوں کے لئے ذریعہ نجات بن سکتی ہیں۔ اللہ کے نبی بھی جسمانی عوارض سے آزمائے گئے۔ مگر انہوں نے اللہ سے کس انداز میں مغفرت کی دعا کی وہ اس سورت میں موجود ہے۔ اور اس روشن کتاب کی تلاوت کرنے والے ان سے لے سکتے ہیں۔





سورۃ الحج

نمبر ترتیب	۲۲
نمبر نزول	۱۰۳
کل آیات	۷۸
پارہ	۱۷
رکوع	۱۰
مکی آیات	۵۲، ۵۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم○

نفس مضمون

۱۔ ع : اس رکوع میں انسانوں کے اعراض اور تکبر اور موت کے بعد کی زندگی سے انکار پر بڑی تفصیل سے اسے اس کی پیدائش سے موت تک کے مراحل کی یاد دہانی کرائی گئی ہے اور بتایا ہے کہ یہ عمل کیا وہ خود کرتا ہے اور کیا یہ عمل حیران کن نہیں جب اسے اس عمل سے حیرت نہیں تو پھر قبر سے اٹھ کر جینے سے کیوں انکاری ہے موت کے بعد کی زندگی وہ زمین کی حالت سے دیکھ سکتا ہے کیسے مردہ زمین ہر دفعہ جی اٹھتی ہے! کیا یہ یقین لانے کے لئے کافی نہیں اس کے علاوہ قیامت کے زلزے کی نہایت ہولناک تصویر ہے۔ کہ اس بھونچال سے عورت جسے اپنا بچہ ہی دنیا میں سب سے پیارا ہوتا ہے اسے بھول جائے گی اور جو آج انکاری ہیں وہ اس روز شدید عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

۲۔ ع : بڑا ہی فکر انگیز رکوع ہے فرمایا انسان جب تک نفع دیکھتا ہے رب کی یاد میں مشغول رہتا ہے جونہی تکلیف دیکھی فوراً" کنارے ہو گیا گویا خود غرضی کی انتہا ہے گویا احسان کرتا ہے اور پھر کیا کرتا ہے سہاروں کی تلاش کرتا ہے ایسے سہارے جو فائدہ کیا الٹا نقصان دیتے ہیں پھر جو اللہ کی امید چھوڑتا ہے وہ کبھی سکون پا سکتا ہے ناممکن اللہ کی رسی توڑ کر اور کسی بھی رسی سے مضبوطی دل کو نہیں ہوتی پھر سب فرقوں کی سچائی کا فیصلہ وہی قیامت کے روز کرے گا۔ پھر سب کائنات کی ہر شے اسے سجدہ کر رہی ہے اور اپنے اللہ سے منکر ہونے والوں کے لئے شدید ترین عذاب کی جھلک دکھائی گئی ہے۔

۳۔ ع : اولاً" نیکو کاروں کی جزا کا ذکر ہے بالکل ایسے ہی دوزخیوں کی تصویر تھی تو یہ اس کے الٹ جنتیوں کے لباس اور رہائش کا ذکر ہے پھر فرمایا اللہ کی راہ سے روکنا اور خاص کر مسجد کعبہ سے روکنا نہایت برا ہے یہ مسجد سب کے لئے ہے خواہ وہاں کا رہنے والا ہو یا باہر کا جو اس میں رخنہ ڈالے گا اسے شدید عذاب ہو گا (گویا پہلے ہی بتایا گیا کہ عمرہ کو جاتے ہوئے تکلیف ہو گی)

۴۔ ع: اس رکوع میں پہلے کی رعایت سے حضرت ابراہیمؑ کے اس وقفہ کی طرف اشارہ ہے جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کی ہدایت پر کعبہ بنایا تو حکم ہوا کہ اب آواز دو اور سب کو سنا دو کہ حج کے واسطے آئیں۔ حج کے مناسک کا ذکر ہے۔ جس میں حرام اور حلال باتوں کے بارے میں بتایا گیا ہے۔

۵۔ ع: اس میں قربانی کے احکام اور نیک اور عاجز بندوں کے اوصاف بتائے ہیں پھر اونٹ کی قربانی کا طریق بتایا گیا ہے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر کرو کہ اس نے تمہارے اندر کتنے بڑے بڑے جانوروں کی تسخیر کی قوت پیدا کی ہے اور اس قربانی سے غریبوں اور بھوکوں کو بھی کھلاؤ پلاؤ۔

۶۔ ع: اس رکوع میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ایک عادت یا طریق کے بارے میں بتایا ہے کہ جب بدی زور پکڑ جاتی ہے اور مظلوم کی آہ عرش تک آ پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کی مدد کو پہنچتا ہے اور پھر یہ نیک اور صابر بندے بدی کا خاتمہ کر دیتے ہیں وگرنہ بدی نیکی کے سارے مقامات یعنی عبادت گھر ملیا میٹ کر ڈالتی ہے اللہ پاک کے یہ نیک بندے ان اوصاف کے حاصل ہوتے ہیں کہ وہ نماز قائم کرتے ہیں زکوٰۃ دیتے ہیں اور بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں پھر سابقہ انبیاء کی مثالیں ہیں جن کے دور میں برائی کا خاتمہ ہوا ہے اور یہ باتیں ہر آنکھ والا اب بھی دنیا کی سیر سے دیکھ سکتا ہے کھنڈرات زبان حال سے اس تباہی پر گواہ ہیں پھر بتایا کہ عذاب کی باتیں بتانے والوں کو بتایا جائے کہ اللہ کے ہاں ایک دن ہزار برس کے برابر ہے۔

۷۔ ع: اس رکوع میں ۵۰، ۵۱ آیات ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایمان والے اور نیک اعمال والوں کے گناہ معاف کئے جاتے ہیں اور جو کوئی اللہ کے مقام پر آجائے تو اس کے لئے دوزخ کے سوا ٹھکانا نہیں اس کے بعد ۵۲ تا ۵۵ آیات مدینہ اور مکہ کے درمیان نازل ہوئیں معلوم ہوتا ہے یہ سورت حضور ﷺ پر ان ایام میں اتری جب جب وہ عمرے کے ارادے سے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مکہ روانہ ہوئے اب وہاں انہیں عمرے کی اجازت نہ دی گئی اور وہ اگلے سال کے وعدے پر واپس آگئے اب ظاہر ہے اس صورت حال میں یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ پورا کرتا ہے اور اگر یہ لوگ آگئے ہیں تو حضور ﷺ کا خواب پورا ہونا چاہیے تھا اللہ تعالیٰ نے اس خواب کے پورا ہونے کا وقت نہیں بتایا تھا۔ ہو سکتا ہے اس سے یہ ثابت کرنا ہو کہ



ایمان والوں کی جانچ ہو جائے ہو سکتا ہے تھوڑے دل والوں کے دل میں خیال آیا ہو کہ حضور ﷺ نے خواب کے ذریعے ہم کو یہاں تک لاکر ٹھیک نہیں کیا یا "واللہ اعلم" اگلی آیت میں اس کی وضاحت یہ ہے کہ جو لوگ اس قسم کے حالات میں شک کرتے ہیں اور بدگمانیوں سے گزرتے ہیں تو یہی وہ اوقات ہیں جب ان کی جانچ ہوتی ہے اور اس طرح جو ایمان والے ہیں وہ حضور ﷺ کے ہر فیصلے کو اللہ تعالیٰ کا فیصلہ سمجھتے ہیں اللہ انہیں ایمان کی دولت دیتا ہے اور انہیں کبھی گھبراہٹ نہیں۔ یعنی لوگوں میں سے کئی کہنے لگے ہونگے کہ ہم خواہ مخواہ آئے یا بغیر عمرہ کئے نہیں جائیں گے پھر جو لوگ منکرین اور تماشا کی خاطر مسلمان بنے ہیں وہ تو قیامت تک شک اور وسوسے میں رہیں گے پھر فرمایا کہ سب باتوں کا فیصلہ قیامت کے روز ہوگا اور سب پتہ چل جائے گا۔

۸۔ ع : اگر غور کریں تو سابقہ رکوع سے اس کا نہایت ہی گہرا ربط ہے ظاہر ہے لوگ واپس جارہے تھے مایوس تھے شقی اور منکر خوش تھے مسلمانوں کو خیال تھا وہ اب بھی مظلوم ہی رہے مکہ والوں نے انہیں عمرہ نہ کرنے دیا سو اس پس منظر میں ان آیات کو پڑھیں تو واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ واجبی بدلہ تو ٹھیک ہے ایک دوسرے سے لیتا ہے مگر جب ظالم ظلم سے باز نہ آئے تو پھر اللہ مدد کرتا ہے۔ اب انہیں روک کر بڑا ظلم ہوا ہے۔ مگر صبر کرنے والوں کو اللہ پر بھروسہ رکھنا ہے اس کی نشانیاں کہ وہ رات سے دن کر دیتا ہے دن پر رات مسلط کر دیتا ہے زمین سرسبز کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جن کا حامی و ناصر ہو انہیں مایوس ہونے کی ضرورت نہیں وہ ہر وقت ہر چیز کا مالک ہے وہ انہیں ضرور مکہ کی سرزمین عطا کرے گا۔

۹۔ ع : اس رکوع میں بھی اللہ پاک نے انسان کو اپنی نعمتیں یاد دلائی ہیں کہ کیسے اسے تصرفات دیئے گئے ہیں وہی زندہ کرتا ہے وہی مارتا ہے ہر امت اپنی بندگی کے طریقے مختلف کرتی ہے۔ مگر حضور ﷺ سے ارشاد ہوتا ہے کہ تو اپنی راہ کی طرف بلایا جائے تیری راہ ہی سیدھی ہے لیکن اگر یہ دوسرے جھگڑتے ہیں تو کہہ کہ اللہ بہتر جانتا ہے اب بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے پاس ہر چیز لکھی ہوئی ہے منکر بد بخت آیات مقدسہ سنانے والوں جھپٹتے ہیں کھوستائیں اور برے برے منہ بناتے ہیں انہیں کھو کہ دوزخ کی آگ اس برا منہ بنانے سے کہیں زیادہ تکلیف دہ ہے۔

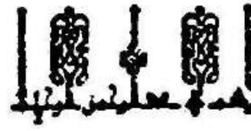


۱۰۔ ع : اس رکوع میں پھر اللہ پاک نے ایمان کی مضبوطی اور مسلمانوں کو انکی سربلندی کی طرف متوجہ کیا ہے فرمایا کہ اللہ کے سوا جن کو معبود بنا کر مشغول رہتے ہو وہ تو مکھی بھی نہیں بنا سکتے اور مکھی جیسی حقیر شے انہیں عاجز کر دیتی ہے افسوس انسان اللہ کی ویسی قدر نہیں پہچانتا جیسی کہ پہچاننی چاہیئے (یا اللہ ہمیں توفیق دے کہ ہم تیری قدر کا حق پہچان سکیں لیکن تیرے کرم کے بغیر ہم کیا کر سکتے ہیں تو ہماری بندگی قبول کر) تو فرمایا اللہ پاک چن لیتا ہے پیغام پہنچانے والے فرشتے اور رسول وہ سب کچھ دیکھتا اور سنتا ہے اسی نے تمہارے باپ (عربوں کو خطاب کی وجہ سے) حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین پھیلانے کے لئے پسند کیا۔ امت مسلمہ ساری دنیا کی رہنمائی کر سکتی ہے قیامت کے روز گواہ ہوگی اس لئے اللہ کی بندگی کا خود بھی حق ادا کرو اور پوری دنیا کو اللہ کے راستے سے روشناس کراؤ۔ یہی تمہارا منصب ہے۔

حاصل مطالعہ

اس مدنی سورت مبارکہ کی تلاوت آج کے مسلمان کو کیا پیام دیتی ہے ہمیں اس پر غور کرنا ہے آج کے مسلمان طاغوتی طاقتوں کی معاشی، تعلیمی، اقتصادی، سیاسی ہر طرح کی برتری کے سامنے لاچار و زبوں حال ہیں لیکن ایسا کیوں ہے؟ اگر سوچیں تو ہمارے ایمان کی کمزوری ہے ہم آخرت کی زندگی پر ایمان کے بارے میں اتنے کمزور پڑ چکے ہیں کہ مادی آسائشات ہمارا دین و ایمان ہو گئی ہیں محنت، سادگی، طالب علم، حضور ﷺ کی اطاعت ہم ان تمام خوبیوں سے محروم ہیں نتیجہ سامنے ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اس شخص کو دنیا اور دین دونوں میں سرفراز کرتا ہے جو اللہ کا حق پہنچائے اس کے رسول کی باتوں کو سچ جانے۔

کاش اس سچ کی طاقت سے ہم آگاہ ہو جائیں!



سُورَۃ المُومنون

نمبر ترتیب	۲۳
نمبر نزول	۷۴
کل آیات	۱۱۸
پارہ	۱۸
رکوع	۶



بسم اللہ الرحمن الرحیم



نفس مضمون

۱۔ ع : اس سورت مبارکہ میں مومنوں کی نشانیاں بتائی گئی ہیں انسان کی پیدائش کا سب حال ہے مومنین کی تعریف بڑے موثر انداز میں ملتی ہے پھر انبیاء کرام کے حالات بیان ہوئے ہیں۔

حاصل مطالعہ

اگر ہم نزول کے اعتبار سے مکی سورتوں پر غور و فکر کریں تو ان میں ایک خاص نہج کی تربیت نظر آتی ہے۔ جوں جوں حضور ﷺ پر تبلیغ اسلام کی وجہ سے مکہ والوں کی دشمنی میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے توں توں آپ کے حوصلے کو بلند رکھنے کے لئے موقع محل کی مناسبت سے انبیاء کرام کی زندگی کے مختلف پہلو آپ پر منکشف کئے جاتے ہیں۔ جن میں واضح طور پر انبیاء کرام پر اللہ کا سایہ اور منکرین کو درد ناک عذاب ہوتے ہوئے دکھایا جاتا ہے مومن کی صفات میں زندگی کو ایک آزمائش سمجھنا بتایا جاتاہے اور پھر اس کے لئے آخرت میں انعام کی بشارت ایسے موضوعات سامنے آتے ہیں جو حضور ﷺ کے لئے باعث تسکین ہوتے ہونگے اور ان کی توسط سے ہر زمانے میں حضور ﷺ کا جھنڈا تھامنے والوں کے لئے ہمت اور جان نثاری کا سبب بنتے ہیں۔



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ النور

نمبر ترتیب	۲۴
نمبر نزول	۱۰۲
کل آیات	۶۴
پارہ	۱۸
رکوع	۱۸

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نفس مضمون

۱۔ ع : زانی مرد اور عورت کے لئے سزا کا تعین ہے پھر سزا سے پہلے تحقیق کے طریق کار کی وضاحت ہے اس کے بعد حضرت عائشہؓ عنہا کی برات میں لوگوں سے فرمایا کہ محض بہتان عظیم ہے۔ پھر مومنوں کی ایسے معاملات میں شان اور منافقین کی بدکرداری کا نقشہ نہایت خوبصورتی سے بیان ہوا ہے۔

۲۔ ع : اس رکوع میں اسی واقعہ کی برات کے متعلق اور آیات ہیں اور بتایا کہ یہ سب اللہ کا فضل و مہربانی ہے کہ تمہیں پاکباز کر دیا ہے۔ اور اب یہ واقعہ اگر تم نے نہ پھیلایا اور معافی مانگی تو اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا ہے مگر اس بات کو عظیم جانو پھر ایسی باتیں وہی پھیلاتے ہیں جو خود گندے ہوتے ہیں آئینے میں اپنا چہرہ ہی نظر آتا ہے۔

۳۔ ع : اس رکوع میں عورتوں اور مردوں کے پردے کے بارے میں احکامات ہیں۔ اور شادی کی اہمیت اور ضرورت کی بنا پر آسانیاں بتائی گئی ہیں۔ جو ظالم اپنی لونڈیوں سے بُرا کام کراتے ہیں تو ایسی بے بس لونڈیوں کی معافی اللہ تعالیٰ قبول کرے گا۔

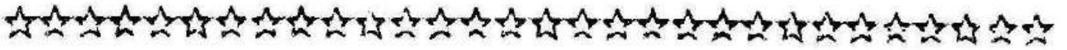
۴۔ ع : اس رکوع میں مساجد کی تکریم اور درجوں کا ذکر ہے اور نیک لوگوں کا جنہیں قیامت کا یقین ہے اور کافروں کی مثالیں دی ہیں۔ کہ انہیں کیسے فائدہ پہنچ سکتا ہے جبکہ وہ اللہ پر ایمان نہیں رکھتے انہیں نور سے حصہ نہیں مل سکتا ہے

۵۔ ع : اس رکوع میں کائنات کی ہر شے کے بارے میں بتایا کہ وہ اپنی اپنی بولی میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہیں۔

۶۔ ع : اس رکوع میں بد باطنوں کی چالوں کا ذکر ہے جو اپنے فائدے کے وقت تنازعات کے حل کے لئے آتے ہیں ویسے نہیں اور جھوٹا ایمان لاتے ہیں ایسے لوگوں کو عذاب سے خوف نہیں۔

۷۔ ع : مومنوں کی تعریف فرمائی ہے اور کہا قسمیں نہ کھاؤ عمل سے اللہ اور اس کے رسول کا ساتھ دو اگر ایسا کرو گے تو حکومت اور رتبہ پاؤ گے اگر نامردی دکھاؤ گے تو پھر کچھ نہیں ملے گا ہمیشہ جھوٹوں کے ساتھ یہی ہوتا رہا ہے۔

۸۔ ع : آداب معاشرت کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ گھروں میں کن اوقات میں جائیں، لباس کو کیسے کیسے پہنیں، لڑکے کتنی عمر تک گھروں میں جاسکتے ہیں کھانا کن



عزیزوں کے ساتھ کھانا چاہیئے۔

۹۔ ع : اس رکوع میں حضور ﷺ کے بلانے اور جمع ہونے اور جانے کے آداب ہیں کہ بدوں اجازت نہ جائیں جو ایسا کرتے ہیں اللہ سب سے واقف ہے۔



حاصل مطالعہ

اس سورت مبارکہ میں حضرت عائشہؓ عنہا کی اللہ کے ہاں شان و مرتبہ کی ایسی جھلک دکھائی گئی ہے جو زمانے بھر کی عورتوں کے لئے قابل رشک ہے دوسری جھلک اس رکوع میں ملتی ہے جہاں اللہ پاک نے اپنی صفت نور کا ذکر فرمایا ہے اس نور کی تشریح و توضیح میں شاہ حسین نے کمال کے نکات بیان فرمائے

یہ آیات اگر ورد زبان کی جائیں تو عجب اثر انگیزی دکھاتی ہیں۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ الفرقان

نمبر ترتیب	۲۵
نمبر نزول	۴۲
کل آیات	۷۷
پارہ	۱۸
رکوع	۶
مدنی آیات	۶۸، ۷۰

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نفس مضمون

۱۔ ع : بڑی برکت ہے اس کی جس نے فیصلے کی کتاب اتاری مگر ظالم لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ حضور ﷺ نے پہلے سے لکھی ہے اور صبح و شام خود ہی لکھواتا ہے اور لوگ آپ کے عام آدمی ہونے پر اعتراض کرتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے واحد و مختار ہونے کے بارے میں بتایا ہے۔

۲۔ ع : اس رکوع میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آپ کے لئے باغات یا انہار کی قلت نہیں آپ کے مقامات تک ان گنہ گاروں کا تصور بھی نہیں پہنچ سکتا اس رکوع میں اللہ کے علاوہ دوسرے معبودوں کے بارے میں ذکر ہے کہ یہ معبود قیامت کے روز کسی بھی اعانت سے بے زاری کا اظہار کریں گے۔ اور فرمایا کہ تضاد اس لئے دکھلایا کہ آزمائش کی جائے۔

۳۔ ع : اس میں جنت دوزخ کی تصویر اور حشر کے روز کا نقشہ کھینچا ہے کیسے زمین اپنے غلاف یعنی آسمان کو پھٹتے ہوئے دیکھے گی اور کس طرح منکروں کے لئے یہ عذاب عظیم کی گھڑیاں ہوں گی اس رکوع کے آخری حصے میں فرمایا کہ رسول نے کہا میری قوم نے اس قرآن کو جھک جھک کیا ہے۔ فرمایا ہم نے ہر نبی کے زمانے میں ایسے دشمن بنائے جو اللہ کی ہدایت و مدد کے سامنے کچھ نہ کر سکے۔ قرآن پاک آہستہ آہستہ اس لئے اترا کہ اپنے موقع محل کی مناسبت سے زیادہ تسلی کا باعث بنے اور یاد رہ سکے۔

۴۔ ع : اس میں مختلف انبیاء کرام کی قوموں کا ہدایت نہ ماننا اور یہ گمان کرنا کہ وہ سچے نہیں جو عذاب آئے ان کی طرف اشارہ ہے پھر حضور ﷺ سے خطاب ہے اور فرمایا کہ جب کوئی شخص اللہ کے علاوہ دوسرے معبودوں کی پرستش پر اصرار کرتا ہے تو در حقیقت اس وقت وہ اپنے نفس کی پوجا کا مطالبہ کرتا ہے اپنی خواہشات کو معبود بنا کر بتاتا ہے۔ ایسے لوگوں کو اپنے خواہشات کے بت توڑ کر ہمارے حضور ﷺ پیش کرنے کی ذمہ داری تجھ پر نہیں پھر لوگ جو کچھ سنتے ہیں نہ اسے سمجھتے ہیں۔ وہ تو چوپایوں کی مانند ہیں۔ مگر ان سے بھی بدتر ہیں۔

۵۔ ع : اس رکوع میں بتایا کہ اللہ پاک اگر چاہتا تو سایہ ہی رہتا سورج کی کرن نہ پھوٹتی مگر ایسا نہیں ہوا اللہ پاک اپنی طرح طرح کی نعمتیں اتارتا ہے وہ چاہتا تو ہر گاؤں میں ایک نبی بھیجتا مگر اپنی حکمت وہ خود نہیں سمجھتا ہے حضور ﷺ بشیر و نذیر ہیں

پوری دنیا کے لئے۔ آپ سے کیا کہا آپ پرواہ نہ کیجئے پیام دیتے رہیے۔ اور اس اللہ پر بھروسہ رکھے جو زندہ ہے مالک ہے اور خبیر و علیم ہے یہ اس کے خبیر و علیم ہونے کا اندازہ وہی لگا سکتا ہے جس نے اسے اپنی بساط بھر سمجھ لیا۔ جاہل لوگوں سے یہ کہا جائے کہ آؤ سجدہ ریز ہو جاؤ تو وہ بدکتے ہیں مگر یہ بدکنا اللہ کے مقابل آنے کی دلیل نہیں بلکہ اللہ پاک نے اتمام حجت کے بعد بدی ان کے لئے مقرر فرمادی ہے۔

۶۔ ع : اس سورت مبارکہ کا آخری رکوع اللہ کے پسندیدہ بندوں کی چند نشانیاں بتاتا ہے وہ نشانیاں کیا ہیں!

۱۔ وہ نرم چال سے چلتے ہیں جاہلوں سے بحث نہیں کرتے

۲۔ جو رات سجدے اور قیام میں گزارتے ہیں۔

۳۔ دوزخ کے عذاب سے پناہ مانگتے ہیں میانہ رو ہیں ناحق قتل و خون نہیں کرتے مگر جن کا حکم اللہ کی طرف سے ہو۔

۴۔ بدکار نہیں ہوتے۔

۵۔ اللہ کی باتوں پر غور فکر کرتے ہیں

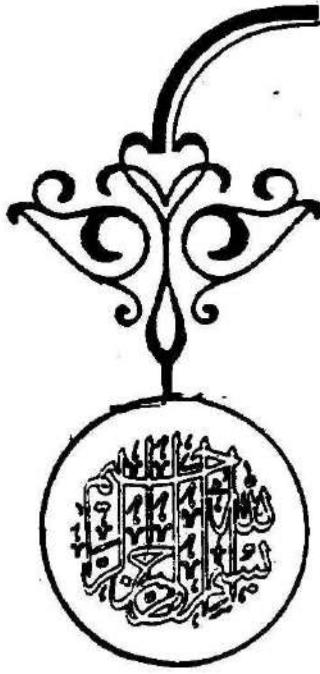
۶۔ نیک بیوی بچوں کی دعا مانگتے ہیں

ان کے لئے اللہ کے ہاں بڑے مقامات ہیں۔

حاصل مطالعہ

اس سورت مبارکہ میں ۶۸، ۷۰ مدنی آیات ہیں جن میں بتایا کہ اگر کوئی برا کام کرے تو اسے اسی پر نہیں رک جانا چاہیئے توبہ کا راستہ کھلا ہے ہر توبہ کرنے والے اور آئندہ اس برائی سے باز رہنے والے کے لئے اللہ پاک نے معافی کا اظہار کیا ہے یعنی توبہ قبول ہوتی ہے۔

اس سورت میں ایک ننھی سے آیت ہے جس کا ترجمہ "وہ بڑی رحمت والا ہے پوچھ اس سے جو خبر رکھتا ہے" اللہ پاک نے یہ آیت ان دنوں فرمائی جب کفار کا انکار عروج پر تھا وہ تکلیفوں کے پہنچانے میں پیش پیش تھے ایسی صورت حال میں "پوچھ ان سے جو جانتے ہیں" واہ واہ یہ نکتہ فرمایا پوچھ ان سے جو اپنے رب کی دی ہوئی محبت کی لذت و ٹھنڈک کے سامنے تکلیفوں کو حاصل زیست سمجھنے لگتے ہیں۔



سُورۃ الشعراء

نمبر ترتیب	۲۶
نمبر نزول	۴۷
کل آیات	۲۲۷
پارہ	۱۹
رکوع	۱۱
مدنی آیات	۱۹۷، ۲۲۴

☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نفس مضمون

۱۔ ع : انتہائی باخوبصورت بامعنی تمہید ہے اس میں حضور ﷺ نبی کریم ﷺ سے گفتگو کا انداز اتنا دلنشین اور محبت آمیز ہے کہ حضور ﷺ کے قدموں کی خاک سے لپٹ لپٹ کر رشک آتا ہے کہ خاک کتنی خوش نصیب ہے آپ ﷺ کی اتنی دلداری! اے اللہ تو ہمیں اپنے دلدار اور محبوب کے صدقے میں نار جہنم سے دور رکھ (آمین) فرمایا اگر لوگ یقین نہیں لاتے تو تجھے اتنا غم کھانے کی ضرورت نہیں اللہ تعالیٰ اگر چاہے تو سب لوگوں کی گردنیں جھکادے مگر نہیں اس نے اختیار دیا ہے پھر اختیار کا رخ غلط راہ کی طرف موڑنے والا اپنے لئے عذاب چنتا ہے مگر رب کریم رحم والا ہے وہ فوراً نہیں پکڑتا اس دنیا میں ہم جیسے گنہ گاروں کو توبہ کے بہت سے مواقع دیتا ہے۔

۲۔ ع: اس رکوع میں حضور ﷺ کے اس خیال کے جواب میں یا لوگوں کے معجزے چاہنے کے جواب میں واقعہ فرعون بیان ہوا ہے جس میں فرعون کے دربار میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے عصا کا معجزہ اور اپنے ہاتھ کے سورج کی مثال چمکدار ہونے کا معجزہ دکھایا مگر فرعون پھر بھی قائل نہ ہوا سو حضور ﷺ کو تسلی دی جاری ہے کہ یہ سب منکرین کی چالیں ہیں مگر اللہ کو اپنا حاکم ماننے کے لئے انسان کا دل ہی کافی ہے انسان بڑی ڈھٹائی سے جھوٹ بولتا ہے حالانکہ اللہ کا نام سنتے ہی اس پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔

۳، ۴۔ ع : حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وہ واقعہ تفصیل سے بیان ہوا جس میں ساحروں سے ان کا مقابلہ ہوا اور وہ ساحر ایمان لے آئے اب معجزوں کے بعد اتنا بڑا واقعہ کیا اس طرح کا نہیں کہ انسان اللہ کی شان و جبروت پر ایمان لے آئے۔

۵۔ ع : اس رکوع میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس گفتگو کا ذکر ہے جو انہوں نے اپنے باپ سے کی اور اس میں ایک عام ایمان لانے والے کے لئے دعا مانگنے کا بے نظیر طریقہ کار بتایا۔ پھر روز قیامت مومنوں اور کفار کا مقابلہ کر کے بتایا۔ اور آخر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس واقعہ میں بھی نشانی اور عبرت ہے مگر پھر بھی کم ہی لوگ یقین

کرتے ہیں پر اللہ تعالیٰ اس دنیا میں کچھ دیر ڈھیل دیتا ہے وگرنہ وہ زبردست بھی ہے۔
۶ تا ۱۰ ع : ان تمام رکوعات میں بالترتیب حضرت نوح علیہ السلام' حضرت حود علیہ السلام' حضرت صالح علیہ السلام' حضرت لوط علیہ السلام' حضرت شعیب علیہ السلام کے واقعات کا ذکر ہے کہ ان کی قوم کے لوگوں نے نشانیاں بھی دیکھیں معجزات بھی دیکھے مگر ہنسی اڑائی تو اللہ تعالیٰ نے آخر میں ان کا کیا حشر کیا لیکن ان کا حشر اس بنا پر ہوا کہ انہیں پہلے ڈرایا گیا بغیر ڈر سنائے کسی کو سزا نہیں ملتی یہی نکات ان رکوعات میں پائے جاتے ہیں اللہ ہمیں موقع دیتا ہے ہمیں ڈراتا ہے آنے والے وقت کے بارے میں خوف دلاتا ہے لیکن ہم نہیں مانتے اس وقت تک کہ مقررہ وقت آجاتا ہے پھر نہ کاغذ نہ قلم جو لکھا گیا سو لکھا گیا۔
۱۱۔ ع : اس رکوع میں انجام کار حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب مقدس اللہ کا فرشتہ تجھ پر لایا ہے اور یہ عربی زبان میں تحریر ہے اور یہ حقیقت ہم نے زبور اور بنی اسرائیل کی کتابوں میں بھی بتائی ہے جسے عالم یہودی خوب جانتے ہیں لیکن فضول میں اکڑ دکھا رہے ہیں اور عذاب کا مطالبہ کرتے ہیں یا ٹھٹھا اڑاتے ہیں کہ ہماری خوشحالی پر تو کوئی فرق نہ پڑا سو انہیں بتا دے کہ ان سے قبل کے لوگ بھی بڑے ٹھاٹھ سے رہ رہے تھے کہ عذاب آیا اور انہیں روندتا چلا گیا اللہ کی محبت کے متوالے اور تیرے کہے پر چلنے والے ہی تیرے رشتہ دار ہیں تو انہیں اپنی عافیت میں رکھ اور یہ بات اپنے رشتے داروں کو بھی بتا دے کہ ہر ایک کو اس کے عمل سے جانچا جائے گا اور یہ کہ تیرا کلام شاعری نہیں شاعری میں اکثر جھوٹ اور مبالغہ اختیار کیا جاتا ہے یہ لوگ شیطان کے زیر اثر اللہ تعالیٰ سے نڈر ہو کر باقی لوگوں کو متاثر کرتے ہیں۔ یہ جو دوسروں کو کہتے ہیں وہ خود نہیں کرتے حالانکہ سچی بات اس کی ہے جو خود بھی اپنے کہے پر عمل کرے لہٰذا وہ لوگ جو اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور سچے دل سے اپنی بخشش مانگتے ہیں ان کا کلام اس بے راہ روی سے پاک ہے۔ ہاں اس میں ایک بات اور تھی فرمایا تو اٹھتا ہے اور نمازیوں کو دیکھتا بھالتا ہے تو اللہ پاک سب کچھ دیکھتا اور سن رہا ہوتا ہے اور ظالموں کو عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ وہ کیا کرتے رہے۔





حاصل مطالعہ

اس سورت میں تفصیل سے بتایا گیا کہ کس کس طرح سے رسول آئے انہوں نے نشانیاں بھی دکھایں مگر پھر لوگ نہ مانے تو ان کا کیا حشر ہوا۔ نزول کے اعتبار سے اس سے پہلے سورت واقعہ کا نزول ہوا جس میں تین طرح کے لوگوں کی نشانیاں تھیں معلوم ہوتا ہے لوگوں نے اس کا طرح طرح تمسخر اڑایا اسے کاہن کا کلام بتایا جھوٹے کی شاعری کیا ہوگی تبھی حضورﷺ پاک اتنے ملول اور غمگین ہوئے کہ اس سورت میں بڑی تفصیل سے ساری پہلی اقوام کا انجام بتایا اور کہا اللہ کا کلام سچا ہے جھوٹے کے پاس تو سنی سنائی ایک آدھ بات ہوئی ہے یہاں تو ساری سابقہ کتابوں کو دوبارہ تفصیلاً" بتایا جا رہا ہے پھر اس کے آخر میں مدنی آیات سے مکمل کیا گیا ۲۲۴ نمبر مدنی آیات جن میں اچھے اور برے شاعر کا فرق بتایا یا یوں سمجھیئے کہ ہمیشہ کے لئے شاعری کی معراج یہ فیصلہ صادر کر دیا۔

اے میرے پروردگار! تو میرے قلم سے کبھی ایسی بات نہ نکالیو جو میں خود نہ کروں۔

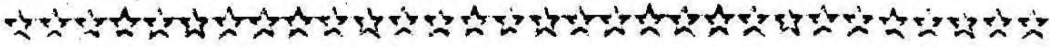




بسم اللہ الرحمن الرحیم

سُورۃ النمل

نمبر ترتیب	۲۷
نمبر نزول	۴۸
کل آیات	۹۳
پارہ	۱۹
رکوع	۷



بسم اللہ الرحمن الرحیم

نفس مضمون

۱۔ ع : اس رکوع میں نماز، زکوۃ اور آخرت پر یقین رکھنے والوں کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ یہ لوگ اپنے ہی فائدے کے لئے کرتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں چند مکالمات اپنے انتہائی دلنشین انداز میں بیان ہوئے ہیں۔

۲۔ ع : حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں چیونٹیوں کی گفتگو کا واقعہ ہے جس پر حضرت سلیمان علیہ السلام کا شکر کرنا بیان ہوا ہے پھر ہدہد پرندے کا خبر لانا اور انتہائی دل آویز طریقے سے بتانا کہ وہ ایک اعلیٰ قسم کے تخت پر بیٹھتی ہے مگر سورج کو پوجتی ہے حالانکہ عبادت کے لائق تو وہ ذات ہے جو عرش عظیم کا مالک ہے اور چھپی ہوئی اور ظاہر باتوں کو جانتا ہے اس رکوع میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کا لکھا جانا معلوم ہوتا ہے۔

۳۔ ع : ملکہ بلقیس کے تخت کا لایا جانا شیشے کو پانی سمجھنے کی مثال بڑی با معنی ہے۔

۴۔ ع : اس رکوع میں قوم ثمود اور لوط کے انجام کا ذکر ہے۔

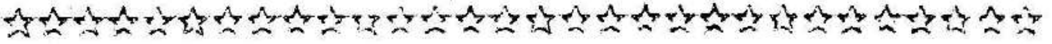
۵۔ ع : عام انسان کی ہدایت کا موضوع ہے کہ وہ واحدہ لا شریک ذات ہے وہ خالق، رازق، خبیر، علیم اور غفار و مختار ہے۔

۶۔ ع : اس رکوع میں بھی اللہ تعالیٰ پر ایمان اور توکل کی تلقین ہے اور فرمایا کہ وہی نصیحت قبول کرتے ہیں جو ایمان لاتے ہیں پھر ایک ذکر ہے جو قیامت کے قریب نمودار ہو گا۔

۷۔ ع : انجام کے دن نیکوں کو گھبراہٹ نہ ہوگی اور بدوں کی حالت غیر ہو گی۔

حاصل مطالعہ

اس سورت مبارکہ میں حضرت سلیمان کو اللہ نے جن منفرد نعمتوں سے نوازا تھا ان کا تذکرہ ہے اور ساتھ میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی شکر گزاری خاص طور پر قابل غور نکتہ ہے علاوہ بعض آیات بڑی فکر انگیز ہیں جن سے رموز خسروانہ کا پتہ چلتا ہے۔



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ القصص

نمبر ترتیب	۲۸
نمبر نزول	۴۹
کل آیات	۹۸
پارہ	۱۹، ۲۰
رکوع	۹
مدنی آیات	۵۲، ۵۵



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نفس مضمون

۱ تا ۳۔ ع : ان رکوعات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں واقعات کی تفصیل بیان ہوئی ہے اس سورت کے آغاز سے تاثر ابھرتا ہے گویا اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کو دنیا میں پیش آنے والے مصائب و آلام کی سختی اور دل شکنی کے مراحل میں ان واقعات کے ذریعے تسلی و تشفی فرما رہا ہے جو قریب قریب ملتے جلتے ہیں حضور ﷺ پر وہ مکی دور ایسا ہے جس میں دشمن اور اغیار کے پاس دولت اقتدار' جاہ حشم کیا کیا کچھ نہیں اس کے علاوہ ان پر یہودی اور عیسائی فرقوں کی من گھڑت مذہبی رسومات کا اتنا اثر رسوخ ہے کہ وہ حضور ﷺ کے فقط ایک اللہ کو ماننے کو تیار نہیں ہوتے حضور ﷺ کے ساتھی اور فدائین غریب و بے کس بھی ہیں امیر بھی ہیں مگر ان کی طاقت کم ہے ان حالات میں صحیح واقعات سے مطابقت رکھنے والے مضامین کا وحی کی شکل میں آنا اللہ پاک کی اعلیٰ حکمت کا بین ثبوت بنتا چلا جاتا ہے اس کے ساتھ ساتھ ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ پاک کو کیسی شخصیت محبوب ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک شہزادے کی طرح پلے بڑھے مگر مسافرت میں ان کا کردار کیسا مثالی ہے رومان کی کتنی نشاط انگیز تصویر ہے۔

وقت کا تعین دیکھئے' تھکا ہارا مسافر' پیاسا اور بھوکا اجنبی ایک ایسی وادی میں پہنچا جہاں شام اپنے سرمئی سائے پھیلا رہی ہے درختوں پر بوجھل بوجھل سانسوں سے پرندوں نے بسیرے کرنے کے لئے اپنی چونچیں اپنے پروں میں چھپائی ہیں ان درختوں کے بیچ دو معصوم کنواری لڑکیاں اپنی بکریوں کے ریوڑ کے ساتھ کھڑی ہیں اور طاقتور چرواہے اپنے جانوروں کو سیراب کر رہے ہیں کیا خوبصورت منظر ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی انسانیت دوستی اور عورت کو تکلیف میں دیکھ کر حمیت میں جوش آتا ہے آپ آگے بڑھ کر کنویں سے پانی نکالتے ہیں بکریوں کو پلاتے ہیں اور پھر ستانے کے لئے درختوں کے نیچے چلے جاتے ہیں۔ کتنی دلنشین تصویر ہے

ہمارے ادب کے ہیرو میں ایسی صفات' ایسی کشش' ایسی پاکیزگی' سبحان اللہ قادر و کریم کی نگاہ میں محبت کا کتنا انوکھا انداز ہے محبت ایثار اور انسان دوستی کا نام ہے خود غرضی ہوس اور لوٹ کھسوٹ نہیں پھر آپ کی واپسی اور اللہ سے ہم کلامی اور فرعون سے مکالمات کا ذکر ہے فرعون کی گستاخانہ گفتگو بھی موجود ہے اور پھر اس کا انجام میں سوچتی



ہوں کون کہتا ہے اللہ رحیم و کریم کی باتوں کو سنا نہیں جاسکتا مجھ جیسی ناچیز ذرہ حقیر گناہ کی پوٹلی جب اس کتاب مقدس کو پڑھتی ہے تو یوں لگتا ہے گویا میرے کانوں میں رس کی بوندیں ٹپک رہی ہیں۔ مدہوش کر دینے والا ایسا نغمہ فضاؤں میں بکھرا ہوا ہے کہ جس کی مثال نہیں دی جاسکتی۔

۴ تا ۹۔ ع: ان رکوعات میں حضور ﷺ سے فرمایا گیا ہے کہ جو واقعات من و عن آپ لوگوں کو بتا رہے ہیں وہ اس طرح معلوم ہوتے ہیں گویا آپ کے سامنے ہوں حالانکہ آپ اس زمانے میں موجود نہ تھے۔ اور نہ ہی آپ پڑھے ہوئے ہیں کی کہیں سے پڑھ لئے ہوں۔ لہٰذا یہ خاص فضل ربی ہے کہ آپ کو اس عالی شان منصب کے لئے منتخب کیا گیا۔ اب لوگوں کی جہالت دیکھیے کہ کہتے ہیں کہ ہم نہ آپ کو مانتے ہیں نا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آپ دونوں نعوذباللہ جادو گر ہیں اب یہ کہا جا سکتا ہے کہ اگر جھٹلانے والے سچے ہیں تو اپنی سند کے لئے کوئی کتاب پیش کریں اسی حصہ کلام میں ۵۲ ' ۵۵ مدنی آیات ہیں جن میں یہودیوں کے لئے دوہرا انعام ہے غالباً" عبداللہ بن عبدالسلام کی طرف اشارہ ہے جنہوں نے حضور ﷺ سے پہلے آنے والی کتابوں پر ایمان رکھا اور حضور ﷺ کے آنے کے بعد مسلمان ہوئے اور ایمان کو مضبوط اور تازہ کیا پھر بتایا کہ اللہ کے انعام کے مستحق وہی ہیں جو احکامات الٰہی پر عمل کریں پھر یہ اعتراض رد کیا گیا کہ ایمان لانے سے وہ باقی عرب قوموں سے کٹ جائیں گے معیشت خراب ہوگی کافری کے زمانے میں تو اللہ ان پر مہربان ہے تو موحد ہونے کی صورت میں انہیں بھوکوں مارے یہ کیسے ہو سکتا ہے اس کے بعد دنیا اور آخرت کی زندگی کا مقابلہ ہے اور آخرت بحرحال اس دنیاوی زندگی سے طویل اور ہمیشہ رہنے والی ہے اصل آرام تو وہاں کا ہے یہاں کی چند روزہ زندگی اس کے مقابلے میں کچھ نہیں اللہ تعالیٰ ہر چیز کا مالک ہے وہ جو چاہے تبدیل کر دے مگر یہ اس کی رحمت ہے کہ وہ ایسا نہیں کرتا پھر قارون کا واقعہ ہے جس نے اللہ کے فضل و کرم کو اپنی عقل کا استعمال کیا اور زمین میں دھنسا دیا گیا جسے پھر نہ عقل نے اوپر نکالا نہ دولت نے پھر اس سورت مبارکہ کی آخری آیات میں حضور ﷺ کو ہجرت کے بارے میں چند اشارات ہیں کہ انہیں اپنے عزیز و اقارب اور مکہ سے نکلنے میں ہچکچاہٹ' دکھ یا پریشانی کا غم نہیں کرنا چاہیئے آپ کے عزیز و اقارب وہی ہیں جو آپ کے احکامات مانیں اور پھر مکہ کی سرداری تو انہیں ملنا ہی ہے اور ظالم اور اقتدار کے نشے میں ڈوبے ہوئے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

لوگوں کی ظاہری طاقت پر بھروسہ نہ کریں یہ سب فنا ہو جائیں گے فقط اللہ پاک ہی وہ ہستی ہے جس کے لئے فنا نہیں وہ دائم زندہ ہے اور مالک کائنات ہے اسی کی طرف اور اسی کے دربار میں سب عاجز ہو کر پہنچیں گے۔



حاصل مطالعہ

اس سورت میں حضور ﷺ کے لئے ہجرت کی طرف اشارات ملتے ہیں آپ سے کہا جارہا ہے کہ آپ اپنا مشن جاری رکھیں عزیزوں کی پرواہ نہ کریں اور ہجرت کے لئے تیاری کرلیں۔





سورۃ العنکبوت

نمبر ترتیب	۲۹
نمبر نزول	۸۵
کل آیات	۶۹
پارہ	۲۰، ۲۱
رکوع	۷
مدنی آیات	۱ تا ۱۱



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نفس مضمون

۱۔ ع: مولانا ظفر اقبال کی رائے کے مطابق ا سے ۱۱ آیات مدنی ہیں اور مفہوم کے لحاظ سے بھی مدنی معلوم ہوتی ہیں۔ اگرچہ آگے چل کر مکی آیات سے ربط نہایت خوبصورت ہے۔ فرمایا خالی زبان سے ایمان کا اقرار اللہ کے ہاں کافی نہیں ہے ایمان لانے کو اس کا ثبوت دینا پڑتا ہے اسے امتحانات کی بھٹی سے گذرنا پڑتاہے اس امتحان کے بغیر ایمان کا دعوی غلط ہے۔ پھر اس امتحان دینے میں اسی کا فائدہ ہے اللہ تو بے پرواہ ہے اسے انسان کی محنت یا عبادت کچھ بھی فائدہ نہیں دیتی محنت' ریاضت یا عبادت تو خود انسان اپنی بھلائی کے لئے کرتا ہے سو یقیناً" جو بھلائی کرتے ہیں نیک کاموں میں حصہ لیتے ہیں اللہ کے احکامات کی بجاآوری کرتے ہیں ان کے لئے اللہ کی ملاقات کا وعدہ ہے پھر ایک نیک بندے کا واقعہ ہے جو ایمان لایا مگر ماں باپ نہ لائے فرمایا کہ اللہ والدین کی خدمت پسند کرتا ہے مگر جو والدین کے معاملے میں اپنا اگر یہ حق جتائیں اسلام سے فرق ہو تو نہ مانے اور اصل دین کیا ہے اگر کوئی اس پر قائم رہے تو یقیناً" اسے نیک لوگوں میں شامل کیا جائے گا پھر منافقین کی خصلت بتائی کہ یہ محض منہ سے ایمان کا نام لیتے ہیں حالانکہ آزمائش کے وقت خود بھی بڑ بڑاتے ہیں اور دوسروں کو بھی بہکاتے ہیں' ہاں فتح و نصرت کے موقعوں پر بڑھ چڑھ کر اپنا آپ پیش کرتے ہیں مگر اللہ پاک سب کے سینوں کے بھید جانتا ہے اگلی آیت مکی ہیں جن میں بہکاوے والوں کو تنبیہہ ہے۔ کہ وہ کہتے ہیں کہ وہ دوسروں کے گناہوں کا بوجھ اٹھائیں گے سو یہ غلط ہے وہ کسی کا بوجھ نہیں اٹھائیں گے الٹا بوجھ غلط بات کہہ کر دگنا کر رہے ہیں اور قیامت کو سارا معاملہ صاف کر دیا جائے گا۔

۲۔ ع: اس رکوع میں حضرت نوح علیہ السلام کی مثال ہے کہ کیسے دعوت حق دی مگر نہ مانے تو سوائے کشتی والوں کے کوئی نہ بچا ایسے حضرت ابراہیم نے بتا دیا کہ رسولوں کا کام صرف سمجھانا ہے آگے جزا و سزا اللہ کے پاس ہے اللہ ہی دکھ سکھ دیتا ہے وہی انسان کا حامی و مددگار ہے اس سے ہٹ کر کوئی مددگار نہیں۔

☆☆☆

حقیقت میں اگر غور کریں تو حضور ﷺ علیہ اصلوات و اسلام پر یہ ایام بہت بھاری ہو رہے تھے قوم اشتعال اور تکالیف دینے میں انتہا پر تب آئی تھی۔ تب یہی کیفیت حضرت ابراہیمؑ کی بتائی گئی حقیقتاً" قرآن پاک حضور ﷺ کے توسط سے انسان کے اوپر سے بدیوں کے انبار اور علوات قبیح کے اتارنے کے لئے جو طریق اختیار کرتا ہے وہ نہایت کٹھن معلوم ہوتے ہیں لیکن مثالوں سے اور اپنی مدد اور نصرت سے ان کٹھن اور اوگھن گھاٹیوں سے انسان اللہ کی مدد سے عہدہ برا ہو جاتا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں پھینکا گیا مگر آگ کی خاصیت بدل گئی جو اللہ کی قدرت کی زبردست دلیل ہے مگر سوائے حضرت لوط علیہ السلام کے کسی کو ایمان نصیب نہ ہوا وہ آپ کے ساتھ ہجرت پر تیار ہو گئے یہاں نہایت بلیغ انداز میں حضور ﷺ کے لیے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی جانب اشارہ محسوس ہوتا ہے وہ بھی جانثار و سپار تھے پھر واقعہ سے قوم لوط کا۔ جو بے حیائی اور ڈھٹائی میں توبہ نہ کر سکی اور تباہ ہو گئی انکی بد اعمالیوں پر حضرت لوط نے اللہ سے مدد طلب کی تو دیکھئے اللہ تعالیٰ کیسے اپنے بندوں کی پکار سنتا ہے آپ نے پکارا "اے پرودگار ان شریروں سے مقابلہ کے لئے میری مدد کر" ہے۔

ع: اللہ ھو اکبر! اس رکوع میں اللہ پاک نے جامع انداز میں ہر طرح کی قوم اور اس کے انجام کو مختصر الفاظ میں بتا دیا کہ حضرت لوط علیہ السلام کی مدد کی گئی ان کے گھرانے کے سب افراد بچائے گئے مگر بیوی جو ناپسندیدہ کاموں میں حصہ لیتی تھی اسے ساتھ ہی تباہ کیا گیا یہاں یہ مطلب بھی ذہن میں آتا ہے کہ ہر شخص اپنے اعمال و افعال کی بنا پر پسندیدہ یاناپسندیدہ ہے ایک بیوی اپنے شوہر کی نیکی کے عوض ہرگز معاف نہ ہوگی یا شوہر اپنے برے اعمال کو اپنی بیوی کے اچھے اعمال سے تبدیل نہیں کر سکتا۔ ہر شخص اپنا بوجھ خود اٹھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر فرد کے اپنے اعمال کا حساب لے گا چنانچہ ایک نبی کی بیوی بھی اس عذاب سے مستثنیٰ نہ رہ سکی پھر سارے معروف واقعات کے بارے میں بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر قوم کو اپنے گناہ کی نسبت سے سزا دی کسی کو پانی سے کسی کو پتھروں سے کسی کو زلزلے سے کسی کو چنگھاڑ سے سو جیسے اعمال تھے ویسا بدلہ ملا اور پھر کتنی خوبصورتی سے بتایا کہ اللہ کے سوا کوئی سہارا تار عنکبوت ہے مکڑی کا گھر سب سے بودا ہے اسی طرح اللہ کے سوا ہر سہارا بودا اور کمزور ہے وہ ٹوٹ جاتا ہے مگر

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اس حقیقت کو وہی پاتے ہیں جو یقین لاتے ہیں بغیر یقین یہ نکتہ سمجھ میں نہیں آئے گا۔

۵۔ ع: فرمایا اللہ کی بندگی سے حوصلہ بڑھتا ہے اور اس کے ذکر سے برکتیں رحمتیں اور طاقت حاصل ہوتی ہے ہر مشکل گھڑی میں نماز قائم کرو اللہ سے ربط رکھو اس پر یقین کرو اس کے آگے سجدہ ریز رہو تو کوئی فحش حرکت سرزد نہ ہوگی باقی بحث کے لئے کسی ٹھوس دلیل پر سخت جواب دیا سکتا ہے ویسے اسے مان لو کہ اللہ کی کتاب تم سے پہلے بھی اتری اس کتاب کے ماننے والوں سے کہو ہم بھی تمہارے پیغمبر پر ایمان لاتے ہیں یقیناً" اللہ نے ان پر بھی کتابیں اتاریں پھر خود مکہ کے لوگ تسلیم کرتے ہیں کہ حضور ﷺ پر کتاب نازل ہو رہی ہے یہ انکار محض ہٹ دھرمی خود غرضی اور بدنیتی پر مبنی ہے وگرنہ سب جانتے ہیں کہ ایک امی خود سے نہ بنا سکتا ہے نہ لکھ سکتا ہے اور یہ بدبخت اس پر بھی کہتے ہیں کہ اس کتاب کے علاوہ کچھ اور بھی نشانیاں دکھاؤ تو کیا یہ ایک کتاب سب سے بڑی نشانی نہیں اس میں جو رحمت اور برکت ہے وہ سب سے بڑی نشانی ہے مگر صرف اس کے لئے جو مانے۔

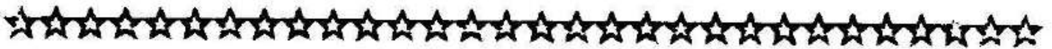
۶۔ ع: اس رکوع میں بڑے چونکا دینے والے اشارات ملتے ہیں حضور ﷺ کی تبلیغ جو مکہ والوں کے لئے تھی اب قریب قریب اس مقام پر ہے کہ ان کا انکار اور ظلم بھی انتہا پر ہے اور حضور ﷺ کی استقامت اور استقلال بھی اتنا ہی غیر متزلزل لہٰذا فرمایا کہ جو کچھ یہ کریں تیرے لیے اللہ کی ذات ہی کافی ہے پھر یہ لوگ جو قیامت کے عذاب کو وجہ امتحان بنا بیٹھے ہیں تو اس کا آنا اس لئے رکا ہوا ہے کہ پروردگار اتمام حجت کرے ہر روح عمل کا موقعہ دئے بغیر کیسے پوچھ سکتا ہے سو لاکھ شور مچاؤ وہ اپنے وقت پر آئے گی اور ایسے آئے گی کہ پتہ نہ چلے گا اور اپنے رنگ دکھائے گی مگر صبر کرنے والے جانتے ہیں ان کے لئے ہمیشہ کی نعمتیں ہیں پھر فرمایا کہ یہ لوگ اللہ کے نام سے ناواقف نہیں ان سے پوچھ زمین' آسمان' چاند' ستارے اور بارش کون برساتا ہے تو کہیں گے اللہ گویا اللہ کے انکاری نہیں ہیں یہ اس جہالت کے ہاتھوں تباہ ہو رہے ہیں کہ اللہ کے فیصلے یعنی اپنا رسول ماننے میں اپنی توہین سمجھتے ہیں لہٰذا انہیں اس نافرمانی کی سزا تو ملے گی یہ تو سراسر شیطانی ترغیب کا اثر ہے ان آیات مقدسہ کے اندر حضور ﷺ کے لئے ان ظالم اور بے مروت عزیزوں اور رشتہ داروں سے کسی توقع کی امید نہ رکھنے کی طرف اشارہ ہے گویا ہجرت کے لئے حضور ﷺ کو اشارے مل رہے ہیں۔



۷۔ ع : فرمایا اصل حیات بعد الممات ہے یہاں تو بس کھیل تماشہ ہے پھر فرمایا لوگ بھی کیاخوب ہیں جب کشتی بحرطلاطم میں ڈوبنے لگی تو اللہ اللہ پکارتے ہیں مگر جب نکل آئے تو اس کے شریک بنا کر خوشیاں مناتے ہیں کیا کعبہ کی بدولت یہ لوگ امن میں نہیں جبکہ آس پاس ابتری اور سیاسی ریشہ دوانیوں کی وجہ سے بے چینی اور بے امن زندگی ہے پھر فرمایا یہ حرم کی حقیقت جاننے کے باوجود اپنے جھوٹ اور زخم کے ہاتھوں تباہ ہو رہے ہیں اور حضور ﷺ کو جھٹلا رہے ہیں خیر جو اللہ کی راہ پر چلتا ہے اللہ خود اس کی رہنمائی کرتا ہے اور اسے راستہ دکھاتا ہے اللہ ہر حال میں نیک عمل کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

حاصل مطالعہ

اس سورت مبارکہ کا مجموعی تاثر یہ بنتا ہے کہ حضور ﷺ کو ہجرت کے لئے تیار کیا گیا ہے انہیں اشاروں میں بتایا گیا ہے کہ ان کے جدو امجد حضرت ابراہیمؑ بھی ہجرت کر چلے ہیں پھر ان کے ساتھ حضرت لوطؑ کا ہجرت کرنا حضرت ابوبکر صدیقؓ کی طرف اشارہ کرتا ہے پھر فرمایا یہاں کے درو دیوار تو تار عنکبوت ہیں اصل ٹھکانا تو آگے ہے یہاں پر چند برس گزرا لئے تو اسے ٹھکانا نہیں کہنا چاہیے پھر فرمایا کہ رزق ٹھکانہ اور امن اللہ کے لئے ہے اور وہ اپنے بندوں کو اس سے محروم نہیں رکھتا۔





سورۃ الروم

نمبر ترتیب	۳۰
نمبر نزول	۸۴
کل آیات	۶۰
پارہ	۲۱
رکوع	۶
مدنی آیات	۱۷

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نفس مضمون

۱۔ ع : پہلے رکوع میں فرمایا کہ رومی جو مغلوب ہو گئے عنقریب غالب ہونگے اور اللہ کی باتیں سچی ہیں مگر اکثریت مرنے کے بعد کی زندگی سے منکر اور ذات باری تعالیٰ کے دیدار اور روز جنت کو تسلیم نہیں کرتی حالانکہ نظام کائنات اور تاریخ ہمیں یہ سبق سکھاتی ہے کہ اسی دنیا میں کیسی کیسی ہستیوں کے ساتھ کیا کیا مصیبتیں آئیں اور ان سے پہلے کتنی قوموں کا خاتمہ ہوا۔

۲۔ ع : اس میں بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب نے جمع ہونا ہے لہٰذا اپنے رب کو صبح شام سہ پہر اور ظہر میں یاد کرو وگرنہ اس کے لئے تمہارا مردے سے زندہ کرنا کوئی مشکل نہیں۔

۳۔ ع : اے لوگو اگر تم غور کرو تو تمہارے سامنے چھوٹی چھوٹی باتوں میں عقل و معرفت کی نشانیاں موجود ہیں تمہاری پیدائش تمہارا مختلف جگہوں میں ہونا رہنا سب میں نشانیاں ہیں غور کرنے والوں کے لئے بارش' دھوپ' فصلیں سب اسی کی یاد دلاتی ہیں۔

۴۔ ع : بڑا خوبصورت رکوع ہے فرمایا مثالیں دے کر کہ انسان کتنے مزے سے رہتا ہے اور اپنے غلام یا نوکر کو اپنی جائیداد میں شرکت کے دعویٰ کا سوچ بھی نہیں سکتا تو کیا اللہ جو انسان سے ہر لحاظ سے کتنا بلند اور مختلف ہے اپنے شریک رکھ سکتا ہے پھر بتایا کہ ہر شخص دین اسلام پر پیدا ہوتا ہے پیدا کیا جا سکتا ہے مگر اس کا ماحول اور تربیت اسے تبدیل کر دیتی ہے جیسے بڑے سے بڑا منکر مصیبت میں بے اختیار اسے ہی پکارتا ہے مطلب یہ ہوا کہ زبان سے جھٹلانے کے باوجود دل میں اسی کی طاقت چھائی ہے ایسے ہی خوشی میں بھول جاتا ہے اور غم میں ناامید ہو جاتا ہے تو ناامیدی کے اندر بھی یہی جذبہ ہوتا ہے کہ اسے یقین ہے کہ کوئی ایسی ہستی ہے جس نے اسے تکلیف دی ہے پھر سود لینے کی مذمت ہے اور زکوٰۃ دینے کی تعریف زکوٰۃ دینے والا اللہ کے نزدیک پسندیدہ ہے جب کہ سود لینے والا ناپسندیدہ ہے۔ اللہ ہی روزی رساں ہے کوئی اپنی مرضی سے اسے بڑھا یا گھٹا نہیں سکتا۔

۵۔ ع : اس رکوع میں اللہ نے کچھ اپنے طریق کار کا ذکر کیا ہے یعنی جب خشکی اور تری (زمین) پر انسان کی سرکشی بڑھ جاتی ہے۔ تو پھر اس کو تھوڑا سا مزہ اسی دنیا میں چکھایا جاتا ہے اور نیک کو نیکی کا بدلہ اور برے کو برائی کا بدلہ تو ضرور ملے گا اللہ پاک

لوگوں کے کھانے پینے کا نظام جاری رکھتا ہے مگر جہاں تک رسولوں کا تعلق ہے وہ آتے رہے ہیں پہلے انہوں نے سمجھایا مگر جب لوگ نہیں مانے تو ان پر عذاب لایا جاتا رہا۔
اب فصلوں کی ہریالی، زردی، موسم اور انسانوں کی خوشی اور ناامیدی کی مثالیں دی جارہی ہیں کہ ذرا سی تکلیف سے ناامید ہو جاتے ہیں پھر حضور ﷺ سے خطاب ہے کہ ایمان کی دولت وہی قبول کر سکتا ہے جو صحیح سوچ والا ہو اندھے بہرے اور گونگے تو نہ سن سکتے ہیں نہ دیکھ سکتے ہیں۔

۶۔ ع : بڑا اہم رکوع ہے اشارہ ہے کمزوری کے بعد اللہ تعالیٰ قوت دیتا ہے پھر قوت کے بعد کمزوری یہ انسان کی خود ظاہری طبعی صورت حال سے بھی مشابہہ ہے مگر یہاں احیائے دین کی ابتداء عروج اور پھر زوال کی طرف اشارہ ہے مگر امید رکھنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ زوال کے ساتھ ہی کمال کی منزل پر ڈال دے اور قیامت کو منکر صرف یہی سمجھیں گے کہ ایک پل یا دو پل رہے مگر یہ کہ نیک ٹھیک باتیں سمجھیں۔
خاص بات یہ ہے کہ منکر اب بھی تم پر یقین نہیں کرتے اور چاہتے ہیں کہ تمہیں بھی زیر کر لیں تو اس سلسلے میں آپ کو صبر سے کام لینا چاہیئے اور اللہ کے وعدے پر بھروسہ۔





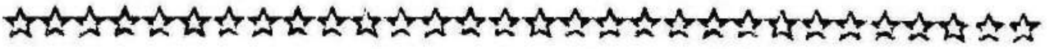
سُورۃ لقمان

نمبر ترتیب	۳۱
نمبر نزول	۵۷
کل آیات	۳۴
پارہ	۲۱
رکوع	۴
مدنی آیات	۲۷، ۲۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نفس مضمون

ا۔ ع : سبحان اللہ! اس سورت سے پہلے سورت الصفٰت کا نزول ہوا جس میں مجموعی مضامین کا سلسلہ نظر آتا ہے دوزخ کا کھانا اور اس کی تفصیل سے آگاہی حاصل ہوتی ہے مگر سورت لقمان کا آغاز ایسے شیطان کی ایذا رسانی سے ہوتا ہے جو انسان کے روپ میں نظر آتے ہیں اور جو حضور نبی اکرم ﷺ کو نئے نئے طریقوں سے ایذا دیتے ہیں پہلے مومن کے درجات کا ذکر ہے نماز' زکواۃ اور آخرت پر یقین کی نصیحت ہے۔ پھر انسان کے روپ میں شیطان نصر من حارث کے ہتھکنڈے اور اشکال کا ذکر ہے اللہ پاک اپنے رسول کے ساتھ کس کس طرح ہر گھڑی ہر ساعت اپنی مدد کے لئے موجود ہے اور لوگوں کو دین کا تمسخر اڑانے میں مددگار رہتا ہے اس کی اور اس جیسے لوگوں کی مذمت اور رسوائی کا ذکر ہے پھر مومنوں کے لئے بشارت ہے حقیقت یہ ہے کہ حضور ﷺ کے توسط سے ہر انسان کے لئے جو صراط مستقیم پر چلنا چاہتا ہے جن مصائب و آلام میں گرفتار ہے قدم قدم پر اس کی حوصلہ افزائی مدد اور محبت کا اظہار ہے اللہ پاک سمجھاتا ہے کہ کائنات تمہارے تصرف میں دے دی گئی ہے اور یہ تصرف اس لئے دیا گیا ہے کہ انسان اللہ کہ عظمت کا قائل ہو اور اس کی بندگی کا حق ادا کرے پھر کتنی خوبصورتی سے ایک نیک اور باعمل انسان لقمان کی مثال ہے۔ نہایت غور کا مقام ہے اللہ پاک لقمان کی معرفت پر اس شخص کے لئے پسندیدگی کا اظہار کرتے ہیں جو ان کا حق مانے لقمان کی جو نصیحت بیٹے کو ہے۔ وہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ خود بھی اس پر کاربند تھا کتنے افسوس کا مقام ہے ایسے قدر دان مالک کو چھوڑ کر ہم کہاں پھنسے ہوئے ہیں کہاں ڈوبے ہوئے ہیں حضرت لقمان نے فرمایا جو اللہ کی بندگی میں دوسروں کو شریک کرتا ہے وہ ظالم ہے بے انصاف ہے اللہ ہی مالک و مختار ہے فرمایا کہ ماں باپ پر احسان کرو ماں کی خدمت کرو مگر دونوں کی اطاعت اگر اللہ سے روکے تو اسے نہ مانو اسے کئی صحابہ کرام تھے جن کے والدین ایمان دیر سے لائے اس لئے انہیں سمجھایا گیا دوسری بات اللہ نے اپنے لطیف و خبیر ہونے کی بتائی ہے وہ پتھر کی تہہ میں' زمین کی تہہ میں ہر چیز سے باخبر ہے چیخنا چلانا گدھے کا کام ہے پھر سمجھایا نیکی کی تلقین اور بدی سے روکنا ہمت والوں کا کام ہے اللہ کا کڑا مضبوطی سے تھامو اسی میں بھلائی



ہے کیونکہ سب کچھ اسی کا ہے اس کے بعد ۲۷ نمبر مدنی آیت میں کیاخوبصورت فرمایا اگر سب جنگل کے درخت قلم بن جائیں سارے سمندر روشنائی اور پھر اس کے علاوہ سات سمندر اور ہوں تو بھی حکیم و عزیز اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں۔ ۲۸ نمبر آیت مدنی میں فرمایا "اللہ کے لئے ایک فرد واحد اور یا ساری کائنات کا پیدا کرنا اور پھر مار کر دوبارہ پیدا کرنا ایک جیسی چیز ہے" ۲۹ نمبر آیت مدنی میں فرمایا "کیا تم نہیں دیکھتے کہ رات دن میں داخل ہو جاتی ہے اور دن رات میں چاند اور سورج کام میں لگے ہوئے ہیں وقت مقررہ تک اللہ علیم و خبیر ہے پھر اس کے بعد مکی آیت میں اللہ پاک اپنی طاقت و ضرورت اور انسان کے ناقص افعال کا ذکر کرتا ہے انسان اسے مصیبت کی گھڑی میں تو پکارتا ہے امن ہوتے ہی تاویلات میں کھو جاتا ہے اور منکر ہمیشہ جھوٹا اور احسان فراموش ہوا کرتا ہے اس روز سے ڈرو کہ نا بیٹا باپ کے کام آئے گا اور نا باپ بیٹے کے۔

کتنی خوبصورت بات ہے اللہ کا وعدہ سچا ہے ماں کے پیٹ میں کیا ہے اور کل کیا ہوگا' کہاں مرے گا' یہ سب اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

حاصل مطالعہ

یہ سورت بڑی ہی قابل تفکر ہے اس کے لئے کئی رخ ہیں کتنے ہی انداز میں تشریح کی گئی ہوگی کچھ باتیں بے حد غور طلب ہیں اے اللہ تو ہمیں شرح صدر عطا کر تیری مدد اور تیرے اذن کے بغیر ناقص عقل انسانی کچھ نہیں کر سکتی۔



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم





سورۃ السجدہ

نمبر ترتیب	۳۲
نمبر نزول	۷۵
کل آیات	۳۰
پارہ	۲۱
رکوع	۳
مدنی آیات	۱۶، ۲۰



☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نفس مضمون

۱۔ ع: یہ سورت مبارکہ الم سے شروع ہوئی ہے انداز بیان وہی ہے کہ مفتریوں نے یہ حیلہ ڈھونڈا ہے کہ اس کتاب کو جھٹلائیں تو اس کتاب کو کوئی نہیں جھٹلا سکتا پھر انسان کو کس غلیظ چیز سے پیدا کیا یہ کائنات چھ دن میں تیار ہوئی ہے وہ ہر کام پورے غور و خوض سے کرتا ہے پھر انسانی اعمال اوپر نیچے ہیں ایک دن جو ہزار برس کے برابر ہیں انسان کو اپنی پیدائش پر غور کرنا چاہیئے اور شکر کرنا چاہیئے کہ کیا سے کیا بنا دیا جاتا ہے مگر انسان موت کے بعد کے سوا کہاں اس یقین سے فیض یاب ہوں گے حالانکہ دنیا میں انھیں اختیار ہے مگر اس آزادی کا ناجائز فائدہ اٹھارہے ہیں پھر خوبصورتی سے فرمایا" ہماری باتیں وہی جانتے ہیں" جن کی کروٹیں بستروں سے بے خبر ہیں اور اللہ کو خوف اور امید سے پکارتے ہیں اور دیا ہوا خرچ کرتے ہیں ہر شخص کا انعام اس سے پوشیدہ رکھا گیاہے مگر نشانیاں تو ہیں بھلا ایمان دار اور نافرماں برابر ہو سکتے ہیں اس لئے ظاہر ہے بدلے میں فرق ہوا ان کے لئے جنت میں مہمانی ہے اور ان کے لئے دوزخ کے شعلے منتظر ہیں ۱۹ سے ۲۰ تک مدنی آیات ہیں پھرلوٹ کے مکی سورت شروع ہے فرمایا کیسے عذاب سے پہلے دنیاوی عذاب بھی آتا ہے تاکہ سنبھلنے کا موقع مل جائے اور پھر گنہ گاروں کو عذاب بھی تو دیتا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی کتاب دی گئی اس لئے اس کے تردد کی ضرورت نہیں اور حضرت موسیٰ کے ساتھیوں میں سے بعض نے اس دین کی بڑی خدمت کی لیکن حجت بازوں کی حجتوں کی پرواہ نہ کر۔ آخر وہ ہمارے سامنے آئیں گے۔

حاصل مطالعہ

احقرہ۔ کمتر یہ کیا جانے!

پھر بھی بصد عجز یوں لگتا ہے گویا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اس سورت میں پھر اقرار ہے کہ اللہ کے ہاں کتنا اجر ہے اور پھر مکہ کے لوگوں کے لئے ذلت و خواری کی آمد کا بھی ذکر ہے کیونکہ وہ نہیں سنبھلتے پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے خوش خبری ہے کہ ان کے ساتھی ان کے کام کو آگے بڑھائیں گے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں نے کہا قارئین کرام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے یہ عرصہ بڑے شرائط و مصائب کا ہے۔





سورۃ الاحزاب

نمبر ترتیب	۳۳
نمبر نزول	۹۰
کل آیات	۷۳
پارہ	۲۱، ۲۲
رکوع	۹
مدنی آیات	۹



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نفس مضمون

۱۔ ع : اس رکوع کا آغاز حضور ﷺ سے خطاب کے ساتھ ہے مدنی سورتوں میں فلاحی معاشرے کی تشکیل و تدوین کے لئے اللہ تعالیٰ ہر طرح سے لوگوں کو اعلیٰ انسانی اقدار سے روشناس کراتے ہیں اور انکی بنائی باتوں کو اپنے اصل سے جھگڑا ڈالنے کے سبب رد کرتے ہیں اس سورت کے پہلے رکوع میں مندرجہ ذیل نکات ہیں۔

۱۔ حضور پاک ﷺ نہ منکروں کے دباؤ میں آئیں نہ منافقوں کے انہیں اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھنا چاہیے اور اسی کے احکام کی پیروی وجہ یہ ہے حضور ﷺ کاکام بتانا ہے ان پر ذمہ داری نہیں کہ سننے والا ایمان بھی لے آئے۔ یہ بندے اور اللہ کے درمیان معاملہ ہے وہی اس کی سزا یا جزا دے گا۔

۲۔ کوئی انسان اپنی تخلیقی صورت کو تبدیل نہیں کر سکتا کسی کے دو دل نہیں دھڑکتے اسی طرح دو ماؤں سے ایک بچہ نہیں ہوتا ماں کہنے سے کوئی عورت ماں نہیں بن جاتی یہ سب فضول باتیں ہیں انہیں نہ کرنا بہتر ہے ایسے ہی بیٹا کہنے سے بیٹا نہیں بن جاتا لے پالک کو ہر ایک کو اس کے حقیقی باپ کے نام سے پکارا جائے۔

۳۔ اصل وراثت نسبی تعلق سے بنتی ہے۔

۴۔ ایمان مکمل نہیں ہوتا جب تک کہ ہماری جان ہمیں حضور ﷺ کے مقابلے میں کم لگے حضور ﷺ ہمیں جان سے پیارے ہونا چاہیں۔

۵۔ حضور ﷺ کے گھرانے سے لگاؤ مومنوں کا خاصہ ہے اگرچہ حصہ نسب سے ملتا ہے مگر اپنی خوشی سا ایک دوسرے پر احسان کرنے میں گناہ نہیں۔

۶۔ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی سے اقرار لے رکھا ہے کہ وہ اللہ کے احکام سچ سچ لوگوں تک پہنچائے گا تاکہ کوئی شخص یوم جزا یہ نہ کہہ سکے کہ اس تک تو پیغام لانے والا پہنچا ہی نہیں۔

۲۔ ع : اس رکوع میں جنگ احزاب میں منافقین اور منکرین کا اندرون کھول کر بتا دیا گیا کہ کیسے خوف سے ان کی جان نکلتی ہے منافقت کی ساری چالیں ظاہر ہوئیں منافق لڑتا نہیں باتیں بناتا ہے اور مومن کا ایمان کمزور کرتا ہے بس ایسی ہی حرکتیں منافق کر رہے تھے حیلوں بہانوں سے میدان سے بھاگ کر ادھر ادھر پناہ لے رہے تھے حالانکہ اللہ تعالیٰ کے سوا کون ہے جو ہمیں زندہ رکھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حقیقت یہ ہے کہ منافقوں نے وقتی مصلحت کے تحت اسلام قبول کیا تھا اندر سے وہ پھر کسی منکر فوج کے ساتھ ملنے کے لئے بے قرار تھے۔

۳۔ ع: پہلے منافقین کی حالت کا نقشہ پورے محاکات کے ساتھ کھینچا گیا تو اس رکوع میں مومنین کی کیفیت بتائی کہ کیونکر انہوں نے اللہ کی باتیں سمجھیں اور اس آزمائش کو جو ان پر آنا تھی خندہ پیشانی سے سہا یہ لوگ فی الواقع سچے مومن نکلے ان کے لئے انعامات کی بارش ہوگی سو اللہ نے دشمنوں کو بھگا دیا۔ بدعہد یہودیوں بنی قریظہ کو سزا ملی۔ ان کی زمین اور قطعے ان مہاجرین کے تصرف میں آئے اور یوں اللہ نے وعدہ پورا کیا۔

۴۔ ع: یہ رکوع بڑا اہم ہے اس میں حضور ﷺ کی ازواج مطہرات کا یہ کہنا کہ انہیں بھی آسائش مہیا کی جائے کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ضابطہ حیات بنا دیا کہ آخرت کی آسائش اور دنیا کی آسائش میں جیسے دنیا عزیز ہو وہ حضور ﷺ سے ناتہ نہ رکھے۔ سو سب نے حضور ﷺ سے ناتہ رکھا اور دنیاوہ آسائش کو چھوڑ دیا پھر ان کی نفسیاتی اصلاح کی اور انہیں ان کے رتبے سے آگاہ کیا کہ وہ اپنی آرائش اپنی گفتگو اور اپنے عمل سے صحیح طور پر ازواج نبی کا نمونہ دکھائیں تو ان کے لئے دگنا ثواب ہے پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ چاہتا ہے کہ اس کے محبوب کا گھرانہ علم و نیکی میں نمونہ نظر آئے۔ اس رکوع میں بڑی غور طلب باتیں ہیں جو عورتوں کے لئے مشعل راہ ہیں کیونکہ دیکھا جائے تو حضور ﷺ سے نسبت ہی کیا کم خزانہ تھا۔

۵۔ ع: اس رکوع میں مزید اہمیت کی باتیں ہیں نیک مردوں اور نیک عورتوں کی تعریف بتانے کے بعد ان کے لئے اجر عظیم کی بشارت ہے حضرت زینب بنت امیمہ کا حضرت زید بن حارث سے نکاح اور پھر اس کے بعد حضور ﷺ سے اس کا نکاح کا ذکر اور اللہ کی رضا کا ذکر ہے۔ اللہ کا فرمان ہے کہ پالک بیٹا نہیں ہوتا اور اس کی مطلقہ سے نکاح جائز ہے یہاں ایک وضاحت ضروری ہے کہ حضور ﷺ کسی کے باپ نہیں یعنی یہ تعلق نسبی لحاظ سے ہے روحانی نسبت سے وہ رسول خدا ہیں ان کی امت ان کی روحانی ذریت کہلائی جاسکتی ہے وہ شفیع ہیں اور خاتم النبین ہیں یعنی نبوت پر مہر ہیں ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا لفظ محمد ﷺ دوبار آیا ہے آل عمران میں اور احزاب میں۔

۶۔ ع : اس رکوع میں حضور ﷺ کی ازواج مطہرات کی کیفیت آپ کے لئے اجازتیں اور آپ کے لئے پابندیوں کا ذکر ہے۔

بادی النظر میں یہ رکوعات انسان کے ذہن میں دنیاوی طریق سے مسائل پیدا کرتے ہیں مگر احقرہ کے نزدیک یہ رکوعات کچھ اور ہی تصویر دکھا رہے ہیں یہ حضور ﷺ کی بلند سیرت اپنے مالک کی مرضی اور رضا پر تسلیم کی کیفیت کی عجب شان پیدا کرتے ہیں جیسے مولا کہتے ہے اس کا محبوب بندہ وہی کچھ کرتا ہے اس کی اپنی مرضی کو کوئی دخل نہیں اسے جن جن امتحانات سے گزارتا ہے گزرتا ہے پہلے ایک مطلقہ سے شادی ہوئی طوفان کھڑے ہوئے حضور ﷺ بشر تھے مگر بندہ اللہ' اپنے رب سے ڈرتے تھے اللہ کا حکم سمجھتے تھے ایسے ہی وہ مومن جو آپ جانثار اور عاشق تھے آپ کے ساتھ ایسے معاملات پر اور زیادہ محبت اور شفقت کا اظہار کرتے تھے تو ان کے لئے اجر و فضل کی خوشخبری ہے اسی ضمن میں سارے مردوں کی شادی کے طریق وضح کر دیئے گئے سو احقرہ کے لئے یہ رکوعات حضور ﷺ کی سیرت پاک کی عظیم ترین تصویر دکھاتے ہیں۔ کیا ضبط نفس تھا! کیا حکم برداری تھی! اللہ تعالیٰ ہمیں حضور ﷺ کے سچے جانثاروں کے صف میں کھڑا ہونے کی توفیق بخشے۔ آمین!

۷۔ ع : اس رکوع میں دعوت میں جانے اور بیٹھنے کے آداب حضور ﷺ کی وساطت سے آئے ہیں فرمایا کہ حضور ﷺ کو تکلیف ہوتی ہے مگر وہ حیا کے باعث نہیں کہتے مگر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو آداب سکھانے میں نہیں شرماتا کھانا کھانے کے بعد صاحب خانہ کا آرام کو موقعہ دو پھر بتادیا کہ ازواج مطہرات کے احترام میں ان کو روحانی ماؤں کا درجہ دیا جائے حضور ﷺ کے بعد ان سے نکاح کا تصور گناہ عظیم ہے اور حضور ﷺ کے بارے اور شان کے بارے میں فرمایا کہ اللہ اور اس کے فرشتے حضور ﷺ پر رحمت اور سلام بھیجتے ہیں تم بھی بھیجو اللہ اور اس کے رسول کے بارے میں برا سوچنے والوں پر اللہ کی لعنت ہوگی اور الزام لگانے والے تو خاص طور پر بھاری گناہ کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔

۸۔ ع : اس میں ازواج مطہرات اور مسلمان عورتوں کو کہا گیا ہے کہ وہ چادریں لے لیں اور فتنے سے محفوظ ہیں اگر پھر بھی ذلیل انہیں تنگ کریں تو اللہ تعالیٰ پھر رسول ﷺ کی مدد سے ان کا قلع قمع کرے گا۔

یہاں اللہ تعالیٰ کا کلام کمال طرفداری سے عورتوں کی توقیر اور عظمت کا احساس دلاتا ہے





یوں لگتاہے اللہ پاک عورت کی عزت و تقدیس نہ کرنے والوں کو بدترین سزا دینے کا ڈر سنا رہا ہے اور فرماتا ہے جس قوم نے عورت کی عزت نہ کی اسے پہلے بھی بڑی بڑی سزائیں مل چکی ہیں اور پھر ان خبیثوں کی حالت بتائی گئی جنھوں نے اپنے سرداروں کے کہنے میں آکر عورتوں کی تذلیل کی ان پر جب عذاب ہوگا تو وہ چیخیں گے اور کہیں گے کہ یہ سب کچھ انہوں نے اپنے آقاؤں کے کہنے پر کیا اب ان آقاؤں پر بھی دوگنا عذاب کیا جائے۔

در حقیقت منافقین کی ہر حالت اللہ پاک کھول کر بیان کرتے ہیں۔

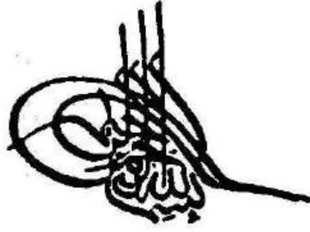
۹۔ ع : اس رکوع میں اللہ پاک پھر اپنے پیارے رسول ﷺ کے ماننے والوں اوراللہ کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے والوں کو تنبیہہ کرتے ہیں کہ وہ اپنے عقائد میں خلل نہ ڈالیں بدگمانی کی ذلت میں نہ پڑیں جیسے قوم بنی اسرائیل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کردار اور اخلاق سے واقف ہوتے ہوئے بھی بدگمان ہو گئی تھی اللہ نے انہیں سب کے سامنے آبرو مند بنا دیا تھا اسی سے مفسرین نے قارون کے زمین میں دھنسنے کی تعبیرلی ہے پھر فرمایا ہمیشہ سچی بات کہو خیالی اور سنی سنائی بات کو تشہیر نہ کرو جو بھی اللہ اور اس کے رسول کے راستے پر چل پڑا وہ بڑا کامیاب رہا اس کے بعد ۷۲ نمبر آیت میں اللہ نے اس امانت کاذکر کیاہے جو نادان بے ترس انسان نے اٹھالی احقرہ کو محسوس ہوتا ہے یہاں اللہ تعالیٰ کا حکم انداز تکلم ایسا ہے جسے ہم اللہ پاک کی کرم نوازی کہہ لیں وگرنہ اس کا ہرکام حکمت سے خالی نہیں بھلا انسان کی ہستی ہی کیا ہے؟ لیکن اللہ پاک کو اپنی ہر تخلیق ساری مخلوقات سے پیاری ہے اسے یہ امانت اپنی پیاری ترین مخلوق کو ہی سونپنا تھی پھر کتنی دلربائی ہے کتنے پیار سے کتنے قربان جانے والے انداز میں کہاکہ نادان نے اٹھالی ایمان کی امانت ایسے شخص کے لئے جس کے پاس نفس جیسا شر بھی موجود ہو اٹھالینا انتہائی کٹھن کام ہے اس بوجھ کو پوری طرح اٹھانا اور حق ادا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی توفیق اور حضور ﷺ کی نظرکرم چاہیئے فرمایا ہم نے زمینوں' آسمانوں' پہاڑوں کو اس امانت کا امین بننے کو کہا مگروہ ڈر گئے یہاں امانت' اس کے محبوب' حضور ﷺ تو نہیں! جنہیں نور خدا کہتے ہیں یہ نور دوسری چیزوں میں کیسے آسکتا ہے انسان ہی اس نور سے فیض یاب ہو سکتاہے سو اس نور کو لے کر جس نے منافقت کی اس کی قدر نہ کی اسے عذاب دیا جائے اور جس نے اس نور کی



حفاظت کی اس کے صحیح امین ثابت ہوئے اس کو مانے خواہ عورت ہو یا مرد تو انہیں اس خدمت گزاری کا صلہ دے اور معاف کرے۔ واللہ اعلم







سُوْرَةُ سَبَإٍ

نمبر ترتیب	٣٤
نمبر نزول	٥٨
کل آیات	٥٤
پارہ	٢٢
رکوع	٦
مدنی آیات	٦



دِل میں اترتے حرف

نفس مضمون

١۔ ع : اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ پر ایمان لانے کے لئے اس کی نشانیاں کافی ہیں وہ باریک سے باریک اور چھوٹی بڑی سب چیزوں کی نقل و حمل سے آگاہ ہے ہر عمل لکھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ہوا ہے اس سورت سے پہلے سورت المبارکہ لقمان کا نزول ہوا جس سے محسوس ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کے گرد اہل اقتدار نے کس طرح تکلیف کے پہاڑ کھڑے کر رکھے تھے۔ انہوں نے عامہ الناس کو ورغلانے کے لئے سامان اکٹھا کئے تھے سختی ترغیب ٹھٹھا اور ایذا رسانی اپنے عروج پر تھی ایسے میں اللہ پاک کا لب و لہجہ اسی انداز میں کفار اور ظالموں کے لئے سخت اور مومنین کے لئے بشارت لئے ہوئے ہے فرمایا یہ لوگ تجھے کہتے ہیں کہ اللہ نہ کبھی مارے گا نہ زندہ کرے گا بلکہ تو نے اللہ کے بارے میں جھوٹ باندھ لیا ہے یہ سب باتیں وہی کرتے ہیں جنہیں آخرت پر یقین نہیں ہے اصل بات آخرت پر یقین ہے اسی سے اہل اللہ ہونے کی شہادت ملتی ہے اس چابی سے اللہ کے شہر میں داخل ہونے والا دروازہ کھلتا ہے مگر یہ چابی صرف ان لوگوں کے ہاتھ آتی ہے جو منیب ہوں جو رجوع کرے۔

۲۔ ع : اللہ پاک نے پہلے رکوع میں منیب کا ذکر کیا پھر حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو دی گئی نعمتوں کا ذکر کیا پھر ان کا خود اپنے ہاتھوں ٹکڑے ٹکڑے ہونا بیان ہوا پھر بتایا کہ شیطان کیسے کامیاب رہتا ہے مگر تھوڑے لوگ اس کے چنگل میں نہیں آتے پھر بتایا شیطان میں طاقت نہیں۔ انسان خود کمزور ہو کر اس کے حوالے ہو جاتا ہے۔

۳۔ ع : اس رکوع میں کفار سے خطاب ہے ۳ رکوع سے ۶ رکوع تک جو مضامین بیان ہوئے ہیں ان میں نصائح ہیں اور بتایا گیا ہے کہ ہم کتنی بڑی گمراہی میں مبتلا ہیں۔

حاصل مطالعہ

ہائے کیا مقام افسوس ہے اس مختصر سی زندگی میں غورو خوض کا وقت نہیں نکالتے حضور ﷺ کے حالات' ادبی کیفیات اتنے بڑے کام کے سلسلے میں بظاہر وسیلوں کا نہ ہونا اور پھر اللہ کی راہ پر چلنے والوں کے لئے آزمائش تکلیف ایک ایسے قافلہ کا تصور کیجئے جس میں مجاہدین کا دستہ تیار ہو رہا ہے جو اپنے قائد کی قیادت میں دنیا پر چھا جانے والے ہیں ان سے نیابت کا کام لینے کے لئے ان کے دلوں سے نخوت خود غرضی' لالچ' حرص' بدکاری' عیاری' خود سری جیسی بیماریاں دور کی جا رہی ہیں۔ اے مسلمانو! اس روشن کتاب کے ہر ہر پہلو پر غور کرو' کرو' کرو پھر دیکھو کیونکہ ہماری کمزوریاں دور کرتی ہے۔

بڑی بڑی خوشحال سلطنتیں کیسے صفحہ ہستی سے نابود ہو گئیں باقی رہا بس نام اللہ!



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سُورۃ فاطِر

نمبر ترتیب	۳۵
نمبر نزول	۴۳
کل آیات	۴۵
پارہ	۲۲
رکوع	۵







بسم اللہ الرحمٰن الرحیم



نفس مضمون

۱۔ ع : اللہ کے لئے سب خوبی ہے جس نے دو' دو' تین' تین اور چار چار بلکہ جتنے چاہے پروں والے فرشتے بنائے وہی ہے جو انسان کو کشائش دے یا تنگی کوئی اس کے مقابل نہیں آسکتا شیطان تمہارا صریحا" دشمن ہے اس کے بہکانے کے زبردست طریقے وہ اللہ کا نام سے بھی دغا دے ڈالتا ہے یاد رکھو اللہ کے ہاں منکروں کے لئے شدید عذاب ہے اور ایمان والوں کے لئے اجر کبیر۔

۲۔ ع : اللہ تعالیٰ کی حکمت اور مشیت کو سمجھنے کے لئے بڑے تدبر کی ضرورت ہے۔ جب انسان برائی کو بھلائی سمجھنے لگتا ہے اور اپنے خیالات پر اڑ جاتا ہے تو یہ اس کا یا اس کے شیطان کا کمال نہیں۔ انسان ہو یا شیطان اللہ کے مقابل میں پر کاہ سے بھی کم حیثیت رکھتے ہیں وہ از خود انہیں برائی میں بھلائی کی جھلک دکھاتا ہے اس کی وجہ کئی بار آچکی ہے اس لئے برائی پر اصرار کرنے والوں کا معاملہ اللہ کے سپرد کر دیجئے اور ان کے رسول ﷺ کو ان کے سنبھلنے کا غم کھانے کی ضرورت نہیں موت کے بعد زندگی لازمی ہے مثال آپ کے سامنے ہے مردہ زمین سے کیسے ہریالی پھوٹتی ہے پھر عزت تو عزت والے اللہ کے واسطے ہے اس کے سامنے طیب کلمات اور نیک اعمال پیش ہوتے ہیں اور منکروں کیلئے سخت عذاب اور خسارے کی نوید ہے اللہ نے انسان کو پانی کی بوند اور مٹی سے بنایا ہے۔ اس کی عمر کی مقدار متعین ہے سب کچھ لکھا ہوا ہے اور اللہ کے لئے انسان' سمندر' سورج' چاند اور کائنات کی ہر شے اپنے اپنے مقررہ اندازے میں عمل کررہی ہے کیا ان کو دیکھ کر یقین نہیں آتا۔ ایسی شان والے مالک کے مقابل ان کو رکھنا جو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں کتنی حماقت ہے۔ قیامت کو وہ تم سے بے خبر ہونگے بے شک اللہ علیم و خبیر کا کوئی ساجھی نہیں۔

۳۔ ع : اللہ تعالیٰ غنی اور حمید ہے۔ انسان اس کے آگے حقیر ہے۔ محتاج ہے۔ وہ چاہے تو پوری نسل تباہ کرکے نئی نسل لے آئے۔ پھر مرنے کے بعد سب اپنے اپنے بوجھ اٹھائے نظر آئیں گے۔ کوئی کسی کی مدد نہ کرے گا۔ اللہ پاک تمہیں بتا رہا ہے۔ اور سمجھا جارہا ہے۔ اور جو سمجھ جائیں گے۔ ان کا اپنا ہی فائدہ ہے۔ جسے اندھا اور دیکھنے والا اندھیرا اور اجالا سایہ اور لو یا مردے اور جیتے برابر نہیں۔ اسی لئے زندہ لوگوں



کو نصیحت فائدہ دیتی ہے۔ قبروں میں پڑے لوگوں کو نصیحت کیا فائدہ دے گی اس لیے تجھے ان زندہ لوگوں کو ڈرانے اور وقت سے فائدہ اٹھانے کے لئے سمجھانے کے لئے بھیجا ہے۔ اسی طرح دور میں ڈرانے والے آئے اور انہیں جھٹلایا گیا لہٰذا کیسا انجام پایا۔

۴۔ ع : اللہ کی دی ہوئی بے شمار نعمتوں پر غور کرو کہ وہ کس قدر زبردست حکمت والا ہے۔ جو لوگ اس کی طرح کی مخلوق اور مختلف انواع کے چرند پرند اور اجسام دیکھتے ہیں اور یقین کی دولت پاکر نماز ادا کرتے ہیں اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں وہ ایسی تجارت کرتے ہیں جو کبھی خسارہ نہیں دیتی ہماری کتاب پہلی آسمانی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے والے لوگ تین طرح کے ہیں ایک جنہیں علم دیا مگر انہوں نے عمل نہ کرکے خود پر ظلم کیا دوسرے جو کرتے ہیں اور ادھر ادھر بھٹک بھی جاتے ہیں اور ایک وہ جو کوئی نیکی نہیں چھوڑتے یہی وہ لوگ ہیں جن پر فضل کبیر ہے اوریاد رکھو ہر نیکی کی توفیق وہی دیتا ہے مرنے کے بعد کافر اور مومن کو ان تمام وعدوں کا علم ہو گا جنہیں بتایا گیا مومن کے لئے راحتیں اور کار کے عذاب سب دیکھیں گے اور پھر وہاں پچھتاوے اور موقعہ مانگنے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

۵۔ ع : اللہ نے دنیا میں انسان کو اپنا خلیفہ بنایا اور ناداں انسان اس منصب سے خود ہی گر کر اللہ اور اپنے درمیان دوری پیدا کرلیتا ہے وہ بتوں کو شفیع بنا لیتا ہے وہ بت جن کا زمین آسمان کسی چیز میں دخل نہیں جو اپنی حمایت میں منہ بھی نہیں ہلا سکتے ان بتوں نے نہیں بلکہ انسان کے نفس پر قابض شیطانوں نے انہیں ایسا سوچنے دیا یہ سوچ محض فریب ہے اور دھوکا تحقیق اللہ تھامتا ہے آسمان اور زمین کو کہ ٹل نہ جائیں جب وہ انہیں درہم برہم کرے تب کوئی تھام نہ سکے گا یہ لوگ خود قسمیں کھاتے تھے اور کہتے تھے کہ جس طرح دوسری قوموں نے اپنے رسولوں کو تنگ کیا اگر ہمارے درمیان رسول آئیں تو ہم ہرگز انکار نہ کریں اور اس کے بتائے ہوئے رااستے پر چلیں گے مگر دیکھو رسول کے آنے پر کیسے پھر گئے مگر نہیں جانتے کہ اللہ پاک کے اصول نہیں بدلتے وہ ظالموں اور وعدہ خلافوں کو نہیں چھوڑتا وہ خود تجارت اور دیگر امور کے لئے دنیا کے دوسرے حصوں میں جاتے ہیں وہ دیکھ لیں کہ کیسی کیسی زور آور قوم کا نام و نشان مٹ گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کو تھکن یا روکنے میں کوئی مائل نہیں وہ آج بھی اگر چاہے تو زمین پر کوئی شخص ایسا چلتا پھرتا نہ چھوڑے جو اس کی شان اور طاقت سے انکار کرے مگر اس نے ایک اندازہ اور اصول وضع کیا ہے وہ ڈھیل دیتا ہے مقررہ وعدے

تک یہ وعدہ توبہ کے ساتھ ہے مگر جب توبہ کی میعاد گزر جاتی ہے تو پھر اللہ کو دنیا کے کسی کونے میں بھی اس شخص کو ڈھونڈ کر عذاب دینے میں دشواری نہیں آتی۔

حاصل مطالعہ

اس سے پہلے سورت فرقان کا نزول ہوا اور اس سے پہلے یس ہی میں فیصلہ کن انداز کی گونج محسوس ہوتی ہے اللہ پاک کی قہاری اور جباری شان اپنا عکس ڈالتی ہے اور انتباہ کی سی کیفیت ہے فرقان مبارکہ میں ظالم اور نیک دونوں کی پہچان کرائی گئی۔

اور سورت فاطر مبارکہ میں جن باتوں کی طرف اشارہ ہے ان کا ماحصل یہ محسوس ہوتا ہے۔

۱۔ شیطان کبھی دوست نہیں ہو سکتا مگر شیطان بھی اسی وقت حملہ آور ہوتا ہے جب اسے اجازت ہو یہ اجازت اس وقت ملتی ہے جب انسان اپنی خود مختاری کو غلط راستے کے لئے استعمال کرتا ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ انسان ہو یا کائنات کی کوئی اور شے سب کا محافظ رازق اور مالک ہے اس کے ساتھ مقابلے کی کسی کو جرات نہیں ہے۔

۳۔ ہر قسم کی نصیحت سے فائدہ اٹھانے کا وقت اسی زندگی میں ہے مرنے کے ساتھ ہی اعمال کی سکت چھین لی جائے گی۔

۴۔ اللہ تعالیٰ تین طرح کے لوگ چنتا ہے ایک بے عمل' عالم' دوسرے عمل میں کبھی عمل میں کوتاہی اور کبھی پوری تن دہی دکھاتے ہیں تیسرے جو نیکی پر لپکنے والے ہیں وہ علم کے ساتھ عمل کو تھام لیتے ہیں یہی آگے ہیں اپنے سابقوں میں۔

۵۔ اللہ انسان کی غلطی پر فوراً" گردن نہیں پکڑتا اس نے جو وعدہ یا اندازہ مقرر کیا ہے اس سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کی اجازت دیتا ہے جیسے کوئی ظالم پہلے اپنے سارے جواز ظلم پیش کرتا ہے اور جب باز نہ آنے کی آخری حد پھلانگتا ہے تو پھر اپنے مقررہ انجام کی وجہ سے کیفر کردار کو پہنچتا ہے دعا کرنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ ہمارا ساتھ اپنے نیک بندوں کے ساتھ کرے۔ آمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ یٰسٓ

نمبر ترتیب	۳۶
نمبر نزول	۴۱
کل آیات	۸۳
پارہ	۲۲، ۲۳
رکوع	
مدنی آیات	۴۵



بسم اللہ الرحمن الرحیم۔



نفس مضمون

ا۔ ع : اس سورت سے قبل ہم نے سورت جن کا نزول ہوا جس کی آخری آیات میں بتایا گیا ہے کہ حضور ﷺ جو کچھ کہتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے اس لئے کہ اللہ پاک اپنے کلام کی حفاظت کے لئے رسولوں کا انتخاب کرتا ہے۔ پھر چوکیدار مقرر ہیں جو کسی اپنی طرف سے کہی گئی بات کو کہنے ہی نہیں دیتے سو اس کے بعد اس سورت مبارکہ کی ابتداء میں حضور ﷺ سے خطاب ہے۔ اور فرمایا کہ یہ کتاب حکیم ہے۔ اور اسے کسی خاص مصلحت کے لئے اتارا گیا ہے۔ اس کے ابتدائی حصے میں جو مضمون ملتا ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ انسان جب شیطان کے راستے کو پکڑ لیتا ہے تو پھر ہدایت کے راستے اللہ تعالیٰ خود ان کے اوپر بند کردیتا ہے ایسی حالت میں کوئی اچھی بات ان پر اثر انداز نہیں ہوتی اس کے برخلاف بن دیکھے اللہ کی راہ پر آنا چاہتے ہیں اور اس پر ایمان لے آتے ہیں ان کا اجر عظیم ہے اس کے ایک گاؤں کی مثال ہے جن کے لوگوں نے اللہ کا پیغام سنانے والوں کو جھٹلایا اور جن میں ایک شخص نے اللہ کی وحدانیت کا اقرار کیا تو اسے فوراً" جنت دکھا دی گئی اس کے بعد اللہ پاک نے ایک خوف ناک آواز سے پوری بستی کو بجھا دیا۔ اس مثال کے بعد اللہ کا فرمان ہے کہ اللہ کا عذاب فوجوں سے نہیں آیا کرتا بلکہ وہ اگر چاہے تو ایک گرج ہی انسان کو فنا کر دیتی ہے۔

اس کے بعد انسان کو تنبیہہ کے لئے سورج' چاند' رات دن مردہ زمین کا زندہ ہونا' سمندروں میں کشتیوں کا صحیح سلامت رہنا مثالیں ہیں اور بتایا ہے کہ مرنے کے بعد یا مرنے سے پہلے صور کی چنگھاڑ جب مار ڈالے گی تو پھر دوسری آواز سے مردے اٹھ جائیں گے۔ اور حیران ہونگے کہ ہم کیسے اٹھ کھڑے ہوئے پھر مثال دی کہ انسان اپنے اوپر کس لئے ناز کرتا ہے اگر ہم چاہیں تو اسے اندھا کردیں محتاج کردیں بڑھاپے کے عذاب میں مبتلا کردیں کیا وہ خود کو ان عذابوں سے بچا سکتا ہے پھر نیک لوگوں کی زندگی ہے اور ان کے رب کی طرف سے سلامتی کی پکار پھر آخری حصے میں آتا ہے کہ جو اللہ سبز درخت سے آگ نکالتا ہے اس کے لئے کسی تخلیق کے وقت کوئی تردد نہیں کرنا پڑتا۔ وہ صرف "ہوجا" کہتا ہے اور وہ ہو جاتی ہے اس کی وجہ یہ ہے وہ مالک ارض وسما ہے اس کے ہاتھ میں ہرچیز ہے وہ جو چاہے کرنے پر قادر ہے۔



حاصل مطالعہ

سورت یس کا نزول کے اعتبار سے ۴۱ نمبر ہے ظاہر ہے اس وقت حضور ﷺ کی تبلیغ کافی مصائب و آلام کی آزمائش لئے ہوئے تھی۔ وہ لوگوں کو اللہ کی طرف بلانے اور خالص اسی کو مالک و مختار بتانے کے لئے بڑے بڑے خطرات مول لیتے تھے۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال تھی تاہم وہ عبد تھے۔ ان پر جو کٹھن کام تھا اس کی نوعیت دیکھتے ہوئے اللہ پاک کا یہ فیصلہ کن انداز اس سورت میں ظاہر ہوا اس سے پہلے انہیں ہر طرح کی مثالیں دے دے کر سمجھایا گیا بڑے بڑے ڈر بتلائے گئے مگر یوں لگتا ہے جیسے انسان بڑا ہی ناشکرا ہے جلد باز ہے اور خسارہ سفید ہے تبھی بتا دیا کہ اللہ پاک خود ایسے لوگوں کے آگے سیدھے راستے کی بجائے دوسرے راستے کی کشش دیتا ہے مگر پہلے ضرور اختیار دیتا ہے میرے لئے یہ بات ہمیشہ تجسس کا باعث رہی کہ اس سورت کو قرآن پاک کا دل کیوں کہا جاتا ہے وجہ یہ سمجھنے میں آئی ہے کہ اس میں فیصلہ کن بات ہے قرآن پاک کے ہر پہلو کو بڑی ندرت سے اس سورت میں سمو دیا گیا ہے۔ اس کی مثالیں ہر عہد کی مثالیں ہیں۔ اور چند باتیں جو نہایت اہم لگتی ہیں۔ وہ یہ ہیں۔

۱۔ اللہ پر بن دیکھے ایمان اللہ کے ہاں کتنا مقبول ہے۔
۲۔ اللہ کے ساتھ کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔
۳۔ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو سچا اور اعلیٰ ترین رسول بنا کر بھیجا اور جو سیدھے راستے پر تھے۔
۴۔ کائنات کی اشیاء پر غور و تدبیر کی دعوت
۵۔ اللہ تعالیٰ کا ہر لحظہ' ہر لمحہ اور ہر جگہ موجود ہونا۔
۶۔ اللہ تعالیٰ کا انسان کا از خود اس کی اطاعت کی جانب مائل ہونا اور اس کی پسندیدگی کا باعث ہونا۔

بار الٰہی اپنے مقرب نبی اور ہمارے جان سے پیارے رسول مقبول حضرت محمد ﷺ کے طفیل ہم جیسے گنہ گاروں کو بخش دے۔ آمین





سُورۃ الصّٰٓفات

نمبر ترتیب	۳۷
نمبر نزول	۵۶
کل آیات	۱۸۲
پارہ	۲۳
رکوع	۵





بسم اللہ الرحمن الرحیم۔



اس سورت کے آغاز میں قسیمہ انداز میں بتاتا ہے کہ قیامت کے روز کیا ہوگا۔ پھر منکرین اور جنتیوں کی گفتگو کا پورا پورا نقشہ ملتا ہے۔ زقوم کی تفصیل ہے۔ اور محنت کی تلقین ہے۔ محنت کے بغیر پھل کا ملنا مشکل ہے۔ پھر بقیہ رکوعات میں اللہ پاک نے مختلف انبیاء کرام کا ذکر کر کے ان کو بری قوموں سے نجات دینے کے واقعات بتائے ہیں۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا واقعہ اسی میں ہے۔







سورۃ ص

نمبر ترتیب	۳۸
نمبر نزول	۳۸
کل آیات	۸۸
پارہ	۲۳
رکوع	۵

دلمیں اترتے حرف



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس سورت مبارکہ کا زمانہ اس سورت میں موجود اشارے کے باعث وہ ہے جب حضور ﷺ کے چچا ابی طالب بیمار تھے اور متفکر تھے کہ ان کی وفات کے بعد قریش مکہ اور سربر آوردہ لوگ نہ جانے کیسے معاندانہ طریقے اختیار کریں چنانچہ حضور ﷺ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

نے فرمایا کہ میں ان سے صرف ایک کلمہ چاہتا ہوں سردار اٹھے ہوئے خوش تھے کہ چلو ایک عقیدہ اس کا بھی شامل کر لیتے ہیں مگر جب حضور ﷺ نے فرمایا کہ میرا کلمہ ہے لا الہ الا للہ تو اس میں سارے عقائد ملیا میٹ ہو گئے جس پر وہ نفرت سے پھنکارتے ہوئے واپس چلے گئے اور کہتے گئے کہ نعوذباللہ یہ کوئی چال معلوم ہوتی ہے۔ ورنہ اس طرح کا عقیدہ تو پچھلے دین یعنی نصرانیت میں بھی نہیں ہے۔ ظاہر ہے ان ناکام مذاکرات کے بعد حضور ﷺ کے قلب مبارک کی جو حالت تھی وہ ایک طرف اپنے محسن چچا کا ساتھ چھوٹنے' دوسرے لوگوں کے تنفر اور تمسخر کی وجہ ازحد آزمائش اور صبر کے مراحل سے گزر رہے تھے۔ چنانچہ اللہ تبارک تعالیٰ نے اس طویل سورت مبارکہ میں حضور ﷺ کے سامنے سابقہ انبیاء کرام کے واقعات اور انعامات کی باتیں بڑے دلنشین انداز میں کیں سورت کی ابتداء میں فرمایا کہ قرآن پاک کے ذریعے جس حقیقت کو ماننے کی نصیحت کی گئی ہے اس سے انکار کرنے والے دراصل مغرور اور مقابلہ پر آنے والے لوگ ہیں۔ اور اللہ کے لئے غرور کا توڑنا کبھی مشکل نہیں رہا ان کا حشر بھی نظر آرہا ہے۔ اور ان سے پہلے لوگ جس حشر سے دوچار ہوئے وہ بھی آپ کو بتایا جا چکا ہے۔ پھر اسی صورت میں بڑے بڑے انبیاء کے بارے میں بتایا گیا ہے۔ جن میں حضرت داؤد علیہ السلام کی عبادت گاہ میں جھگڑے کا فیصلہ حضرت سلیمانؑ کا گھوڑوں کو اپنے ہاتھوں سے کاٹنا' ادھورا بچہ ہونے کا واقعہ' حضرت ایوب کے مصائب اور قسم پوری کرنا' یہ سارے واقعات سناتے ہوئے جو اشارہ پنہاں ہے۔ وہ یہ ہے کہ جو دشمن رضائے الٰہی کی خاطر مصائب برداشت کرتا ہے اس کے لئے انعامات کی دولت اور اللہ کی محبت کہیں اس سے بڑھ کر ہے۔ کیونکہ سب پیغمبر کیسے مدارج پر فائق ہوئے اور حضور ﷺ کے لئے ان سختیوں کی شدت جتنی زیادہ ہو گی سمجھئے کہ عنایات اس سے کہیں تیز رفتاری سے آرہی ہیں۔ گویا آپ کو تسلی اور تشفی فرمائی گئی۔ مگر قربان جایئے ذات باری پر کہ حضور ﷺ کے ساتھ حضور ﷺ کے سچے جانثاروں کو بھی خوشخبری ہے کہ ان کے ساتھ جنت میں کیا معاملہ ہو گا۔ اور ان پر ہنسنے والوں کا کیا عالم ہو گا۔ پھر آخر میں ایک اور اشارہ ہے کہ شیطان نے اللہ سے وعدہ لے رکھا ہے کہ چونکہ اس پر انسان کو ترجیح دی گئی ہے اس لئے وہ انسان کو قیامت تک بھٹکائے گا اور اللہ نے اسے ایسا کرنے کا حق دے دیا ہے۔ مگر شیطان جو انسان کا دشمن ہے ایسے شخص کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا جو پورے خلوص سے اللہ کی عبادت کرے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَةُ الزُّمَر

نمبر ترتیب	۳۹
نمبر نزول	۵۹
کل آیات	۷۵
پارہ	۲۳
رکوع	۸
مدنی آیات	۵۲، ۵۴



بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

۱۔ ع : عام نصیحت کا مضمون ہے کہ خالص اللہ کی بندگی کرو اس کا کوئی شریک نہیں اگر حق مانو گے تو تمہارا ہی بھلا ہے اگرچہ اللہ تعالیٰ نے بخشش اپنے ہاتھ میں رکھی ہے۔ مگر نافرمان اور عبادت گزار کبھی ایک جیسے نہیں ہو سکتے۔ اگر اللہ تعالیٰ انصاف کرے گا تو کیسے اس فرق کو بھولے گا۔

۲۔ ع : مضمون جاری ہے فرمایا شیطان کے فریب سے بچ کر جو حق کی جانب آیا وہی کامیاب ہے کتنی خوبصورتی سے فرمایا کہ اصل دولت شرح صدر ہے اور اصل بدصورتی دل کی سختی ہے اللہ تعالیٰ مختلف انداز میں سمجھاتا ہے آہ! کیسے مومنوں کی تصویر کھینچی "ڈرنے والوں کی کھال پر بال کھڑے ہو جاتے ہیں۔ پھر نرم ہوتی ہیں ان کی کھالیں اور دل اللہ کی یاد سے" اللہ ہی ہدایت دیتا ہے۔

۳۔ ع: اللہ نے قرآن میں واضح راستے بتادیئے۔ اب جسے عقل ہے وہ غور کرے دیکھو بہت سوں کی غلامی سے ایک کی غلامی بہتر نہیں۔

۴۔ ع : اللہ تعالیٰ مستقبل میں بندے کی گفتگو کے حوالے دیتے ہوئے فرماتا ہے کہ اس دن ان باتوں پر جھگڑو گے اللہ نے بار بار شرک سے دور رہنے کے لئے کہا ہے فرمایا کیا اللہ بندے کے لئے کافی نہیں۔ اسی پر بھروسہ رکھتے ہیں بھروسہ رکھنے والے۔

۵۔ ع : اللہ پاک برابر توحید پر زور دے رہے ہیں مشرک کو صرف ایک اللہ کے ذکر سے دکھ ہوتا ہے تنہا اللہ کی ملکیت سے اسے انقباض ہوتا ہے ہاں جب اس کے ساتھ اور بھی شریک عبادت کئے جائیں تو کھل اٹھتا ہے۔ اس میں بڑی نشانی ہے کیا نشانی ہے! مشرک کو یہ دنیا ہی سب کچھ نظر آتی ہے۔ وہ ان شریکوں سے دنیا کی چیزیں مانگتا ہے۔ اللہ کا تصور اسے آخرت کی طرف لاتا ہے جس سے وہ بھاگتا ہے حالانکہ ظالم جانتا نہیں کہ اللہ حی و قیوم ہے۔ وہ ہر لحظہ ہمارے پاس ہے۔ اور قیامت کو بھی وہی ہوگا۔ بڑے ہی بے وقوف ہیں کیوں نہیں جانتے کہ رازق وہی ہے کوئی اس میں ردوبدل نہیں کر سکتا۔

۵۲ نمبر آیت مدنی ہے اس میں فرمایا گیا "کیا نہیں جانتے اللہ کشادگی دیتا ہے جسے چاہے اور تنگی دیتا ہے جسے چاہے البتہ اس میں پتے ہیں جو مانتے ہیں آس نہ توڑو زیادتی کی ہے تو توبہ کرو اور رجوع کرو اپنے رب کی طرف اس سے پہلے کہ آئے تم پر عذاب پھر





کوئی تمہاری مدد کو نہ آئے گا۔

۶۔ع: بتایا گیا قیامت کے روز تین باتیں کریں گے۔ کہیں گے "کاش میں دنیا میں تمسخر نہ اڑاتا" کاش میں ہدایت والا ہوتا! اب کاش مجھے دوبارہ بھیجا ہوتا! یہی تین باتیں ہو نگیں۔

۷۔ع: انتہائی قابل غور نقشہ کھینچا ہے قیامت کے روز یہ دنیا اللہ کی مٹھی میں ہوگی آسمان داہنے ہاتھ میں لپیٹے ہونگے۔ پھر صور پھونکا جائے گا۔ اور سب کا فیصلہ ہوگا۔

۸۔ ع: پھر گروہ بنیں گے ہر گروہ اپنے ٹھکانے پر پہنچے گا اور فرشتے جو عرش کے گرد اس کی پاکی بیان کر رہے ہیں۔



سورۃ المؤمن

نمبر ترتیب	۴۰
نمبر نزول	۶۰
کل آیات	۸۵
پارہ	۲۴
رکوع	۹
مدنی آیات	۵۶، ۵۷



بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

نفس مضمون:۔

۱۔ع: سبحان اللہ! انتہائی قابل غور تمہید ہے فرمایا تیرے شہر کے لوگوں کا جور و عداوت جو وہ تجھ سے روا رکھتے ہیں تجھے یہ گمان ہوا کہ یہ لوگ اپنے گناہوں میں مشغول ہونے کے باوجود کیوں کر ٹھاٹھ سے چلتے پھرتے ہیں تو سمجھ لے کہ اس میں ایک خاص مصلحت ہے۔ اللہ پاک بگڑتے اور اپنے اوپر ظلم کرنے کے لئے کافی وقت دیتا ہے۔ اور جب حد قریب آتی ہے تو پھر اس کی پکڑ ایسے لوگوں کے نام و نشان مٹا دیا کرتی ہے پھر کتنی خوبصورتی سے فرمایا کہ تیرے ایماندار ساتھیوں کے لئے خوشخبری ہے کہ ان کے لئے ملائکہ ہروقت اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتے رہتے ہیں کہ اللہ پاک تو ان لوگوں کو ان کے نیک والدین' بیویوں اور بچوں سمیت اس جنت میں داخل کرنا جس کا وعدہ تو نے ان سے کیا ہے اور ان کو برائیوں سے بچانا کیونکہ تو خود برائی سے بچائے اس سے بڑی مراد اور کوئی نہیں قرآن پاک شفا ہے تسکین ہے اللہ سے ہم کلامی کا ذریعہ ہے اے غافلو' اے نادانو' تمہیں کیا ہوگیا ہے کیونکہ حی و قیوم سے بھاگتے پھرتے ہو آؤ تو سہی' بیٹھو تو سہی اپنے رب کی باتیں تو سنو۔

۲۔ ع: پھر منکروں کا ذکر ہے منکروں سے فرشتے کہیں گے کہ جب تمہیں کفر چھوڑنے کو کہا جاتا تھا تو تم بیزار ہوتے تھے اس وقت تمہاری بے زاری پر اللہ پاک تم سے زیادہ بے زاری کا اظہار فرماتا تھا اور اب تم اپنے سابقہ انجام کو دیکھ کر اپنے سابقہ فیصلوں پر بے زاری ظاہر کہہ رہے ہو تو اللہ پاک اب اس سے بے زاری کرنے پر تمہیں نہیں بچائے گا۔ تیسری بار زندگی نہیں ملے گی۔ یہ دنیا ہی صرف دارالعمل ہے۔ اس کے گزر جانے کے بعد پھر عمل کے لئے کوئی نہیں آئے گا۔ اللہ اکیلا ہے اس کے ساتھ ہرگز شریک نہ ٹھہراؤ مگر ہم کہاں باز آتے ہیں۔ حالانکہ کسی کی سفارش کام نہ آئے گی سوائے اس کی جس کی سفارش کا اذن وہ خود دے۔

۳۔ ع: جن لوگوں نے اللہ کے احکام سے منہ موڑا ان کا کیا انجام ہوا تاریخ کے صفحات ان سے پر ہیں پھر وہ لوگ تو زیادہ طاقتور تھے جب فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزے دیکھے تو ڈینگیں ماریں کہ مجھے اسے قتل کر ڈالنے دو۔ مگر سردار کہنے لگے کہ اس قوم کے بیٹے مار ڈالو عورتوں پر قبضہ کرلو پھر یہ باز رہے گا حضرت موسیٰ علیہ



السلام نے کہا میں نے اللہ کی پناہ لے رکھی ہے اور اللہ سے بڑھ کر کیا مدد ہوگی۔ اس مدد کے مقابلے میں سرکش اور مغرور فرعون کیا کرلے گا۔

۴۔ ع : ایک مومن جس نے اپنا ایمان چھپا رکھا تھا کہا کیا کرتے ہو! اگر وہ جھوٹا ہے تو خود تباہ ہوگا۔ اگر سچا ہے تو اللہ کی باتیں سچ ہونگیں قوت پر غرور نہ کرو اللہ کی بھیجی آفت کا مقابلہ نہ کرسکو گے۔ فرعون انہیں کہنے لگا میں بھی تو وہی کہتا ہوں جو مجھے بھلا لگتا ہے اس پر وہ مومن بولا کہ اللہ سے ڈرو کہیں ہم بھی تباہ ہونے والی قوموں کی طرح نہ ہوں اللہ جسے چاہے بھٹکادے اسے کوئی راستہ نہیں دیتا۔ پھر حضرت یوسف علیہ السلام بھی تم نے ان کے سمجھانے کے بعد بھی عمل نہ کیا اور سمجھتے رہے کہ وہ وفات پا گئے اور تم غالب آگئے تو پھر اللہ کی حاکیت نہ رہے گی۔ بے وقوفو!اللہ کی حکمیت قائم ہے۔ ہاں جو اللہ کے احکامات کا تمسخر اڑاتے ہیں ان کے دلوں پر مہر لگ جاتی ہے فرعون نے طنزیہ کہا "ھامان! میرے لئے اونچا محل بنا شاید میں موسیٰؑ کے رب کو آسمانوں کے راستوں میں جاکر دیکھ آؤں غرض فرعون کی سرکشی قابل گردن زنی ہو گئی۔ وہ اس لئے کہ اسے بہکنے میں کمال ہوگیا۔

۵۔ ع : فرعون کے ٹھٹھوں کے سامنے اس مومن نے کہا دیکھو میں تمہیں نیکی کے راستہ پر بلاتا ہوں اور اصل ٹھکانے کا پتہ دیتا ہوں جہاں اس دنیا میں کی گئی محنت کا پھل ملے گا اور اے میری قوم میں پاگل نہیں ہوں مجھے آگ کا خوف ہے جو کفر والوں کا انجام ہے تمہیں زبردست اور معاف کرنے اللہ کی جانب بلاتا ہوں لیکن تم مجھے چند روزہ دنیا کی رونق کی طرف کھینچتے ہو جو ختم ہو جائے گی اور اگر تمہیں میری باتوں میں مزہ نہیں آرہا پھر کیا ہوا وہی فرعون جو بڑے منصوبے بنا رہا تھا خود ہی منصوبوں کی زد میں آگیا اور اب وہ اور اسکی قوم صبح شام دوزخ کی آگ کا منظر دیکھتی ہے اور عذاب کے خوف سے عذاب سے زیادہ عذاب میں غرق ہے۔

۵۶، ۵۷ آیات مدنی ہیں اس رکوع میں ذکر ہے حیلے بہانے کرنے والوں کو جو ہمیشہ حق کو منع کرتے ہیں ایسی صورت میں کنارا کشی اختیار کرو اور اپنے اللہ کی پاکی بولتے رہو جو لوگ جھگڑتے ہیں اللہ کی باتوں پر وہ مغرور ہوتے ہیں خود پر۔ لیکن ان اکڑے ہوئے لوگوں کے مقابلہ میں اللہ کی پناہ مانگو۔ تو معاملہ حق میں ہوجاتا ہے قیامت آنی ہے اور اکڑنے والے حقیقت میں داخل ہوں گے دوزخ میں۔



۶۔ ع : اللہ کی حقانیت پر غور کا درس ہے اسی نے ہر چیز بنائی۔ جس کا انکار تم سے ممکن نہیں تو اسی اللہ کی خالص عبادت کرو جس نے تمہاری صورت کائنات کی ہر شے خوبصورت بنائی۔

۷۔ ع : ذرا اپنی پیدائش کے مدارج پر غور کرو کیا اس سلسلے کو دیکھ کر بھی شقی انسان کا دل نہیں ہلتا۔

۸۔ ع : ہم دیکھتے ہیں کہ پوری سورت مسئلہ توحید پر غور کرنے کی دعوت دے رہی ہے۔ دوزخ کے عذاب سے ڈرا رہی ہے۔ اس کی دو وجوہات نظر آتی ہیں ایک تو حضور ﷺ کا ہجرت کے لئے مکہ سے اپنے جذباتی رشتوں کو منقطع کرنے کی طرف قدم بڑھانا ان ظالموں پر اتمام حجت کا تمام ہونا فرمایا سب کو معلوم ہو جائیگا۔ سب کو معلوم ہو جائیگا۔

۹۔ ع : پھر اسی بات کا اعادہ ہے کہ مکہ کے سربردہ لوگو۔ غور کرو ورنہ یہ موقع ہاتھ سے نکل جائے گا۔ پھر کیا کرو گے۔ کیونکہ عذاب دیکھ کر ایمان لانا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ اللہ تعالیٰ توبہ اسی جہان میں قبول فرماتا ہے۔

حاصل مطالعہ۔

مکی سورتوں میں ان لوگوں کا انکار عروج پر نظر آرہا ہے۔ جو اکیلے اللہ پر باقی سب بتوں کو قربان کرنے کے لئے تیار نہیں۔ ادھر اللہ تعالیٰ کے ہاں پس پردہ تبدیلی کی چاپ سنائی دے رہی ہے۔



سُورۃ حٰمٓ السَّجدۃ

نمبر ترتیب	۴۱
نمبر نزول	۶۱
کل آیات	۵۴
پارہ	۲۴
رکوع	۶

دِل میں اترتے حرف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم○

سورۃ الزمر، مومن اور حٰمٓ ترتیب اور نزول کے اعتبار سے ساتھ ساتھ ہیں۔ حٰم سے آغاز سورت مومن سے شروع ہے جو رحم ہے۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم۔



نفس مضمون:۔

ا۔ع : حضور ﷺ سے تخاطب کے بعد فرمایا قرآن پاک عربی میں اترا ہے جسے سمجھنا مشکل نہیں۔ پھر اس کی ایک ایک آیت جدا جدا ہے یعنی ہر جملے کو پڑھنا آسان کردیا۔ لیکن (افسوس) قوم کی سختی انتہاء کو چھو رہی ہے۔ کہتے ہیں ہمارے دل غلاف میں ہیں۔ ہم پر اثر نہیں ہوتا' ہمارے کانوں پر پردہ ہے' ہم تیری بات نہیں سنتے سو تو اپنا کام کر' ہم اپنا کام کرتے ہیں' اس پر اللہ نے کہا" تم کہو میں بھی تو تمہاری طرح بنا ہوا ہوں میرا دل اور کان تو اپنے ہیں آؤ معافی مانگو! ضد نہ کرو' زکواۃ دو' شرک کرنے والوں کے لئے افسوس ہے۔ مگر ایمان والوں کے لئے بے شمار اجر ہے (یہاں مٹھی بھر مومنین کے لئے تسلی ہے)

۲۔ ع : اس رکوع میں باری تعالیٰ نے زمین و آسمان کی پیدائش اور ان کے ملاپ سے پیدا ہونے والی برکلت کا ذکر کیا ہے۔ پھر چھ دن میں زمین آسمان کامکمل ہونا اور اس کا(آسمان کا) سات ٹکڑوں میں تقسیم کرنا پھر کہناکہ دیکھو پہلے بھی عاد اور ثمود نے حق کو ٹھکرایا تو ان کا کیا انجام ہوا ساتھ ہی مومنوں کے لئے خوش خبری ہے کہ انہیں گزند نہیں پہنچے گی۔ یوں محسوس ہوتا ہے اللہ پاک آہستہ آہستہ اپنے ارادوں سے پردہ اٹھا رہا ہے انسان کو آگاہی دیتا ہے اسے غور کرنے کی دعوت دیتا ہے انجام سے ڈراتا ہے جو سمجھ جائے اسے فائدہ ہے جونہ سمجھے اس کے لئے عذاب کے سوا کیا ہے۔

۳۔ ع : اس رکوع میں منکرین کے روز انجام کی کیفیت ہے کہ وہاں صبر اور خوشامد بھی بے معنی ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نہ صبر دیکھے گا نہ خوشامد ان کے ہاتھ پاؤں' چہرہ' آنکھیں سب گواہ ہونگیں وہ لوگ دنیا کی زندگی پر بری طرح ریجھے ہوتے ہیں اور دنیا ان کے لئے خوبصورت بنا دی جاتی ہے۔

۴۔ ع : اس رکوع میں بتایا کہ منکرین کے ساتھی شیاطین بنا دیے جاتے ہیں۔ جو ان کے لئے یہ دنیا ہی راحت و آسائش کی جگہ بنا دیتے ہیں۔ لیکن پھر اس کا بدلہ قیامت کے عذاب کی شکل میں ملے گا تو چلائیں گے اور کہیں گے کاش ہمارے بہکانے والے



ملیں تو ہم انہیں اپنے قدموں تلے روندڈالیں اور ذلیل کریں پھر اسی رکوع بڑی خوبصورت بات ہے کہ جو لوگ کہیں رب ہمارا ہے اور اس کی لاج نبھائیں تو سمجھو فرشتے ان کی ہم اکلابی میں رہتے ہیں انہیں اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی جنت کی فضاؤں میں رکھتے ہیں کیونکہ وہ مہربان اللہ کے مہمان ہیں۔ پھر فرمایا کہ درگزر اور عفو سے کام لینے والے بڑے درجوں کے مالک ہیں۔

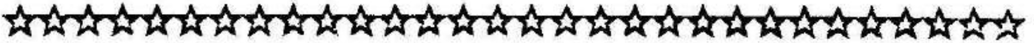
پھر اگر دشمن بہت ہی شیطان ہو تو اللہ کی پناہ میں آنا چاہیئے دن رات' سورج' چاند' اللہ کی مخلوق ہیں ان کو سجدہ نہ کرو سجدہ صرف اللہ کے لئے ہے پھر جو لوگ نہ مانیں تو اللہ کو کیا پرواہ اس کے کروڑوں انسان اور فرشتے لمحہ بھر بھی سجدے سے نہیں تھکتے پھر اعادہ کیا کہ دوزخی اور جنتی دونوں برابر نہ ہونگے۔

۵۔ع: حضور ﷺ کے لئے تسلی ہے کہ قوموں کے انکار کی رسم پرانی ہے وہ کم ہی اللہ کی طرف آتے ہیں ان کی تاویلیں قابل غور نہیں یہ کبھی قائل نہ ہوں گے خیر ان کی حالت یہ ہے کہ قرآن جیسی کتاب ان کے لیے شجر ممنوعہ بن گئی۔

۶۔ ع: اس رکوع میں انسانوں کی سختی' تنگ دلی' کمینگی اور خود غرضی کے اشارے ہیں فرمایا یہی لوگ ہیں کہ مصیبت پڑتی ہے تو اللہ اللہ کہتے نہیں تھکتے لمبی لمبی دعائیں مانگتے ہیں۔ مگر آرام میں بھول کر بھی اللہ یاد نہیں آتا۔ ساری خوشیاں اپنی پیدا کردہ جانتے ہیں۔ کتنے ظالم لوگ ہیں! کیا وہ ان ظالموں کے بھیدوں سے واقف نہیں اصل بات یہ ہے کہ انہیں اللہ سے ملاقات کا یقین ہی نہیں۔

حاصل مطالعہ

غور کیجئے کس کس طرح نبی پاک ﷺ کو بتایا جارہا ہے کہ اس قوم میں اصلاح کی بجائے سختی آرہی ہے لیکن اللہ ان کے ساتھ ہے۔







سُورۃ الشُّوریٰ

نمبر ترتیب	۴۲
نمبر نزول	۶۲
کل آیات	۵۳
پارہ	۲۵
رکوع	۵
مدنی آیات	۲۴، ۲۵، ۲۷

دامیر ابزتے حرف



بسم اللہ الرحمن الرحیم

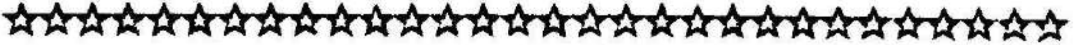


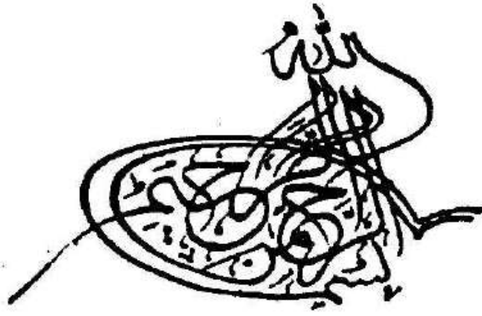
نفس مضمون:۔

۱۔ع: اللہ ہی مالک ارض و سماء ہے سب اسی کے محتاج ہیں فرشتے انسانوں کے لئے دعا کرتے ہیں۔ جو غفور الرحیم سنتا ہے اور مشرکین سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں اللہ تعالیٰ ایک گروہ دوزخ میں اور ایک گروہ بہشت میں لے جائے گا۔

دوسرے رکوع میں بھی اللہ کی واحدانیت کا ذکر ہے۔ اور دین میں تفرقے ڈالنے والوں سے کہا کہ فیصلہ اللہ کے ہاتھ ہے۔ اللہ ہی چاہے تو سب کچھ کر سکتا ہے۔

تین سے پانچ رکوع تک جو مضامین بیان ہوا ہے ان میں بھی ان انسانوں کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ جو اپنی باتوں کو بڑائی قرار دیتے ہیں۔





سُورۃ الزُّخرُف

نمبر ترتیب	۴۳
نمبر نزول	۶۳
کل آیات	۸۹
پارہ	۲۵
رکوع	۷
مدنی آیات	۵۱



بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

نفس مضمون:۔



ا تا ۳۔ ع: ان رکوعات میں اللہ پاک اسی مضمون پر زور دیتے ہیں کہ کافروں کی دلیلیں بودی ہیں۔ اعتراضات بے معنی ہیں آباو اجداد پر ناز ہے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام تو دین حنیف پر تھے مگر یہ لوگ تو متاع دنیا پر ریجھے ہیں حالانکہ اس دنیا کی دولت اللہ کی نگاہ میں کوئی وقعت نہیں رکھتی۔ اللہ کے ہاں تقویٰ سب سے بڑی دولت ہے۔

۴۔ ع: اس رکوع میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو رحمان کی عبادت سے منحرف ہوتا ہے تو پھر شیطان اس کا ساتھی ہو جاتا ہے جس کی مصیبت میں اسے اپنا کام صالح نظر آتا ہے۔ مگر جب پکڑا جاتا ہے تو پچھتاتا ہے مگر پھر فائدہ نہیں۔ قابل غور باتیں یہ ہیں فرمایا اگر ہم تجھ کو یہاں سے لے جائیں تو ہم نے وہ باتیں دکھانا ہیں جن کا تجھ سے وعدہ ہے۔ اور جو ہمارے بس میں ہیں یعنی(ہجرت) اس لئے تو اللہ کے احکامات کی تبلیغ کرتا رہ اور پچھلے رسولوں کے حالات بھی سامنے رکھ

۵۔ ع: فرعون اور اس کی قوم کی غرقابی کی وجوہات ہیں کہ کیسے فرعون نے خود کو برتر کیا اور قوم بھی ساتھ ہی مغرور ہو گئی۔ اس میں مدنی آیت میں اس بات کا ذکر ہے کہ جس میں کہا گیا کہ رسول نے سونے کے کنگن کیوں نہ پہنے اور کیوں نہ فرشتے پرے باندھ کر مدد کے لئے اترے۔

اس کے بعد کے رکوعات میں نصرانیوں کے پیدا کردہ سوالات کے جوابات دیئے گئے ہیں۔





سورۃ الدخان

نمبر ترتیب	۴۴
نمبر نزول	۶۴
کل آیات	۵۹
پارہ	۲۵
رکوع	۳

دِل میں اترنے والے حرف

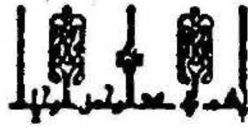


بسم اللہ الرحمن الرحیم



نفس مضمون:۔

اس سورت مبارکہ کی ابتداء میں بتایا گیا کہ اسے مبارک رات میں اتارا گیا اور اللہ کے احکام اسی رات اترتے ہیں پھر آسمان کی جانب اشارہ ہے کہ قیامت سے پہلے دھواں ہو جائے گا یا اہل مکہ پر قحط کا عذاب لانے کا ذکر ہے جن کو ابن مسعودؓ کی روایت کے مطابق بتایا گیا ہے کہ اہل مکہ جب قحط کی بے قراری میں مبتلا ہوئے اور آہ وزاری پر اس تکلیف سے حضور ﷺ کی دعا سے معاف کے لئے گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ حضور پاک کی تسلی کے لئے قوم فرعون کا بنی اسرائیل کے تعاقب میں نکلنا اور غرق ہونا پڑتا ہے۔ اور ان کے باغات اور چشمے دوسری قوم کی ملکیت بن جاتے ہیں۔ پھر کتنی خوبصورت آیت ہے فرمایا۔ کہ ان کی اس ذلت پر کسی کو ترس نہ آیا نہ ان پر آسمان رویا نہ زمین پھر مکہ والوں کے لئے تبع' قوم کی مثال رکھی جو منکر رہے اور ان پر عذاب آیا۔ اسی طرح ہر ظالم قوم کو اپنے اعمال کا حساب دینا پڑتا ہے۔ آخری رکوع میں جنتی لوگوں کے لئے بشارت ہے جو سب سے بڑی ہے۔



سُورَةُ الجَاثِيَة

نمبر ترتیب	۴۵
نمبر نزول	۶۵
کل آیات	۳۷
پارہ	۲۵
رکوع	۴
مدنی آیات	۱۴

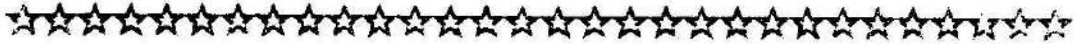


بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

نفس مضمون:۔



اس سورت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کے احکامات کی نوعیت وہی ہے کہ اسی کی عبادت کی جائے۔ یقین کے ساتھ یہودیوں کی مانند نہ ہوا جائے انہوں نے ہدایت کے بعد بہت سے فرقے بنالئے اب ہر فرقے کا جدا جدا حساب ہوگا حضور سے تخاطب ہے کہ وہ کسی سے مرعوب نہ ہوں اللہ ہی کی حاکیت ہے پھر ۱۴ نمبر مدنی آیت میں فرمایا "کہہ دے ایمان والوں کو کہ درگزر کریں ان سے جو امید نہیں رکھتے اللہ کے دنوں کی۔ تاکہ سزا دے ایک قوم کو بدلہ اس کا جو کماتے تھے۔ پھر حضور ﷺ سے فرمایا آپ سچے راستے پر لوگوں کو بلاتے رہے اس کے بعد منکرین قیامت کے لئے قیامت کا منظر ہے کہ ہر فرقہ گھٹنوں کے بل ہوگا۔ اعمال نامے فیصلے کے بارے میں کافی ہونگے۔ پھر جسے وہ ٹھٹھا کرتے تھے۔ ویسا ہی سلوک ان کے ساتھ کیا جائیگا۔ جسے وہ بھولے ہوئے ہیں ویسے رب بھولا ہوا ہوگا۔ اگر انہوں نے مالک کے پاس جانا ہے اور ساری کبریائی تو اسی کے پاس ہے۔





بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

سُورۃ الاَحقاف

نمبر ترتیب	۴۶
نمبر نزول	۶۶
کل آیات	۳۵
پارہ	۲۶
رکوع	۴
مدنی آیات	۱۰، ۱۵، ۳۵

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

نفس مضمون:۔

اس سے پہلے کی سورت میں منکرین کو سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے اور اس سورت میں بھی منکرین مکہ کی اور کوشش کی گئی ہے انہیں بار بار دوسرے معبودوں کے فکر سے نکالنے کے لئے کہا جاتا ہے۔ مثالیں دی جارہی ہیں۔ قیامت کا تصور پیش کیا جارہا ہے دوزخ کی بھڑکتی ہوئی آگ اور شعلوں کا تصور کرایا جارہا ہے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ ان پر اثر نہیں ہوتا۔ وہ اقتدار کے نشے اور گمراہی میں مست ہیں پھر احقاف میں آباد قوم عاد کی سرکشی اور تباہی کی داستان سنائی گئی جنہوں نے اپنے کانوں' آنکھوں اور دلوں کا صحیح استعمال نہ کیا۔ پھر سورت کے آخر میں جنوں کی جماعت کا ذکر ہے جنہیں انسان اپنا معبود بنائے بیٹھے تھے۔ جن آپ کا کلام سن کر ایمان لے آئے اور سچے رب سے ڈر گئے۔ فرمایا تم نے اپنی محبت پوری کرلی ہے اب رہا ان پر کوئی عذاب سو وہ اپنے وقت پر آئے گا خواہ قیامت کو آئے یا دنیا میں آپ اولوالعزم انبیاء کی مانند ثابت قدم رہیے اس سورت میں مدنی آیت بھی ہیں جن میں نمبر۱۵ کا مفہوم یہ ہے کہ انسان کو ہم نے بھلائی کا حکم دیا اپنے ماں باپ کی جبکہ ماں حمل کی تکلیف سے گزرتی ہے اور تیس ماہ دودھ پلاتی ہے سو وہ شخص خوش نصیب ہے جو چالیس برس کا ہو تو کہنے لگا میرے والدین اور میں تیرے احسان نہیں اتار سکتے اور چاہتا ہوں کہ تو میری اولاد بھی نیک کر کہا جاتا ہے کہ یہ اچھی دعا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب ہے مدنی آیت ۲۵ نمبر کا مفہوم یہ ہے اکھاڑ پھینکے ہر چیز کو رب اپنے حکم سے پھر کل کورہ گئے کورے سوائے اپنے گھروں کے کچھ نہ تھا یوں سزا ملتی ہے گنہ گاروں کو۔

حاصل مطالعہ:۔

اس سورت مبارکہ میں حضور ﷺ کو اپنی تبلیغ میں ثابت قدم رہنے کا حکم دینے کے ساتھ کچھ خوش نصیبوں کا ذکر ہے کہ جن کے نصیب میں نہ صرف خود مومن ہونا لکھا ہوتا ہے بلکہ ان کے والدین بھی صالح مومن اور پرہیزگار ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ جب اپنے رب کا انعام دیکھتے ہیں تو دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تو ہماری اولاد کو بھی ایمان کی دولت عطا کر۔



سورۃ محمدؐ

نمبر ترتیب	۴۷
نمبر نزول	۹۵
کل آیات	۳۸
پارہ	۲۶
رکوع	۴



بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

نفس مضمون:۔



۱۔ع : اس سورت مبارکہ کے نزول سے پہلے سورت المبارکہ الحدید کا نزول ہوا جس میں کفار منکرین اور مومن سب کو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کی ترغیب دی گئی تھی اور ہر طرح کے نفع نقصان کے بارے میں بتا دیا گیا تھا۔ اس سورت کے پہلے رکوع میں اب فیصلہ ہے کہ جن کے دلوں نے حضور ﷺ پر اترا ہوا کلام سچ جانا انہی کے کام سنواریں گے اور وہی مراد پائیں گے اللہ تعالیٰ خود بھی کفار سے بدلہ لے سکتا ہے مگر بندوں کی آزمائش کے لئے ان کی مدد طلب کرتا ہے سو دیکھتے ہیں کہ کون اپنے اعمال اور اقوال میں سچا ہے یہیں سے اعمال کی سچائی پرکھی جائیگی وگرنہ اللہ تعالیٰ نے ماضی میں فوجوں سے نہیں لڑایا تھا۔ اور طریقوں سے نافرمانوں کو ہلاک کیا تھا احقرہ کے ذہن میں یہ نکتہ آیا ہے کہ اس امت مسلمہ کا دین حق اور حتمی ہے کیونکہ اسی دین میں انسانوں نے اپنے دین کو سربلند کیا نبی کریمؐ کو فتح یاب کیا یہی سب سے بڑی مراد ہے۔

۲۔ ع : مومنوں کے لئے نعمتوں کی تفصیل ہے یعنی مصفاپانی' دودھ' شہد' شراب طہورہ کی نہریں' ہر طرح کے میوے اور اس کے برعکس دوزخیوں کے لئے کھولتا ہوا پانی۔ پھر منافقین کے جملے دہرائے گئے جو استہزا کرتے تھے فرمایا ان کے دلوں پر مہر ہو چکی ہے اور کہا قیامت تو اب قریب ہے قیامت سے پہلے حضور ﷺ کا آنا ہی قیامت کی دلیل ہے لیکن اب بھی منکر ہیں تو موت کے نزدیک تو توبہ قبول نہ ہوگی۔ اس لئے زندگی ہی میں توبہ استغفار کر لو۔ حضور ﷺ سے فرمایا آپ اپنے ایماندار امتیوں کے لئے مغفرت کی دعا کریں کیونکہ آخر واپس تو اپنے گھر ہی آنا ہے۔

۳۔ ع : پھر اسی مضمون کا اعادہ ہے کہ پہلے ایسی محکم سورت مانگتے تھے جس میں جہاد کا حکم ہو اب آیت اتری ہے تو آنکھیں پتھرا گئی ہیں بھئی اب باہر نکلو جہاد کرو موت سے ڈرنا کیا اور بزدل' کاہل اور لڑائی سے بھاگنے والے حکومت کے قابل بھی نہیں ہوتے اگر انہیں بادشاہ بنا دیا جائے تو سب کچھ تباہ کر کے رکھ دیں پھر ایسے ظالم ہیں کہ حضور ﷺ سامنے باتیں سنتے ہیں اور باہر آکر تمسخر اڑاتے ہیں سو اللہ نے ان کے قلوب پر مہر کر دی ہے یہ نہیں جانتے اعلیٰ موت کو چھوڑ کر عام موت کے وقت فرشتے ان سے کیسا سلوک کریں گے۔





۴۔ ع : فرمایا منافق کو تو حضور ﷺ چہروں سے پہچان چکے ہیں اب کلام سے بھی ان کو پہچان لیں گے۔ جہاد ہی مومن اور کافر کی پہچان ہے اور منافق کا جہاں جہاد سے انکار ثابت کرتا ہے کہ وہ منافق ہے وہاں مومن کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا اجر ہے اگر کم ہمتی نہ کی تو فتح ہوگی بزدلوں کی مدد نہیں کی جاتی اس لئے اللہ کی راہ میں بے دریغ خرچ کرنے والے اور جہاد میں حصہ لینے والے ہی اصل نعمتوں کے وارث ہیں۔
۳۸ نمبر آیت بہت اہم ہے پیش گوئی ہے کہ اگر آپ لوگوں نے آگے بڑھ کر دین کو مستحکم نہ کیا تو اللہ ایسی قوم پیدا کردے گا جو اللہ کی آواز ہر شہر اور ہر گاؤں میں پھیلائیں گے۔

حاصل مطالعہ

جہاد کی فضیلت بیان کی گئی ہے اللہ تعالیٰ مومنین کی قیادت کرنے والوں کو صحیح سوچ اور صحیح فیصلہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ الفتح

نمبر ترتیب	۴۸
نمبر نزول	۱۱۱
کل آیات	۲۹
پارہ	۲۶
رکوع	۴

دل میں اترتے حرف

نفس مضمون:۔

ا۔ع: یہ سورت صلح حدیبیہ کے بعد نازل ہوئی اس رکوع میں حضور ﷺ اور ان

کے ان ساتھیوں کی شان میں کچھ باتیں ہیں جو ساتھ تھے اور منافقین کا پردہ چاک کیا ہے جو آئے ہی نہیں تھے حضور ﷺ کو خطاب کر کے ان کے حوالے سے ان کے ساتھیوں کے گناہ بخشے جانے کی نوید ہے حضور ﷺ تو مقرب اور بعید از خطا ہیں اللہ ہی مومنوں کے دلوں پر تسکین اتارتا ہے اور جو اس کے بارے میں برا گمان کرے یا اس کے رسول کے بارے میں بدظنی نہیں کرے تو وہ عذاب سے نہیں بچ سکتا جن لوگوں نے بیعت کی تھی وہ سب اللہ کے ہاتھوں پر بیعت کرتے تھے سو جو اس بیعت پر قائم رہیں گے ان کے لئے بڑے بڑے اجر ہیں۔

۲۔ ع: اس رکوع میں حضور علیہ الصلوات والسلام کو منافقین کے ساتھ سلوک کا طریق کار بتایا گیا کہ اب وہ فتح خیبر کے موقع پر چلنے کو تیار ہونگے تو انہیں کہیے کہ آئندہ جنگ میں تمہیں لے جائیں گے اور اگر تم نے پھر انکار کیا تو اللہ کی طرف سے سخت عذاب دیا جائے گا البتہ مریض لنگڑے اور اندھے کے لئے پر فرض نہیں۔

۳۔ ع: اس رکوع میں اللہ تعالیٰ کے فضل وعنایات کا ذکر ہے کہ کس طرح انہیں غنیمتیں ملیں اور مکہ کی صلح کے فوائد گنوائے یعنی اگر اس وقت اللہ لڑائی کی اجازت دیتا تو بے حد نقصان ہوتا یعنی وہ مظلوم مارے جاتے جو مکہ میں چھپ کر اسلام لائے۔

۴۔ ع: اس رکوع میں تسلی ہے کہ آئندہ سال ضرور حج کرو گے اور پوری طرح کرو گے پھر اس کے بعد ایک اور بہت بڑی فتح ہے اور مومنوں کے اوصاف بیان ہوئے ہیں بقول اقبال قہاری و جباری و قدوسی و جبروت اللہ کے آگے مومن نرم دل اور عاجز ہوتے ہیں۔ اور اللہ کی عبادت کے طفیل ان کے چہرے چمکنے لگتے ہیں پھر ان کی خوبیوں کی مثالیں انجیل اور توریت میں بھی ہیں وہ زمین سے نکلتے والے ایک کمزور پودے کی طرح تناور اور مضبوط پیڑ بن جاتے ہیں اور ان کی طاقت سے مشرک اور منکر جلتے ہیں اللہ تعالیٰ یقین لانے والوں کو اجر عظیم عطا کرتا ہے۔

حاصل مطالعہ

یہ سورت مبارکہ اہل نظر کے نزدیک انتہائی اہمیت کی حاصل ہے حضور ﷺ سے بیعت گویا اللہ سے بیعت ہے مومن کی صفات پر غور کریں تو جس میں یہ صفات پیدا ہو جائیں اس کی معراج کا کیا کہنا

اللہ ہمیں ان صفات کا حامل بنائے۔ آمین ثم آمین





سُورَۃُ الحُجُرٰت

نمبر ترتیب	۴۹
نمبر نزول	۱۰۶
کل آیات	۱۸
پارہ	۲۶
رکوع	۲



بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۔ ع : اس رکوع میں حضور نبی کریم ﷺ کے توسط سے آداب معاشرت سکھائے گئے ہیں۔

۱۔ حضور نبی کریم ﷺ کے حضور ادب سے بیٹھو ان کے فیصلے کا انتظار کرو گویا فرمایا گیا کہ اپنے پیرومرشد' استاد بزرگ کے سامنے ادب سے بیٹھو اور ان کے فیصلے تک خاموش رہو۔

۲۔ احترام اور تکریم کا خیال کرو

۳۔ بات کو تحقیق کے بغیر قبول نہ کرو

۴۔ ہر شخص کی بات نہیں مانی جاسکتی اس سے نظام کائنات متاثر ہوتا ہے وہی بات مانو جو اللہ اور اس کے رسول کہیں اسی میں بھلائی ہے۔

۵۔ اللہ سے محبت کرنے والے ہر فیصلے پر مطمئن ہوتے ہیں۔

۶۔ لڑائی میں صلح کراؤ اور ظالم کی مذمت کرو مظلوم کی حمایت کرو اور اگر ظالم باز آجائے تو صلح کرا دو۔

۲۔ ع : اس رکوع میں بڑے بلیغ اشارے ہیں کسی کو برا سمجھنا' نیچ سمجھنا' تحقیر کرنا سب ناپسندیدہ افعال ہیں اللہ تعالیٰ نے سب کو یکساں پیدا کیا۔ غیبت' تہمت' الزام تراشی مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے مترادف بتائے گئے ہیں اور ایک بات کہ منہ سے کہنے والے ایمان میں کامل نہیں ہوتے کلمہ پڑھ کر کوئی مومن نہیں ہوتا مسلمان ہوتا ہے مومن ہونے کی شرائط ہے کہ اپنے آپ کو کلیتاً" اللہ اور رسول کے حوالے کردے اس کی آزمائشوں اور احکامات بغیر چوں چراں مانے' خالی منہ سے کہنے سے بات نہیں بنتی جو اپنا آپ اللہ کے سپرد کرتے ہیں وہی مومن ہیں پھر کیا پتے کی بات کہی ہے فرمایا لوگ مسلمان ہو کر اللہ اور اس کے رسول پر گویا احسان کرتے ہیں بے وقوفو! احسان تو اس اللہ کا مانو جس نے تمہیں ایمان کا راستہ بتایا اگر وہ کسی کو ہدایت نہ دے تو کون ہدایت پاسکتا ہے کاش راہ کو گم کردینے والے اس نکتے کو سمجھیں اے کاش انہی گم شدہ راہ کے ہاتھ پیدا ہونے والے نقصان کا خیال کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ ق

نمبر ترتیب	۵۰
نمبر نزول	۳۴
کل آیات	۴۵
پارہ	
رکوع	۳
مدنی آیت نمبر	۳۸



بسم اللہ الرحمن الرحیم



اس سورت المبارکہ میں بڑی شان والے یعنی قرآن مجید کی قسم اور حرف مقطع "ق" سے آغاز ہوتا ہے اس میں قابل غور آیت نمبر ۲ ہے۔ یعنی منکر حیران ہیں کہ ان جیسا ہی ایک آدمی انھیں وہ باتیں بتاتا ہے جنہیں وہ سوچتے ہیں کہ یہ ہم جیسا آدمی کس جہان کی باتیں کرتا ہے بھلا مرنے کے بعد جب ذرہ ذرہ بکھر جاتا ہے تو کون اٹھے گا اور کیسے دوبارہ جڑے گا تو اللہ پاک نے وہی آسمان اور زمین کی پیدائش کے طریق پر غور کرنے کو کہا اور پھر متوجہ کیا کہ ان باتوں یا مثالوں سے وہی فائدہ اٹھا سکتا ہے جس کے پاس رجوع کرنے والا دل ہو جو عندلیب ہو مری ہوئی مٹی کیسے کھڑی فصل بن جاتی ہے؟ کیا یہ حیرت انگیز نہیں اور پھر ایک خاص اشارہ جو آیت نمبر ۴ میں ہے اس پر غور کریں کہ انسان کا جسم مٹی ہوتا ہے روح تو محفوظ رہتی ہے اسے پھر سے مٹی کا لباس پہنانا اللہ پاک کے لئے کیا مشکل ہے پھر سابقہ امتوں کے انکار اور اس پر اللہ پاک کے عذاب کا اشارہ ہے تفصیل نہیں اس کے بعد آیت نمبر۱۶ نہایت غور طلب ہے فرمایا کہ انسان کو مجھ سے زیادہ کون جانتا ہے جس نے اسے بتایا کیا خالق سے اس کی تخلیق کا کوئی راز پوشیدہ ہے؟ وہ تو اس کی بھڑکتی آگ سے زیادہ قریب ہے یعنی جاننے والا ہے اس کے بعد فرمایا کہ چلو موت کے منظر کو سامنے لاؤ جب وہ گھڑی آتی ہے تو ساری باتیں جو پردے میں بتائی گئی ہیں کیسے سامنے نظر آتی ہیں کیسے ہانکنے والا ہانکتا ہوا لے جاتا ہے اور اعمال نامہ لکھنے والا ساتھ ہوتا ہے اس کے بعد دوزخ کا وہ منظر ہے جو اہل بصیرت کے لئے اتنا خوفناک ہے کہ تصور کی روح لرز اٹھتی ہے دہکتی ہوئی نار جہنم سے پوچھا جاتا ہے کہ وہ بھر گئی؟ اس کی بھوک مٹ گئی؟ وہ کہتی ہے اور ڈالیئے اور ڈالیئے کہنے کو یہ فقرے ڈراؤنے نہیں مگر دل کو یقین کی روشنی میں منور کر کے دیکھئے تو لرزہ طاری ہو جاتا ہے یوں لگتا ہے جیسے لمبے لمبے شعلوں کی زبانیں ہم جیسے عاصیوں کی جانب لپک رہی ہیں اس سے ڈرنے والوں کو بہشت کی قربت کا تصور دلایا گیا ہے اس کے پھر جھٹلانے والوں سے خطاب ہے کہ جب وہ عذاب سے دوچار ہوئے تو انہیں کہیں ٹھکانہ نہ ملا۔

اب آیت نمبر ۳۸ جو مدنی ہے میں فرمایا "اور ہم نے بنائے زمین و آسمان چھ روز میں اور ہمیں کچھ تھکان نہ ہوئی" اس آیت کے بعد پھر مکی آیات میں فرمایا اور کیا خوب فرمایا تو ستارہ اور اپنے رب کی خوبیاں بیان کر تازہ سورج کے طلوع ہونے سے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

پہلے اور غروب ہونے سے پہلے اور رات میں اس کی پاکی بول سجدے کے بعد اور کان رکھ اس آواز کی طرف جو آئے گی اور تو ان پر زور کرنے والا نہیں تو تو سمجھا ان کو قرآن جو ڈرے میرے ڈرانے نہیں۔

حاصل مطالعہ

اس سورت المبارکہ کے کچھ ٹکڑے انتہائی اہم ہیں مثلاً"

(۱) اللہ کے لئے کسی بھی چیز یا انسان کے ٹوٹنے کے بعد دوبارہ بنانا انتہائی آسان ہے مثالیں ہمارے سامنے ہے مردہ زمین سے کھیتی انسان کی پیدائش

(۲) اللہ پاک بے پرواہ ہے جسے خوف دوزخ ہے وہ ضرور یقین کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور احکام مانتا ہے۔

(۳) ہمارے سامنے انسان کی تاریخ کھلی ہے سرکش اور باغیوں کا انجام دیکھ سکتے ہیں اور یہ بھی اللہ کے لئے آسان ہے کہ ہمیں سرکشی پر سزا دے۔

(۴) حضور ﷺ سے دلجوئی فرمائی گئی کہ ان پر کسی بھی انسان کی سرکش کا کوئی الزام نہیں وہ منذر ہیں ڈرانے والے ہیں۔ سو وہ اپنا کام بخوبی انجام دیں اور دے رہے ہیں۔

(نوٹ) مگر حضور ﷺ کو ہم عاصیوں کا کتنا خیال ہے وہ کتنا چاہتے ہیں کہ ہم انگاروں کی نظر نہ ہوں میرا تن من آپؐ پر قربان ہو آپ سے بڑھ کر ہمارا خیر خواہ کون ہے! آپؐ امت کے روحانی باپ ہیں ایسے اچھے باپ کی نافرمانی کرنے والو! زندگی میں توبہ کرلو۔

(۵) عبادت کے لئے تہجد، فجر اور عصر کی اہمیت بتائی گئی ہے غالباً" پہلے مسلمان تین نمازیں ادا کرتے تھے۔



(۶)اس سے پہلے سورت المبارکہ "المرسلات" کا نزول ہوا جس میں فرمایا نماز پڑھیے اس میں اوقات کا تعین ہے۔

(۷) اللہ تعالیٰ بے پرواہ ہے یہی اس کی شان ہے وہ غیور ہے نہایت ہی غیور ہم کیوں نہیں سمجھتے اگر وہ اپنی رحمت کے صدقے ہماری اکڑ کو درگزر نہ کرے تو ہمارا کیا بنے! اللہ کے کلام پر غور کرو تو یہی سامنے آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کو کسی تنگی میں نہیں ڈالنا چاہتے مگر حضور ﷺ کا طرز عمل دیکھیے تو یوں لگتا ہے جیسے انہوں نے اپنا ہر سکھ اپنی امت کی فلاح و بہبود کے لئے قربان کر رکھا تھا ایسے قائد' ایسے آقا' ایسے مخلص' ایسے شاہد کے جھنڈے کو چھوڑ کر کدھر جا رہے ہو لوٹ آؤ بار الٰہی ہمیں حضور علیہ الصلوات والسلام کی پیروی کی توفیق عطا فرما۔

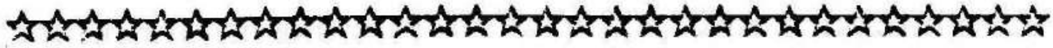
بار الٰہی ہمیں حضور ﷺ کا سچا جانثار بننے کی توفیق دے۔ (آمین)





سورۃ الذّاریات

نمبر ترتیب	۵۱
نمبر نزول	٦٧
کل آیات	٦٠
پارہ	۲٦
رکوع	۳



بسم اللہ الرحمن الرحیم



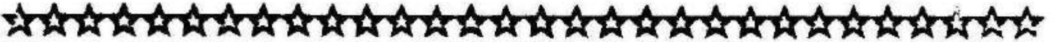
پوری سورت المبارکہ میں اولاً" سخت تاکید کے لئے مختلف اشیاء کائنات کی قسم کھائی ہے یہ اشیاء ہوائیں ہیں، بادل ہیں، کشتیاں ہیں اور فرشتے ہیں پھر حضور ﷺ سے مخاطب ہو کر فرمایا گیا کہ لوگ بے شک انکار کرتے ہیں مگر اس سے اللہ کی شان میں کوئی فرق نہیں پڑتا اللہ کی باتیں سچی ہیں اور اللہ کا وعدہ بھی سچا ہے اس کے بعد مختلف اقوام کی نافرمانی کے واقعات دہرائے گئے ہیں اور کہا گیا ہے کہ اس نافرمانی پر پھر انہیں کیسے سزا ملی۔

حاصل مطالعہ

اس سورت کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ جنہیں کائنات کے سب انسانوں پر افضل قرار دیتے ہوئے منصب تبلیغ عطا کیا گیا اب ایسے مقام پر ہیں جہاں ان کے لئے دین کے راستے میں بے شمار مصائب برداشت کرنے کے بعد وہ راستے کھلنا چاہتے ہیں جہاں ان کی عزت و تکریم کرنے والے لوگ آنکھیں فرش راہ کئے ہوئے ہیں۔

اس سورت المبارکہ کے آخر میں انسان کے لئے ایک اہم مقام ہے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے جن اور انسان عبادت کے لئے بنائے ہیں۔ وہ چڑھاوے اور دیگیں نہیں مانگتا ایک حقیر انسان کیا چڑھاوے یا رزق پہنچا سکتا ہے؟ وہ تو خود اللہ کے آگے ہر چیز کا محتاج ہے اللہ کو اس سے صرف بندگی چاہیئے۔

پھر ان لوگوں کے لئے افسوس کا مقام ہے جو قیامت کو بھلائے بیٹھے ہیں۔





سُورۃ الطُّور

نمبر ترتیب	۵۲
نمبر نزول	۷۶
کل آیات	۴۹
پارہ	۲۷
رکوع	۲

دِل میں اُترنے حرف

نفس مضمون:۔

لگتا ہے تمسخر، استہزا، توہین، تکالیف کی حد آ پہنچی ہے کتاب اللہ پر اعتراضات ہیں حضور ﷺ کے ساتھیوں ہر طرح طرح کے مظالم ڈھائے جا رہے ہیں آپ کے لئے ان حالات میں اپنے ساتھیوں کے ایمان کو مزید تقویت دینے کے لئے اللہ پاک



آپ کی مدد فرماتا ہے اور سب دلائل باطلہ کا جواب دیتا ہے پہلے اللہ پاک مختلف قسموں سے جو بڑی اہم ہیں فرماتا ہے کہ قسم ہے طور کی کتاب مسطور کی جو بڑے کشادہ ورق پر موجود ہے اور معمور گھر کی اور اونچی چھت کی اور ابلتے ہوئے دریا کی اللہ پاک ان ظالموں' فاسقوں اور نافرمانوں کا پورا انتظام کئے ہوئے ہیں۔ نیکو کار لوگوں کو یقین ہونا چاہیئے کہ ان کے لئے بے بہا انعامات ہیں پھر انعامات کی تفصیل ہے اور وہ گفتگو ہے جو وہ آپس میں کریں گے کہ ہم دنیا میں اللہ کے عذاب سے ڈرا کرتے تھے سو آج آنکھوں سے دیکھ لیا اور شکر ہے ہم بچ گئے دوسرے رکوع کے اندر الزمات کے جواب ہیں کہ نہ تو آپ کو کوئی جن بتاتا ہے نا آپ دیوانے ہیں اور نا شاعر یہ باتیں تو وقت اور تاریخ ثابت کرے گی اور حد شرارت کی یہ ہے کہ کہتے ہیں کہ خود قرآن پاک بنا لایا ذرا ایک آیت ہی بنالائیں پھر ظلم دیکھو خود کو یوں سمجھتے ہیں جیسے اللہ کے لاڈلے یہی ہیں۔ دنیا کی دولت انہی کے لئے ہے اللہ تو بیٹیاں رکھتا ہے ان لاڈلوں کو بیٹا دیتا ہے۔ افسوس اللہ کو دھوکہ دینے والا سمجھتا ہے کہ وہ کامیاب ہے۔ حالانکہ اللہ نے اسے اس کے اعمال کی وجہ سے بہت بڑے دھوکے میں ڈال رکھا ہے۔ پھر فرمایا میرے محبوب ان لوگوں کو کوئی بھی معجزہ مائل نہیں کر سکتا یہ بڑے سخت دل لوگ ہیں یہ آسمان سے گرتا ہوا ٹکڑا دیکھ کر بھی اسے بادل کہیں گے۔ آہ کتنی خوبصورتی سے اللہ پاک نے حضور ﷺ کی تشفی فرمائی۔ حضور ﷺ کے ساتھیوں کو مژدہ سنایا مگر محبت کی گفتگو تو باقی تھی۔ اصل بات جو کہنا تھی وہ تو چپکے سے کہہ دی کیسے کہہ دیا میرے محبوب تو میری آنکھوں کے سامنے ہے دنیا کو میرے بارے میں آگاہ کرتے رہو مگر خاص میری ملاقات کے لئے کچھ گھڑیاں وقف رکھو کچھ محب اور محبوب کے اپنے بھی ہوتے ہیں سو لمحات میں آؤ ہم سے باتیں کرو۔ ہمیں پکارو بیتی ہوئی راتوں کی ان ساعتوں میں جب دنیا نیند میں ڈوبی ہو اور ہماری راہ میں حائل نہ ہو ان ساعتوں میں آؤ میں تمہیں دیکھوں' تم مجھے پکارو کیا خوبصورت انداز محبت ہے! کیا مقام ہے! کیا مرتبہ ہے!

یا اللہ ہمیں اپنے محبوب کے بتائے ہوئے رستے پر چلنے کی توفیق عطا کر (آمین) اے اللہ ہمیں اس قابل بنا کہ ہم تیرے محبوب کو راضی کر سکیں یااللہ تو میری فریاد سن ان لمحات کے صدقے ان خوبصورت گھڑیوں کے صدقے ان ملاقات کے لمحات کے طفیل کیا تو میری درخواست رد کردے گا مجھے امید ہے تو ایسا نہیں کرے گا تو اپنے محبوب کی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ النجم

نمبر ترتیب	۵۵
نمبر نزول	۲۳
کل آیات	۶۲
پارہ	۲۷
رکوع	۳





نفس مضمون

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس سورت کی ابتداء میں لوگوں کو بتایا ہے۔ (۱ تا ۱۱) کہ قسم ہے تارے کی جب گرے کہ تمہارے ساتھی یعنی حضور ﷺ پر نور نے واقعتاً" زور آور اور شدید قوتوں والے فرشتے حضرت جبرئیل امین علیہ السلام آسمان کے اونچے کنارے پر دیکھا ہے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام ان کے قریب اتر آئے اتنے قریب کہ دو کمان کا فاصلہ یا اس سے کم رہ گیا۔ حضور ﷺ صادق ہیں تم جانتے ہو وہ کبھی جھوٹ نہیں کہتے اور (۱۲ تا ۱۸ آیات میں) بتایا کہ تم اس پر کیا جھگڑتے ہو حضور ﷺ نے انہیں اس سے پہلے بھی ایک بار دیکھا سدرۃ المنتہی کے پاس اترتے ہوئے اسی سدرہ کے پاس بہشت ہے اسی بیری کے درخت پر حضور ﷺ نے انوار الٰہیہ کے نمونے بھی دیکھے۔

گویا حضور علیہ صلوات والسلام اس سے پہلے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دیکھ چکے تھے۔ یہ دو دفعہ کا دیکھنا ظاہر کرتا ہے حضور ﷺ کا بلند مرتبت ہونا مگر پھر بھی بندوں کے درمیان بندہ ہونے کا اقرار کرنا اور محض احکام خداوندی کی تعمیل میں اظہار حقیقت کرنا۔ اے اللہ اپنے عالی مرتبت پیغمبر' ختم الرسل اور سردار انبیاء اور شفیع دو عالم حضرت محمد ﷺ پر بے حد و بے شمار نعمتیں' برکتیں اور سلامتی نازل فرما۔ اس کے بعد غور طلب بات آیات ۱۹ تا ۲۳ نمبر میں آئی۔ فرمایا کہ حیرت ہے کہ تم نے لات' مناف اور عزیٰ کو جو محض پتھر اور درخت ہیں معبود بنا لیا۔ لات طائف والوں کا بت تھا جس کا نام زنانہ تھا۔ اوس و خزرج کا بت مدینے کے قریب تھا جسے مناف کہتے تھے اور مکہ والے ایک درخت عزیٰ کو خدا کی بیٹی کہتے تھے اور لات و مناف سے زیادہ درجہ دیتے تھے اس پر اللہ کریم نے تنبیہہ فرمائی کہ تم نے یہ از خود تقسیم فرمائی ہے جن کی کوئی سند تمہارے پاس نہیں۔ محض تمہارے آباو اجداو کی ذہنی اختراع ہے اور پسندیدہ حرکت مگر کیا انسان خود بھی دین کے اصول وضع کر سکتا ہے؟ ہر گز نہیں اللہ پاک دین و حق ہے وہ اس کی اشاعت اور آگہی کے واسطے پیغمبر مبعوث فرماتا رہا ہے تم اپنی مرضی سے جو ناقص اور ظلم و استبداد کی بنیادوں پر کھڑی مذہبی روایات بتا رہے ہو۔ اللہ کو اس سے کوئی غرض نہیں ہاں زمینی اشیاء کے ساتھ تم فرشتوں کو بھی پوجتے ہو کہ وہ تمہارے کام بنا دیں تو یاد رکھو کہ یہ جو تم نے فرشتوں کے بھی زنانہ نام رکھے ہیں تو فرشتے بھی اللہ کی مرضی اور اذن کے بغیر ہر گز کسی کے لئے دعا نہیں کرتے۔ کیونکہ



فرشتوں یا درختوں یا بتوں کو حاجت روا بنا کر در حقیقت انسان اپنے لئے اسی دنیا کو آخری حد سمجھتا ہے وہ شیطانی چالوں میں پھنس کر جو اسے اقتدار کے نشے میں چور کرتا ہے ایسے ہی مذہبی اصول پسند کرتا ہے مگر میرے رسول تیرا کام اتنا ہے کہ تو حق و باطل کو علیحدہ کرکے بتا دے پھر جو نہ مانے اس کی خبر لینے والا وہی ہے پھر بتلایا انسان شیطان بلکہ کائنات کی کوئی شے اللہ کے مدمقابل نہیں ٹھہر سکتی وہ ان سب کو جب چاہے فنا کر سکتا ہے اس لئے بدی کی راہ یا بھلائی کی راہ بھی اسی کے اختیار اور ارادے سے طے کرتا ہے اس لئے اسے یہ سوچنا چاہے کہ وہ کیا کر رہا ہے کیونکہ آخر کار اس کھیل اور آزمائش کی گھڑی کے خاتمہ کا وقت آنا ہے اور اس وقت نیکی اور بدی پر چلنے والوں کو اپنی اپنی جزا یا سزا ملے گی۔

آیت نمبر ۳۲ مدنی ہے اس میں ایک نہایت باریک اور بلیغ اشارہ ہے اور اپنے موضوع کے اعتبار سے اس سورت کے مضمون سے منسلک ہے۔ فرمایا کہ انسان بیچارہ کیا ہے! یہ تو وہی ہے جس نے اسے ماں کے پیٹ میں ڈالا اور کس شکل میں ڈالا! اس لئے انسان کہاں تک اپنے فضائل گنوا سکتا ہے۔ پھر کہاں تک پاک صاف رہ سکتا ہے کچھ نہ کچھ آلودگی تو آہی جاتی ہے لیکن وہ انسان کی کمزوریوں سے درگزر فرماتا ہے۔اور اسے بڑی بھلائی سے نوازتا ہے سو انسان کا یہ دعویٰ ہے کہ اس سے کبھی گناہ نہیں ہوا اس آیت میں باطل ہوجاتا ہے یہ عام انسانوں کی کیفیت بتائی گئی ہے اور اسی لئے اللہ تعالیٰ ان کی بے حیائی اور بڑے گناہوں سے رکنے پر انعامات عطا کرتا ہے۔

آیت نمبر ۳۳ تا ۶۲ اللہ تعالیٰ کے کلام میں جبروت اور قہاری کے آثار نمایاں ہیں۔ آیت نمبر ۳۲ کو ہٹا کر ذرا کی آیات سے ربط کیجئے بات ہورہی تھی کہ اللہ تعالیٰ ہی جسے چاہتا ہے راستہ دکھاتا ہے مگر اس کمزور انسان کا طنطنہ دیکھو اب ولیدبن مغیرہ کی مثال ہے کہ جس نے پہلے نیکی کا راستہ اختیار کرنا چاہا مگر ہر اپنے زخم پر قائم رہا اور مڑ گیا پھر اس کے ایک ساتھی نے کہا کہ اگر وہ اسے کچھ رقم دے تو وہ اس کے بدلے میں دوزخ کا عذاب بھگت لے گا مگر کیا وہ نہیں جانتا کہ کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھاتا کہ انسان کو وہی ملتاہے جو اس نے خود کمایا اور اس کو اسی کے عمل کا بدلہ دیا جائے گا یہ باتیں تو حصرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحیفوں مین درج تھیں اور وہ یقیناً" جانتا ہوگا چنانچہ اگر وہ بھول گیا ہے تو یاد رکھے سب سے اس کے سامنے پیش



ہونا ہے اور پھر تمہارے سامنے پچھلی نافرمان قوموں کا انجام ہے اسے کیسے کیسے عذاب دیا گیا۔ نوح' عاد' ثمود کے حالات انہوں نے سنے ہیں وہ جانتے ہیں کہ وہی سناتا ہے وہی لاتا ہے پھر بھی تم اسے مذاق سمجھتے ہو تمسخر اڑاتے ہو بے وقوفو عقل کرو' خوف کرو' اللہ کے آگے جھک جاؤ' اسی کی بندگی کرو۔

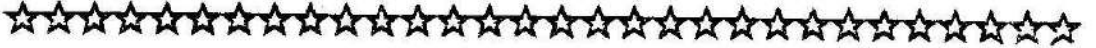
حاصل مطالعہ

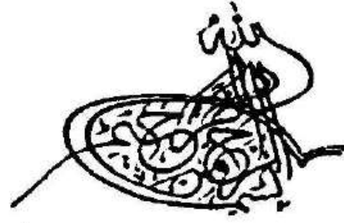
سورت النجم میں سورت اخلاص کے بعد نازل ہوئی اس لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو اللہ کے واحد واحد ہونے کے پرچارنے کافروں کے افکار میں کھلبلی ڈال دی لات منات اور عزیٰ کے پجاریوں اور متولیوں کی آمدنی اور عیش و آرام پر ضرب کاری لگی وہ بپھر گئے انہوں نے لوگوں کو شعبدے اور طاقت سے اللہ سے باز رکھنا چاہا اس پر اس سورت میں ان بتوں کے نام لے کر ان بتوں کی حقیقت پاش پاش کر دی گئی۔ اور بتایا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے بتوں سے کہیں طاقتور اور غیر مرئی شے کو دیکھ چکے ہیں جو بذات خود ہیبت و شوکت والی شے ہے مگر اللہ کے نزدیک وہ بھی ایک مخلوق ہے اور پیغام رسانی کے فرائض پر مامور ہے پھر آپ نے اپنے رب کے اور بھی انوار دیکھے ہیں مگر ملاحظہ ہو کہ وہ اس اعلیٰ ترین مقام پر فائز ہوتے ہوئے بھی تمہارے بھلے کی بات کہتا ہے وہ جھوٹا نہیں کہ تم اسے جانتے ہو۔

دوسری بات اس سورت میں انسان کو وہی ملتا ہے جو اس نے کمایا اسے دنیاوی عمل پر بھی زیر بحث لایا جاسکتا ہے۔ مگر سورت کے سیاق و سباق اس کی خوبصورتی آگے کی دنیا سے متعلق ہے۔ ہر شخص کا عمل خواہ کچھ ہو اسے دکھایا جائے گا اس کے انفرادی فعل ایک ایک کر کے اس کے آگے آئیں گے اس لئے کہ اللہ کے ہاں انصاف ترازو میں تلے گا۔ پھر اپنے اعمال کا نتیجہ خود انسان بھی نکال سکے گا وہ یونہی دوزخ یا جنت میں نہیں جائے گا آخری حصے میں جلال کی وہ کیفیت ہے جو مجھ جیسی گنہ گار میں سکت نہیں کہ رقم ہوسکے مگر قربان جایئے رب بزرگ و برتر کی رحمت پر کہ پھر آخری آیت میں فرمایا "اب بھی وقت ہے سجدہ کرو اور اپنے رب کی بندگی کرلو"

سبحان اللہ الحمدللہ واللہ ہو اکبر







سورۃ القمر

نمبر ترتیب	۵۴
نمبر نزول	۳۷
کل آیات	۵۵
پارہ	۲۷
رکوع	۳
مدنی آیات	۴۴، ۴۵، ۴۶



بسم اللہ الرحمن الرحیم



نفس مضمون:۔

کفار مکہ کو حضور ﷺ نے منی کے مقام پر معجزہ شق قمر دکھایا تو کفار نے اسے جادو کا عمل کہہ کر جھٹلایا اور تمسخر اتراتے اور اہانت آمیز کلمات کہتے ہوئے چلے گئے اس سورت میں اس واقعہ کے ذکر کے بعد اللہ پاک نے حضور ﷺ کے ملول ہو جانے پر فرمایا کہ نہیں مانتے تو ان کے پاس سے ہٹ جا ان کی آنکھ قیامت کو کھلے گی جب اوندھے منہ گھسٹتے ہوئے ہمارے سامنے یوں آئیں گے ہم نے تو ان سے پہلے بھی کئی قوموں کی طرف ڈرانے والے بھیجے مگر تمام نے مذاق اڑایا چنانچہ نوحؑ عاد' ثمود' فرعون' لوط سب کی قوموں کا انجام یہ لوگ جانتے ہیں پھر قرآن کا لب و لہجہ تو بہت آسان ہے۔ اس کے جملے تو بڑے سیدھے سادھے ہیں قرآن پاک کی اس آسان صورت حال چار بار دہرایا گیا ہے اور فرمایا گیا ہے ہم نے آسان کر دیا قرآن سمجھنے کو پھر ہے کوئی سوچنے والے پھر فرمایا کہ آزمائش کے بغیر تو کسی کو بھی نہیں چھوڑا جاسکتا۔ کیونکہ یہ سب کچھ لکھا جا چکا ہے۔

اس سورت میں آیات نمبر ۴۴ تا ۴۶ مدنی ہیں جو اسی موضوع سے متعلق ہی مثلاً" جب سب دیگر قوموں نے جھٹلایا تو اس قوم کے بارے میں بھی تو اشارہ ہونا تھا مگر ابھی یہ اشارہ غالباً" کفر کی اس وقت کی صورت حال کے مطابق نہ تھا اس لئے یہ آیات مدینہ میں نازل ہوئیں تو حضور ﷺ نے اس سورت المبارکہ میں شامل کیا تاکہ مناسبت ظاہر ہو۔ فرمایا یہ کہتے ہیں کہ ہم سب کا مجمع بدلہ لینے والا اب شکست کھائے گا یہ مجمع اور بھاگے گا پیٹھ پھیر کر یہاں ہی نہیں اصل عذاب تو اس گھڑی میں پہنچے گا جس کا وعدہ کیا جا چکا ہے۔

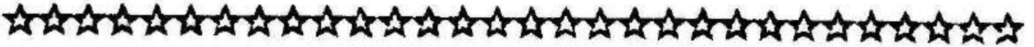
حاصل مطالعہ

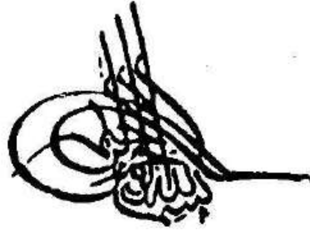
اس سورت المبارکہ میں باقی اقوام کی صورت حال ذرا وضاحت سے بیان ہوئی ہے علاوہ ازیں کفار کی تنگ دلی اور معجزے پر جادو کا لفظ چسپاں کرنے پر سخت تلوہی انداز اختیار کیا گیا ہے' اس سے پہلے مکر کا ذکر تھا سورت المبارکہ طارق' میں کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ جیسا عمل کوئی کرتا ہے اسی عمل کے ذریعے اس کے خاتمے کا تعین کر دیتا ہے مثلاً" جو کسی کے لئے گڑھا کھودے و گڑھا خود اس کی قبر بن سکتا ہے لہٰذا اللہ پاک کے لئے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

انسان کو قائل کرنا یا منانے کا استغفراللہ کوئی ارادہ نہیں وہ تو آزماتا ہے اور دلچسپ بات ہے کہ ہر انسان کا پل پل کا عمل پہلے ہی شیڈول ہو چکا ہے۔ وہ کائنات کے مربوط اور روان انتظام میں کسی قسم کی خرابی نہ پیدا ہونے کی وجہ سے وہی حرکلت کرے گا جو اس انتظام کو برقرار رکھے کیونکہ جیسے عمدہ نظام چلانے کے لئے پہلے ہی پانچ سالہ یا دس سالہ منصوبہ بنا لیا جائے یا ایک کامیاب ڈرامہ کرنے کے لئے ہر سین' اداکاری' کہانی سب کچھ اپنے اپنے پروگرام کے تحت ہوتا ہے اس میں ذرا سی بد نظمی سارے ڈرامے کو خراب کر دیتی ہے اسی طرح ہر پیدا ہونے والا انسان' بلکہ ہر چیز کے لئے ایک انداز مقرر ہے یہ سب اس لئے ہے کہ دوزخ جنت کے اصل میدان میں کوئی چیز یہ نہ کہے کہ مجھے کس بات پر سزا ملی یا جزا ملی اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر گناہ یا ثواب میں انسان کو کیوں سزا ملے تو اگر ہم تدبر کریں تو صاف نظر آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ گناہ اور ثواب کی تقسیم نہیں فرمائی کہ فلاں شخص ثواب ہی کمائے گا فلاں گناہ ہی کماتا رہے گا بلکہ فرمایا کہ انسان کے اندر شر اور خیر دونوں ڈال دیے اب اس نے جس چیز کا انتخاب کیا اسی کے مطابق جزا یا سزا ہو گی اور اگر اسے یہ پتہ چل گیا کہ اسے خیر کی طرف چلنا ہے تو پھر وہ بیکار کی بحث میں نہیں الجھے گا بعض مقام ایسے ہیں کہ اخفا ہی میں رہنے دیں۔

میں ناچیز کم عقل ہوں اللہ پاک مجھے معاف فرمائے





سورۃ الرحمٰن

نمبر ترتیب	۵۵
نمبر نزول	۹۷
کل آیات	۷۸
پارہ	۲۷
رکوع	۳



بسم اللہ الرحمن الرحیم



نفس مضمون

ا۔ ع : آیت ۲۵۔ اس رکوع میں اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کا تفصیلی ذکر کیا ہے انسان اور جن کی پیدائش بتائی ہے اور انصاف کی تلقین کی ہے۔

۲۔ ع : آیت ۲۵-۴۵۔ اس رکوع میں اللہ تعالیٰ نے اپنی عظمت بیان کی ہے اس کے بعد فرمایا کہ جن اور انسان بڑا اینٹھتا ہے اکڑتا ہے بھلا وہ زمین آسمان کے کناروں سے بھاگ کر دکھائے اور اس میں طاقت نہیں کہ از خود بھاگ سکے اور کیا اس کی طاقت نہیں کہ از خود بھاگ سکے۔ اور کیا اس کی طاقت اللہ کی طاقت سے زیادہ ہے نہیں اور پھر بھاگ کر کہاں جائے گا اس پر سزا کے طور پر شعلے برس رہے ہوں گے تو کیا وہ لے سکے گا ہرگز نہیں اس لئے اتنے ہی قوی اور عظیم اللہ کی نعمتوں کو جھٹلانے والا کیوں نہیں سمجھتے کہ انہیں کس آگ میں جھونکا جائے گا۔ اور پھر ان کے بولنے میں نوبت نہیں آئے گی۔ وہ اپنے چہروں سے پہچانے جائیں گے۔

۳۔ ع : اس رکوع میں دو طرح کے درجات کی جنتیوں کا ذکر ہے۔ جہاں اپنے اپنے درجے والے طرح طرح کی نوازشات پائیں گے۔

حاصل مطالعہ

یہ سورت مدنی ہے اس میں جو مضامین بیان ہوئے ہیں وہ اللہ کی نعمتوں کی تصدیق کرنے کی ہدایت کرتے ہیں تصویر کشی، صوتی آہنگ اور محاکات اتنے بلند پایہ کے ہیں کہ انسانی دماغ حیران رہ جاتا ہے۔ موسیقی اور الفاظ کا ٹکراؤ جلترنگ بجاتا ہے۔ اللہ۔ اللہ۔ کہاں تو کہاں ہم عاجز!

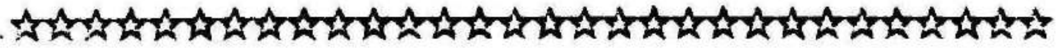




بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سُورۃ الواقعۃ

نمبر ترتیب	۵۶
نمبر نزول	۴۶
کل آیات	۹۶
پارہ	۲۷
رکوع	۳
مدنی آیات	۸۱، ۸۲



بسم اللہ الرحمن الرحیم

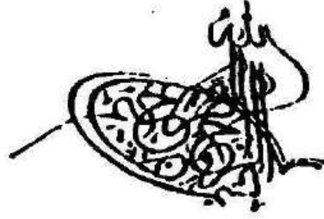
نفس مضمون:۔

ا۔ ع : سورت المبارکہ رحمان کی مانند اس کے بھی ۳ رکوع ہیں پہلے رکوع تین قسم کے گروہ انسانی کا تذکرہ ہے جن کے نام سابقین اہل میمن اور اہل مشائیمن ہیں۔ سب گروہوں سے الگ الگ برتاؤ کی تفصیل دی گئی ہے۔

۲۔ ع : اللہ پاک کا انداز سوالیہ ہے پوچھا گیا۔ کہ نافرمان یہ بتائیں کہ انہوں نے کائنات میں کیا کیا چیزیں بنا کر بھیجی ہیں پھر فرمایا کہ انسان کے ہاتھ میں کچھ نہیں اس لئے اس کی بھلائی کا دارومدار اللہ کی بندگی میں ہے۔

۳۔ ع : اس رکوع میں قرآنی آیت کی قسم کھاتے ہوئے فرمایا کہ قرآن پاک بڑی عزت و تکریم کی چیز ہے یہ ایک پوشیدہ کتاب میں لکھا ہوا ہے اسے وہی ہاتھ لگاتے ہیں جو پاک بنائے گئے اس لئے وہ شخص کس قدر بدنصیب ہے جو اس کے فیض سے محروم ہے وہ عالم نزع میں جان لے گا کہ کون سچا ہے اور اس پر یقین کر کے اللہ کی تسبیح بیان کرتے رہنا چاہیئے۔

اس سورت المبارکہ میں انسان کے اعمال اور اس جزا کے بارے میں آئندہ کی تصویر ہے کہا جاتا ہے کہ سونے سے پہلے رات کو اس سورت المبارکہ کی تلاوت کرنے والے کو معاشی پریشانیوں سے نجات ملتی ہے۔



سورۃ الحدید

نمبر ترتیب	۵۷
نمبر نزول	۹۴
کل آیات	۲۹
پارہ	۲۷
رکوع	۴

نفسِ مضمون:۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم



۱۔ ع : یوں محسوس ہوتا ہے (احقرہ کے ناقص ذہن میں جو وجوہات آئیں۔ اللہ معاف کرے) کہ جنگ احزاب اور یہودیوں پر فتح پانے اور دوبارہ ابوسفیان کے لشکر کے فرار ہو جانے کے بعد مسلمانوں کو کشائش اور آسودگی حاصل ہوگئی تو ان کے دلوں میں مال کی محبت' دنیاوی آرام اور جہاد سے بے رغبتی کے آثار پیدا ہونے لگے۔ وہ لوگ اتنے زیادہ نہ ہونگے جن پر مال اور آسودگی نے کچھ اثر نہ کیا اور وہ رسول ﷺ کی اطاعت اور حکم ماننے ہی کو زندگی کا ما حاصل سمجھتے تھے۔ مگر باقی لوگ جو کمزور طبیعت تھے جیسا ہم خود اپنے آپ کو پاتے ہیں۔ اور پھر اوپر سے ترغیبات' دنیا کی خوبصورتی اور آرام اور منافقین کی طرح طرح کی موشگافیوں میں عین ممکن ہے کہ لوگ اپنے مقاصد بھول جاتے مگر اللہ پاک جہاد کے جذبے کو سرد نہیں ہونے دیتا اس لئے اس سے پہلے نازل ہونے والی سورت انزال میں قیامت کے روز سے اسی انداز میں ڈرایا گیا جیسے انہیں مکہ کے دور میں ڈرایا گیا تھا۔ پھر اس سورت کے پہلے رکوع میں یاد دلایا کہ زمین' آسمان' مال دولت سب کچھ اللہ کا ہے انسان کو صرف چند روز کے لئے نائب بنا کر بھیجا گیا۔ اس کائنات کو اس کے لئے مسخر کیا گیا اس چند روزہ زندگی اسے یہ نہیں بھولنا چاہیئے کہ ہمیشہ کے لئے نہیں ہوگا۔ اول' آخر' ظاہر' باطن سب کچھ اللہ کی ذات ہے اس لئے اسی کا مال اسی کی راہ میں خرچ کرو جہاد کے لئے تیار رہو اور بے شک جو حضور ﷺ کے ساتھی ہیں وہ مال و آسائش کے مقابلے میں حضور ﷺ کے اشارے کو ما حاصل زیست سمجھتے ہیں۔ ان کے درجات اور مسلمانوں سے بلند تر ہیں۔

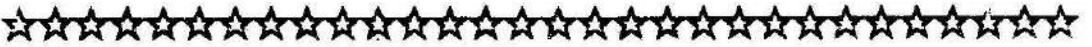
۲۔ ع : اب سچے دل سے ایمان لانے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم ماننے والوں کے لئے خوشخبری ہے کہ قیامت کے روز اپنے اعمال کے باعث نور سے متصف ہونگے۔ یہی نور انہیں جنت کے دروازے تک لے جائے گا۔ جب کہ ان کے وہ ساتھی جو شیاطین کے بہکاوے میں سمجھتے رہے کہ اللہ تعالیٰ سب کو معاف کر دے گا کوئی دوزخ میں نہ جائے گا۔ وہ اس روز اس بہکاوے کے باعث دوزخ کی نذر ہونگے۔ یاد رہے شیاطین کا یہی بہلاوا ہمیں دنیا میں پھنسا دیتا ہے اور پھر ہم سے اللہ کی راہ میں خرچ کرنا دشوار ہوتا ہے۔ ہم سخت دل ہوجاتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اسی کی ممانعت کی ہے اور کہا ہے اگلی قومیں ایسے ہی سخت دل ہوئیں مگر مومنوں کو ایسا نہیں ہونا چاہیے

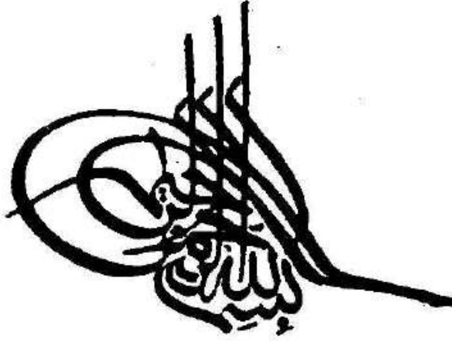
☆☆

انہیں دل کھول کر اللہ کی راہ میں خرچ کرنا چاہیئے شاید اس وقت سلمان حرب کے لئے پیسوں کی ضرورت ہو جس کے نکالنے میں مسلمان دشواری پاتے ہوں اس لئے ان سے اس خرچ کو قرض کہہ کر مانگا اور وعدہ کیا کہ دگنا دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے کام اللہ جانے مگر اس پر یقین لانا ہی نجات کا باعث ہے۔

۳۔ ع : پوری سورت میں یہی مفہوم جاری و ساری ہے کہ اللہ کی راہ میں بے دریغ خرچ کرو' اللہ پر بھروسہ کرو اور اس کا بدلہ پانے کی امید رکھو بخیل اور کنگال نہ بنو بلکہ اگر اس کا مظاہرہ کیا ہے تو اللہ سے معافی مانگو آگے اسی دنیا اور آسمان کی مانند جنت تمہاری منتظر ہے پھر ہر چیز اس دنیا میں آنے سے پہلے لکھی ہوئی ہے۔ مثال کے طور پر اگر تمہیں سختی سے پکڑنا ہے تو یہ مال و سکون دھرا کا دھرا رہ جائے گا۔ اور اگر تم پر آسانی آنے کا وقت ہے تو خود تمہارا بچاؤ نہ بچاؤ برابر ہے وہ فضل اللہ کی طرف سے آئے گا۔ گویا یہ سمجھانا مقصود ہے کہ اللہ ہی کو مسبب الاسباب مان کر چیزوں کی رغبت دل سے نکال دو اور نہ تنگی کا رونا لاؤ اور نہ ہی امارت کی شیخی بگارو کیونکہ تمہارا اپنا اس میں کچھ نہیں۔ سب اللہ کا مال ہے اور جو اسے تسلیم نہ کرے وہ اسے بھگتنے کے لئے تیار رہے۔ یہی باتیں پچھلے انبیاء کرام نے سیکھیں اور اپنی اپنی قوموں کو بتائیں۔ پھر لوہے کی طاقت بتائی کہ اسے اس لئے پیدا کیا کہ اس کے ہتھیاروں لڑائی زیادہ رعب ڈالتی ہے اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کے فرمان پر جہاد کرتے ہیں ان کا محض امتحان ہوتا ہے وگرنہ اللہ کو مدد کی کیا ضرورت وہ خود زور آور اور زبردست ہے۔

۴۔ ع : اس رکوع میں صورت حال کچھ تبدیل ہوئی ہے اور فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں پیغمبری بھی آتی اور کتابیں بھی نازل ہوئیں۔ کچھ لوگ تو پیروی کرتے رہے مگر بہت سے نافرمان رہے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکاروں میں اللہ نے نرمی اور محبت ڈال دی۔ رہبانیت انہوں نے خود مانگی۔ مگر پھر اس میں وہ حق ادا نہ کیا جو رہبانیت کا تقاضہ ہے۔ اور بہت سے نافرمان رہے پھر اہل کتاب سے فرمایا کہ تم کتنی تمنائیں کی تھیں کہ کاش ہم بھی کسی رسول کے زمانے میں ہوتے سو اب تم میں رسول موجود ہیں ان کی پیروی کرو اور اپنے سابقہ انبیاء کرام کی باتوں کی سچائی ظاہر کرو تو تمہیں دگنا انعام ملے گا' نور ملے گا اور تم دیکھو گے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور بزرگی اسی کے ہاتھ میں ہے وہ جس کو چاہے اس فضل سے نواز سکتا ہے۔





سُورۃ المجادلہ

نمبر ترتیب	۵۸
نمبر نزول	۱۰۵
کل آیات	۲۲
پارہ	۲۸
رکوع	۳





۱۔ ع : اس رکوع میں غلط قسم کھانے کی سزا اور حدود بیان ہوئی ہیں بیوی کو ماں کہنے سے قسم ہو جاتی ہے اس لئے ایسی ناگوار بات ہر ہز نہیں کہنا چاہیئے اور اگر کہہ دی تو کفارہ ہے غلام کی آزادی یا دو مہینے روزے یا ساٹھ مسکینوں کا کھانا۔ تب پھر رجوع کرے مگر پھر بھی اس فعل کو مکروہ جاننا چاہیئے جو لوگ اپنی باتوں میں پرہیز نہیں برتتے ان کو موت کے بعد خود ہی معلوم ہو جائے گا جب ان کا ہر عمل اللہ انہیں دکھائے گا خفیہ بد چلنی جو آنکھ سے پوشیدہ ہو اس کا عذاب تو وہی دے گا جو دل کے بھید جانتا ہے۔

۲۔ ع : اس رکوع میں آداب مجلس کے ایک اہم رکن 'سرگوشی کی مذمت کی گئی ہے۔ سرگوشی سے بد دلی اور خواہ مخواہ کی تکلیف ہوتی ہے۔ اس کا مقصد منافقین کے نزدیک بددلی پھیلانا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرما دیا۔ پہلے اس کے لئے خیرات کی شرط عائد کی پھر ہٹا دی محفل میں بیٹھنے کے آداب' اجازت اور اٹھنے کے بارے میں نہایت جامع طریق سے سمجھایا گیا ہے اور اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بدنیتی یا سادگی دونوں صورتوں میں بدتہذیبی سے لوگوں کو منع فرماتے ہیں آداب مجلس کے اس رنگ سے کشادگی آتی ہے اور وقار اور اثر بڑھتا ہے اللہ کے احکام کی خلاف ورزی کرنے والے انجام بد سے نہیں بچ سکتے۔

۳۔ ع : اس رکوع میں منافق اور مومن کا فرق واضح کیا ہے فرمایا کہ منافق جھوٹی قسموں سے سمجھتا ہے کہ بچ جائیگا۔ حالانکہ اللہ دلوں کے بھید ظاہر کر دیتا ہے ایسے لوگوں سے ہمیشہ بچنا چاہیئے کیونکہ وہ شیطان کا گروہ ہے۔ یہ ہمیشہ لوگوں کو اللہ کے راستے سے بھٹکاتے ہیں مگر اس کے برعکس اللہ کے سچے مومن اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خاطر اپنے کسی خونی رشتے کو بھی کوئی ترجیح نہیں دیتے۔ وہ سچے دل سے ایمان کے نور سے منور ہوتے ہیں یہی لوگ حقیقت میں فلاح پاتے ہیں کیونکہ اللہ پاک ان کے دلوں میں اپنی روشنی ڈال دیتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سُورۃ الحشر

نمبر ترتیب	۵۹
نمبر نزول	۱۰۱
کل آیات	۲۴
پارہ	۲۸
رکوع	۳

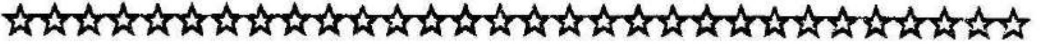
بسم اللہ الرحمن الرحیم



۱۔ ع : اس رکوع میں اللہ تعالیٰ نے اپنے غلبہ اور حکمت کی تعریف فرمائی ہے اور بنی نصیر کے نکالے جانے اور مسلمانوں کے ان کے قلعوں اور باغات پر قبضہ کا واقعہ ہے کہ کیسے انہوں نے خود اجاڑا اور ساتھ ہی مسلمانوں کو کیسے ملا اور ساتھ ہی کہ اس کلال حضور ﷺ کے لئے ہے وہ جیسے چاہیں تصرف فرمائیں پھر اس میں مہاجرین اور انصار کی تعریف کی گئی ہے جو سچے دل سے ایمان لائے اور ایمان کی مضبوطی کی دعائیں مانگتے تھے۔

۲۔ ع : اس رکوع میں منافقوں کی نفسیات کی خوبصورت تفسیر کی ہے فرمایا کہ منافق اپنے بھائیوں کو مدد دینے کا وعدہ کرتے ہیں مگر منافق کسی کا ہمدرد نہیں ہوتا لہٰذا کسی مدد پر نہیں پہنچتے دوسرا منافق ہمیشہ مسلمانوں سے ڈرتے ہیں وہ کھلی جگہ نہیں لڑ سکتے کہ جان پیاری سمجھتے ہیں ان کا آپس میں کبھی اتفاق نہیں اندر سے معاہدہ کرتے ہیں مگر دل سے کسی پر اعتبار نہیں کرتے یہ بداعتمادی انہیں لے ڈوبتی ہے اور یہی ان کی منافقت کا پھل ہے پھر شیطان کی مثال فرمائی کہ پہلے تو ورغلاتا ہے پھر منکر ہو جائے گا۔

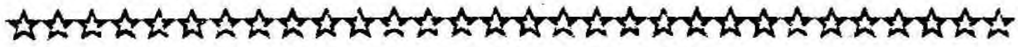
۳۔ ع : اس رکوع میں نصیحت فرمائی کہ اللہ کو مت بھلانا وگرنہ اللہ نے بھلا دیا تو کہیں فلاح نہ پاؤ گے۔ اپنے اعمال کا جائزہ لیتے رہو کہ کیا بھیج رہے ہو اس کے بعد اس رکوع میں اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے قضاتی اسماء گنواتے ہیں پھر فرمایا کہ پہاڑ اگر قرآن سنے تو اللہ کے ڈر اور خوف سے پھٹ جائے اولیاء کاملین کا فرمان ہے کہ اس رکوع کی آخری تین آیات کو صبح و شام پڑھنے والے برکات الٰہیہ سے فیض یاب ہوتے ہیں۔



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سُورۃ الممتحنہ

نمبر ترتیب	۶۰
نمبر نزول	۹۱
کل آیات	۱۳
پارہ	۲۸
رکوع	۲



بسم اللہ الرحمن الرحیم



اس سورت المبارکہ کے رکوع اول میں مسلمانوں کو اس بات کی تنبیہہ کی گئی ہے کہ وہ ان کفار کی طرف سے سلسلہ جنبانی نہ کریں جنہوں نے انہیں بے وطن کیا ایذائیں دیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ پر ایمان لائے اس کی وجہ یہ تھی کہ حضور ﷺ کے ساتھ اللہ پر ایمان لانے والوں کی طرح طرح کی اقسام تھیں کسی کا بال بچہ کافر تھا کسی کے والدین کفار تھے کسی کے عزیزواقارب۔ غرض ہر کسی کا کوئی نہ کوئی تعلق دار مکے میں تھا جب مدینہ میں اللہ تعالیٰ نے انہیں سرداری دی جنگ بدر جنگ احد اور پھر جنگ احزاب کے بعد قریظہ کے قلعوں اور زمین پر قابض ہونے کا انہیں یقین دلا دیا کہ اب اللہ کی فتح و نصرت کے دروازے مسلمانوں پر کھل چکے ہیں اس لئے اب مکہ کو فتح کرنا کوئی مشکل نہیں انہیں کفار کا سلوک بھی یاد تھا اور اپنی روایات بھی وہ سمجھتے تھے کہ جب کفار کو شکست ہو گی تو نجانے انہیں کس طرح تہ تیغ کیا جائے چنانچہ انہوں نے اپنے عزیز و اقارب کو چپکے چپکے اس خطرے کے بارے میں آگاہ کرنا شروع کیا اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنی شدید ناراضگی کا اظہار کیا اور فرمایا کہ اولاد کنبہ یا مال کبھی کام نہیں آئے قیامت کے روز اعمال صالح کام آئیں گے اور جب تم نے اللہ کا ساتھ دیا ہے تو اس پر ثابت قدم رہو تم نہیں جانتے کہ اگر کفار کامیاب رہتے تو ہرگز قرابت داری کا خیال نہ کرتے بلکہ چن چن کر اپنے ہی رشتے داروں کو ختم کرتے اس لئے ان کی بھلائی کا خیال چھوڑو اور انہیں بھائی خیال کرو جن کے ساتھ تم رہتے ہو پھر انتہائی خوبصورتی سے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے چند ساتھیوں کی مثال دی جنہوں نے اللہ کے لئے اپنے عزیزو اقارب کو چھوڑا تو بھول کر بھی ان کا نام نہ لیا ہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد کے لئے توبہ کا ذکر کیا اور قبولیت اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دی۔

۲۔ ع : اس رکوع میں اللہ پاک کی ذات کے قربان جائیے دیکھا کہ اس کے بندے کمزور بندے ہیں ناتہ داری کے ٹوٹنے کے حکم سے ملول ہو رہے تھے تو خوشخبری دی کہ ہو سکتا ہے کہ اللہ خود ہی ان کے دل پلٹائے اور وہ دیندار بن کر تم سے آن ملیں۔ یہاں مستقبل کی خوشخبری بھی ہے اس کے بعد ان عورتوں کے بارے میں فیصلہ کی شرائط مقرر ہوئی ہیں جو مکہ سے ہجرت کر کے آتی تھیں اور ان کے ورثاء ان کے بارے میں اپنا حق جتلاتے تھے۔ اللہ نے فرمایا کہ مومن عورت کافر کے گھر میں نہیں رہ





سکتی۔ اور کافر عورت مومن مرد کے ساتھ نہ رہے۔ اب دونوں کی صورت یہ ہے کہ مومن آدمی کافر کے ہاں اس کا خرچ دے کر اسے لے لے اور مہر ادا کر کے نکاح کرلے اسی طرح کافر مومن کو کافرہ کا خرچ دے کر لے لے مگر اگر کوئی فریق خرچ نہیں دیتا تو پھر دوسرا فریق بھی اس کے خرچ کے پیسے اس کے خرچ کرنے والے کے بجائے دوسرے کو دے لیکن اگر مومن کے پاس پیسے نہ ہوں تو بیت المال سے پیسے دے جائیں پھر ایمان دار عورتوں کے لئے ضروری قرار دیا کہ وہ حضور ﷺ سے بیعت ہونے کی صورت میں چوری' بدکاری' تہمت' بدچلنی مکمل توبہ کریں۔ اور ان احکامات کی پیروی کا وعدہ کریں جو حضور ﷺ نے اللہ کی طرف سے بتائے تو ان سے بیعت کی جائے اس کے بعد پھر مسلمانوں کو کفار سے میل جول بڑھانے سے منع کیا ہے۔ اس سورت کے بارے میں حاطب بن بلتعہ کی مثال دی گئی ہے۔



سُورَةُ الصَّفّ

نمبر ترتیب	۶۱
نمبر نزول	۱۰۹
کل آیات	۱۴
پارہ	۲۸
رکوع	۲



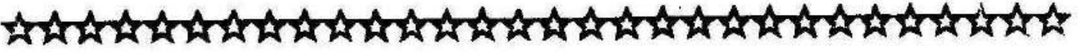


بسم اللہ الرحمن الرحیم



۱۔ ع : اس رکوع میں اہم مضامین یہ ہیں کہ خالی منہ سے کہہ دینا ہی اللہ کو پسند نہیں جو بات کہتے ہو اسے جب تک کر کے نہ دکھاؤ وعدہ نہ کرو۔ مسلمان کو سیسہ پلائی دیوار ہونا چاہیئے عقیدے اور عمل دونوں میں ایسے نہ ہو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم مانند کہ آپ کہہ اٹھے کہ تم کیوں نہیں سمجھتے کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور میری نافرمانی تمہیں عذاب دے گی۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیش گوئی کلاذکر ہے کہ جس میں انہوں نے کہا حضور احمد آنے والے ہیں۔ اللہ کا نور یعنی حضور ﷺ کی تعلیمات پھیل کر رہیں گی۔ اور اس دین کو سب ادیان سے سربلند کیاجائے گا۔ خواہ مشرک اور منکر کتنا ہی جل جل کر مریں۔

۲۔ ع : اس رکوع میں بھی اہم باتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مرضی پر چلو اور حضور ﷺ کی پیروی کرو اور اس راستے میں جان مال سب کی قربانی دو اس قربانی سے تم ایسی تجارت کرو گے جس کا منافع ابدال بد تک رہے گا اور اللہ کے رسول ﷺ کی اس طرح مدد کرو جس طرح کی مدد کا وعدہ حواریوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کیا تھا۔ ان میں ایک فرقہ حق پر رہاہے اور دوسرا منکر رہا اور جو ایمان والے تھے اللہ نے ان کی مدد کی اور جو لوگ اللہ سے محبت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرتا ہے اور فتح کا وعدہ۔





سورۃ الجمعۃ

نمبر ترتیب	۶۲
نمبر نزول	۱۱۰
کل آیات	۱۱
پارہ	۲۸
رکوع	۲





بسم اللہ الرحمن الرحیم



ا۔ ع : یہ تیسری سورت ہے جس کی ابتداء میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہر چیز اس کی پاکی بول رہی ہے پھر فرمایا اللہ نے ان پڑھ لوگوں میں ایک رسول بھیجا جو اللہ کی مدد سے لوگوں کی تربیت فرماتا، انہیں علم و حکمت سے نوازتا ہے ورنہ وہ کس قدر بھٹکے ہوئے تھے یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے جہاں سے جی چاہے اپنا نبی اٹھائے یہ اس کا خاص فضل ہے کوئی اس میں دخل نہیں دے سکتا یہودیوں کی مثال دی اگر وہ توریت کے علم کے انبار بھی رکھتے ہیں مگر اصل روح کو چھپاتے ہیں تو ایسوں کی مثال ایسے ہے جیسے گدھے پر کتابیں لادی ہوں یہودی اگر سچے ہیں تو موت کی تمنا کریں وہ ہرگز نہیں کر سکتے کیونکہ وہ عذاب الٰہی سے ڈرتے ہیں مگر مرنے کے بعد بہرحال اس عذاب سے گزارنا ہے۔

۲۔ ع : اس میں نماز جمعہ کی فضیلت بتائی ہے کہ اذان کے ساتھ مسجد میں چلے جاؤ نماز ادا کرو اور معاش میں لگ جاؤ مگر اللہ کا ذکر برابر کرتے رہو پھر اس واقعہ کی مذمت کی گئی۔ جب لوگ اناج یا تماشا دیکھنے کی خاطر مسجد سے بھاگ گئے تھے۔ اور حضور ﷺ چند ساتھیوں کے ساتھ کھڑے رہ گئے تھے فرمایا تماشے اور سوداگری سے اللہ کے ہاں زیادہ بہتر روزی ہے۔



سورۃ المنافقون

نمبر ترتیب	۶۳
نمبر نزول	۱۰۴
کل آیات	۱۱
پارہ	۲۸
رکوع	۲





بسم اللہ الرحمن الرحیم

ا۔ ع : اس رکوع میں بظاہر خطاب مدینہ کے ان منافقوں سے ہے جو مسلمانوں کی ہیبت اور شان و شوکت سے ڈر کر بظاہر تو مسلمان ہونے کا دعویٰ کا کرتے تھے اور منہ پر حضور علیہ الصوات و السلام سے کہتے تھے کہ ہم نے آپ کو اللہ کا رسول مان لیا مگر اندر سے پکے دشمن تھے۔ اور دشمنی کا اظہار وہ معصوم اور سیدھے سادے نو مسلموں کو بہکا کر کرتے تھے۔ یعنی طرح طرح کی عیب جوئیاں' طعن زنی خود کو اعلیٰ سمجھنا وغیرہ اللہ تعالیٰ ان پر غصے کا اظہار کرتے ہیں اور کہتے ہیں ایسے لوگ اعتبار کے قابل نہیں۔ یہ کمبخت ظاہرا" متمول خوش شکل' خوش لباس ہوتے ہیں گفتگو موثر کرتے ہیں مگر دل سے حضور ﷺ کے دشمن ہیں سمجھتے ہیں ایک دن ان کا غلبہ ہوگا اور غریب مسلمانوں کو باہر نکال دیں گے مگر نہیں جانتے کہ اللہ کی جماعت کو کونسی طاقت شکست دے سکتی ہے حضور ﷺ کی شفقت اور رحمت کے صدقے جائیے آپ ان کے لئے بھی استغفار کرتے تھے فرمایا ان کے معافی نہ چاہو یہ تو تمہیں (نعوذباللہ) حقیر گردانیں اور ہم انہیں معاف کریں یہ نہیں ہوگا ان کوعذاب ضرور ہوگا۔

۲۔ ع : اس رکوع میں نہایت بصیرت افزا پہلو نظر آتا ہے مومنین سے خطاب ہے کہ اولاد اور ثروت تمہیں عجز اور اللہ سے روگرداں نہ کر دے جیسے منافقین اپنی عقل اور ثروت کے بل بوتے پر دین کی دولت لٹا بیٹھے۔ مومنو! ایسا نہ کرنا حب مال و جاہ و اولاد نہ رکھو۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرو کیونکہ موت کے بعد تمہارا کوئی عمل نہیں ہوگا سب کچھ دھرا کا دھرا رہ جائیگا۔ اگر تم چاہو گے بھی تو واپس آکر خرچ نہ کر سکو گے۔

حاصل مطالعہ

یہ حقیقت ہے کہ خاندانی وجاہت' دولت اور اقتدار کا نشہ انسان کو اللہ کی عظمت اور اُس کے غریب بندوں کی قدر سے ناشناس کر دیتا ہے۔ اس سے منافقت پیدا ہوتی ہے یعنی دل چونکہ ایمان سے خالی ہو کر بودا ہو جاتا ہے اس لئے اوپر سے غریب کو اچھا کہتے ہیں دل سے نفرت کرتے ہیں۔ اللہ ہمیں اس مرض سے بچائے۔ آمین



سُورۃ التغابن

نمبر ترتیب	۶۴
نمبر نزول	۱۰۸
کل آیات	۱۸
پارہ	۲۸
رکوع	۲

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۔ ع : اس رکوع میں اللہ کی عظمت' قدرت' جلال اور جمال کی شان بیان ہوئی ہے اور اللہ پر ایمان لانے آخرت کا یقین رکھنے اور ہار جیت کے دن کی خبر کے ساتھ فرمایا ہے جو ایسا نہیں کرے گا اس کے لئے برا ٹھکانہ ہے۔

۲۔ ع : مصیبت اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش ہوتی ہے کہ ہم اس پر کتنا مضبوط یقین رکھتے ہیں اس لئے جو ہر حال میں اللہ پر ایمان سے نہیں ڈگمگاتا وہی کامیابی پاتا ہے بیوی اور اولاد بعض اوقات انسان سے ایسے فعل سرزد کرواتی ہیں جو خسارے کا باعث ہوتے ہیں ایسے ہی دولت اور اولاد آزمائش بن جاتی ہے سو اس کا حل یہی ہے کہ اللہ پر بھروسہ رکھو' نیکی کرو' زکواۃ دو اور اللہ سے اجر کی امید رکھو۔

حاصل مطالعہ

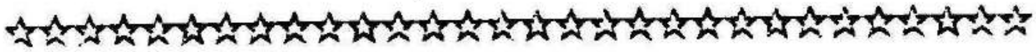
کہا جاتا ہے کہ بخار ہونے کی صورت میں اس سورت کی تلاوت کر کے دم کرنے سے افاقہ ہوتا ہے ویسے اس سورت میں ہمیشہ کے لئے جو واقعات رونما ہوتے ہیں اور ہوں گے ان کے اثرات سے بچنے کی تلقین ملتی ہے۔



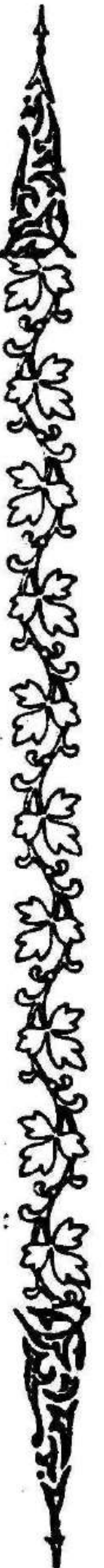
سُورۃ الطلاق

نمبر ترتیب	۶۵
نمبر نزول	۹۹
کل آیات	۱۲
پارہ	۲۸
رکوع	۲





بسم اللہ الرحمن الرحیم



۱۔ ع : اس رکوع میں طلاق دینے کی صورت میں حقوق بتلائے گئے ہیں۔ تین طلاقوں کے لئے تین ماہ کی مدت اور حاملہ کے لئے جب تک بچہ نہ ہو جائے مرد کے لئے اس کا خرچ اور رہائش کا بندوبست کرنا اور ہر صورت میں نیک نیتی اور اللہ کا خوف شرط ہے دودھ بھی اگر پلائے تو معاوضہ ملے گا۔

۲۔ ع : اس رکوع میں اللہ تعالیٰ نے اپنی طاقت اور عظمت کا اظہار کیا ہے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو' کیونکہ ناشکر اور نافرمان مٹا دیئے جاتے ہیں پھر بتایا کہ اسی نے ساتھ آسمان اور سات زمینیں بنائیں اور ہر جگہ اسی کا حکم ملتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سُورَۃُ التَّحرِیم

نمبر ترتیب	۶۶
نمبر نزول	۱۰۷
کل آیات	۱۲
پارہ	۲۸
رکوع	۲



بسم اللہ الرحمن الرحیم



۱۔ ع : اس رکوع میں حضور علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ پیش آنے والا وہ واقعہ بیان ہوا ہے جو انہوں نے بعض کے کہنے پر بعض چیز نہ استعمال کرنے کی قسم کھائی تھی اللہ تعالیٰ نے اس قسم کو کھولنے کا فرمایا اور عورتوں نے راز کی بات ایک دوسرے کو بتا دی تو وہ بھی فرما دیا حضور ﷺ نے دو باتیں جو بتائی تھیں ان میں سے ایک جتلائی اور کہا کہ اللہ سے معافی مانگو ایسے وسوسے دل میں مت لاؤ اللہ کے ہاں اچھی سے اچھی عورتیں پیدا کرنے کی قدرت ہے۔

احقرہ کے ذہن میں اس رکوع نے یہ سوال جواب پیدا کئے کہ حضور علیہ الصلوات والسلام کی زندگی کا کوئی گوشہ مسلمانوں سے مخفی نہ رہا۔ انکی زندگی کھلی ہوئی کتاب ہے گویا مسلمان ایک کھلی ہوئی کتاب ہے بادی النظر میں اس واقعے سے گمراہ کن تصورات بھی ابھر سکتے ہیں مگر جب رسول ﷺ ہو تو جان جاتے ہیں کہ آپ کا ہر عمل اللہ تعالیٰ دنیا والوں کے لئے مشکل راہ بناتا تھا۔ آپ نے یہاں اس عمل سے گزر کر بتایا کہ ایسی باتیں مرد اور عورت کے درمیان پیدا ہوجاتی ہیں۔ تو اس صورت میں کیا کرنا چاہیئے اس کا طریق بھی بتا دیا اللہ سے توبہ کی درخواست یہ کیفیت تبدیل ہوجاتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے راستے سے ہٹ کر قیامت کا تصور اتنا ہولناک ہے کہ انسان کا دل کانپ اٹھتا ہے۔

۲۔ ع : اس رکوع میں بھی سابقہ واقعہ کی خوشبو باقی ہے اللہ تعالیٰ نے اس سورت کے اندر دنیا بھر کی عورتوں کے لئے عمل کے لئے نہایت حسین طریق سے راہ متعین کردی ہے۔ پہلے فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بارے میں بھول کر بھی خیال نہ کرو کہ یہ سب باتیں کہیں بھی گمان پیدا کرتی ہیں۔ بلکہ سچے دل سے توبہ کرو توبہ ایمان کے نور کو بڑھاتی ہے۔ تبھی جو خالص توبہ کرتے ہیں ان کے لئے درجات ہیں پھر فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو کبھی بھی رنج یا تکلیف نہ دے گا۔ وہ تو کیا اس کے سچے ساتھیوں کو بھی نور اور روشنی سے سرفراز کرے گا۔ وہ مانگیں گے اے رب اس روشنی کو قائم رکھ یہ اب ہم سے دور نہ ہو پھر فرمایا حضور ﷺ سے کہ یہ کافر' منکر بدگمان' ذلیل اور دغاباز لوگ اسی قابل ہیں کہ تو ان پر سختی کرے اور انہیں تکلیف دے یوں لگتا ہے کہ حضور ﷺ کو اس واقعہ کے بعد دغا بازوں اور بے ایمانوں





سے ازحد رنج و اذیت پہنچی ہوگی اس کے بعد آپ کی تشفی کے لئے دو نبیوں حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کی بیویوں کی مثالیں دیں جو پیغمبروں کے گھروں میں ہوئے ایمان کی روشنی نہ پاسکیں اس کے برعکس. فرعون کی بیوی کی مثال دی جو ایک کافر اور ظالم بادشاہ کی بیوی ہوتے ہوئے ایمان کے نور سے منور ہوئی پھر حضرت مریم علیہ السلام کی مثال دی جس نے کسی شوہر کو نہ دیکھا اپنی حفاظت کی اور اللہ نے انہیں ایک برگزیدہ نبی کی ماں ہونے کا شرف عطا کیا اور انہیں بھی ولید بنایا بی بی آسیہ (فرعون کی بیوی) کا درجہ ملاحظہ ہو کر حضرت مریم علیہ السلام کے ساتھ ذکر فرمایا۔



سورۃ الملک

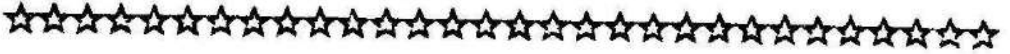
نمبر ترتیب	۶۷
نمبر نزول	۷۷
کل آیات	۳۰
پارہ	۲۹
رکوع	۲



بسم اللہ الرحمن الرحیم

ا۔ ع: بڑی برکت والی ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں راج ہے اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے موت اور زندگی ہمارے امتحان کے لئے ہیں اللہ کی نشانی آسمان کی تخلیق میں ملاحظہ کرو سات آسمان تہہ بہ تہہ ہیں اور ان کی تخلیق اتنی مکمل ہے کہ انسانی آنکھ ورطہ حیرت میں ڈوب جائے مگر اس پر کسی قسم کا اعتراض نہ کرے گی دنیا کا آسمان ستاروں سے سجایا گیا یا پھر شہاب پھنکے جاتے ہیں شیاطین پر جو لوگ ان چیزوں پر یقین نہیں رکھتے انہیں شعلے مارتے ہوئی آگ کے جوش سے ہوش آئے گی جو انہیں لقمہ تر کی مانند چبائے گی۔ وہ تڑپیں گے داروغہ جہنم کہے گا کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا۔ وہ کہیں گے آیا تھا مگر ہم نے اسے جھٹلایا سو اقرار کرنے پر انہیں دوزخ میں انہیں پھینک دیا جائے گا مگر بن دیکھے اللہ پر ایمان لانے والوں کے لئے اجر عظیم ہے۔ اللہ پاک چپکے چپکے یاد کرنے والے یا پکار کر مناجات کرنے والے دونوں کے قریب ہے اور ان کی پکار سنتا ہے۔

۲۔ ع: اگرچہ اس نے زمین تمہارے لیے مسخر کر دی مگر وہ چاہے تو اس اختیار کے بعد بھی نافرمانی کے سبب تمہیں زمین میں دھنسا دے یا پتھروں کا مینہ برسائے اور وہ ایسا کر چکا ہے کیا تمہیں یاد نہیں اس کے انتظام اور نگاہ کی مثال اڑتے پرندے سے دیکھو کہ کیونکر فضا میں اڑتا ہے کون ہے جو اسے تھام رہا ہے؟ اس کی ذات' اس کی نگاہ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں بے وقوفو! تمہاری فوجیں بھی ہوں تو اللہ کے سامنے سرکلہ ہیں۔ وہ رزق بند کردے تو کون کھول سکتا ہے لیکن تم لوگ کم ہی ہو جو مانتے ہو حالانکہ سیدھے اور اوندھے راستے کا فرق صاف ظاہر ہے تم پوچھتے ہو کب پکڑے جاؤ گے سو اس کا علم حضور ﷺ سے نہیں مجھ سے پوچھو جس کو دیکھتے ہی رنگ فق ہو جائیگا اور یہ جو تم رسول ﷺ اور اس کے ساتھیوں کے لئے موت کی دعا مانگتے ہو تو بتاؤ اس سے تمہیں کیا فائدہ! تمہارے اوپر آنے والا عذاب تو برقرار ہے۔ رسول ﷺ کے ساتھی تو مان چکے ہیں تمہیں ہوش نہیں آئی نا سمجھو! اتنا کس پر اتراتے ہو تمہارا پانی جس کو تم معمولی سمجھتے ہو اگر ابھی بند کر دیا جائے تو پھر کون ہے جو بوند کارس تمہارے حلق میں ٹپکائے۔





کفار کا تمسخر بڑھتا جارہا ہے اللہ تعالیٰ کا انداز بیان بتاتا ہے کہ بیچ بیچ میں ان کی کمزوریوں' ضرورتوں کی طرف اشارات ہیں کہ انسان کتنے بڑا دعویٰ کرتا ہے فقط پانی بند کردوں تو ہوش ٹھکانے آجائیں لیکن اللہ کی شان کریمی ہے بلاوجود اتنی سرکشی کے موقع پر موقع دیتا ہے کہ انسان سنبھل جائے مگر ظالم انسان کم ہی سنبھلتا ہے یوں لگتا ہے ہے کہ جھنجلاہٹ' کج روی' نفس پرستی انسان کو قصر مذلت میں ڈال دیتی ہے وہ جوش انتظام میں جلتا رہتا ہے وہ انتقام میں خود کو جلا ڈالتا ہے۔ اللہ پاک نے اس سورت میں سمجھایا دیا کہ تمہارا برا چاہنے سے کوئی تبدیلی نہیں آئے گی۔





سورۃ القلم

نمبر ترتیب	۶۸
نمبر نزول	۲
کل آیات	۵۲
پارہ	۲۹
رکوع	۲
مدنی آیات	۴۸، ۳۷، ۴



بسم اللہ الرحمن الرحیم

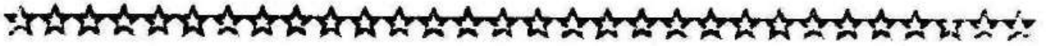


نفس مضمون

ا۔ ع: آیت مبارکہ نمبرا سے ۹ تک حضور ﷺ کو تسلی دی گئی ہے کہ تو مجنوں نہیں اعلیٰ اخلاق پر پیدا ہوا ہے تیرے لئے بے انتہا اجر ہے اور تجھے اب نہ لوگوں کی پرواہ ہونا چاہئیے نا کسی سے متاثر ہونا چاہئیے آیت مبارکہ ۱۰ سے ۳۶ تک اللہ پاک نے ایک تمثیل سے سمجھایا ہے کہ کافروں کے مال و دولت کا حشر ویسا ہی ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ باغ والوں کا ہوا ۳۷ نمبر سے ۴۷ تک مکہ کے لوگوں کے باطل خیالات کی مذمت کی ہے اور ان کے اعلیٰ ہونے کا ان سے ثبوت مانگا ہے۔ ۴۸ نمبر آیت میں حضور علیہ الصلوات والسلام کو مچھلی والے (حضرت یونس علیہ السلام) کی طرح بے قراری کے اظہار سے روکا گیا اور بتایا ہے کہ اللہ کا فضل و کرم شامل ہو تو لوگ جو بھی کہیں نظر بندی کریں۔ نظر لگائیں باؤلا کہیں کچھ نہیں ہوگا قرآن پاک سارے جہاں کے لئے نصیحت ہے۔

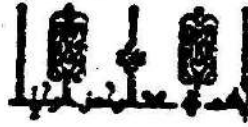
حاصل مطالعہ

نزول کے اعتبار سے اس سورت مبارکہ کا نمبر ۲ ہے جس میں پورے جہاں کے حال اور مستقبل کی خاطر کچھ آیات مدنی بھی شامل ہیں تاکہ تسلسل رہے لیکن غور طلب بات یہ ہے کہ جیسا کہ خود اللہ کریم نے آخری آیات میں فرمایا ہے کہ قرآن پاک پورے جہاں کے لئے نصیحت ہے یا رہنمائی ہے کل کی اس نسبت سے جز یعنی ایک فرد واحد اگر خود کو اس نصیحت کی روشنی میں لاتا ہے تو پھر یہ کتاب اس فرد سے ہم کلام ہو جاتی ہے اور اس کی تربیت کا اہتمام کرتی ہے اس زاویہ نظر سے ہم دیکھیں تو نزول کے اعتبار سے پہلی سورت "علق" میں الفاظ آئے ہیں قلم اور علم یعنی اللہ نے علم قلم سے سکھلایا ظاہر ہے علم قرآن پاک اور قلم جس سے اسے لکھا گیا اب ربط اور تسلسل ملاحظہ ہو دوسری سورت (نزول کے اعتبار سے) تاکیداً" بات کے شروع میں فرمایا قسم ہے قلم کی اور جو کچھ لکھا گیا ہے یعنی قرآن پاک اس میں کچھ شک نہیں اور اس میں لکھے ہوئے کے مطابق جو شخص اسے پڑھے وہ خود کو مجنوں نہ سمجھے وہ مجنوں نہیں اس کے لیے بے انتہا اجر ہے اسے سمجھنا چاہئیے کہ اس کی فطرت نیک ہے وہ غلط نہیں سوچ رہا۔ اور اسے کبھی اپنے ایمان میں کمزور نہیں ہونا چاہئیے ایمان کی کمزوری سے شر





بہت جلد اٹھاتا ہے اور پھر سے غالب آنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کے بعد مثالوں سے مال و دولت کی ناپائیداری کا ذکر ہے۔ پھر انسان کو اپنے سامنے مثلاً" اقتدار پر جلوہ فرما طاغوتی طاقتوں کے بارے میں فرمایا ہے کہ یہ سب اللہ کے نزدیک بے وقعت' کمزور اور پل بھر میں ختم کردی جانے والی ہیں۔ مگر اللہ پاک کسی انسان کے کہنے پر کوئی تبدیلی نہیں لاتا وہ صمد ہے وہ اپنے فیصلے میں کسی کو شریک نہیں کرتا وہ انسان سے پیار ضرور کرتا ہے مگر اپنے فیصلوں میں مختار کامل ہے۔ اس لئے اپنی کمزوری پر قابو پانا چاہیے۔ پھر فرمایا کہ اللہ کے راستے پر چلنے والے کو کوئی ذرہ بھر نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اللہ پاک کے کلام ہر ذی روح انسان اپنی استعداد کے مطابق معانی سمجھ سکتا ہے۔ اللہ کی راہ پر آنے والے کے لئے کامل رہنمائی ہے جلالی شان کے ساتھ جمالی انداز انسان کے قلب و نظر میں وہ وسعتیں بھر دیتا ہے کہ انسان کے لئے تعریف کے الفاظ ڈھونڈھنا ناممکن ہوجاتا ہے اب دیکھئے بات شروع کی تھی کہ تو دیوانہ نہیں پھر اعادہ ہوا۔ بہت سی مثالوں کے بعد کہ یقین آگیا کہ اللہ کی رسی تھامنے والا دیوانہ نہیں ہوتا تو تاکیدا" اعادہ فرمایا کہ تو دیوانہ نہیں اور ناہی کوئی تجھے دیوانہ کر سکتا ہے۔ سبحان اللہ۔ الحمدللہ۔ اللہ ھو اکبر



سُورۃ الحاقۃ

نمبر ترتیب	۶۹
نمبر نزول	۷۸
کل آیات	۵۲
پارہ	۲۹
رکوع	۲



بسم اللہ الرحمن الرحیم



۱۔ ع : اس سورت مبارکہ میں روز قیامت کا نقشہ نہایت اثر انگیز طریقے سے کھینچا گیا ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ قیامت کے روز زمین و آسمان کے ریزے ریزے ہونگے۔ اور قیامت کے ذکر سے پہلے ثمود' عاد اور فرعون کی کے دنیا میں ذلیل و اکارت ہونے کا ذکر ہے۔ علاوہ داہنے ہاتھ میں اعمالنامے والوں کی مسرت اور انعامات بتائے گئے ہیں اور بائیں ہاتھ میں دیے جانے والے اعمال ناموں کے مالکان کا خوف و شرمندگی درج ہے اور ان کا جو حشر وہاں ہے اس کی تفصیل درج ہے۔

۲۔ ع : اس رکوع میں باری تعالیٰ نے قسم کھائی ہے ان چیزوں کی جو نظر آتی ہیں اور جو نظر نہیں آتی ہیں اور کہا ہے کہ اللہ کا پیغام سچا ہے یہ نہ شاعری ہے اور نا جادوگری پھر فرمایا اللہ کا کلام کوئی رد وبدل نہیں کر سکتا وگرنہ اسے مناسب سزا ملتی ہے۔ اور اللہ کی سزا سے کون بچا سکتا ہے۔ اس بے یقینی کا یقین اگلے جہاں ہوگا۔ اس لئے اپنے رب کی پاکیزگی بول۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم



سورۃ المعارج

نمبر ترتیب	۷۰
نمبر نزول	۷۹
کل آیات	۴۴
پارہ	۲۹
رکوع	۲





بسم اللہ الرحمن الرحیم



ا۔ ع : یہ سورت المبارکہ اس سے پہلے کی سورت سے مربوط ہے نزول اور ترتیب دونوں کے اعتبار سے اس لئے یہاں بھی اللہ پاک کا طرز تکلم مالکانہ رنگ میں ہے۔ وہ مالک ہے خالق ہے' وہ سب کچھ کر سکتا ہے' فرمایا کہ ایک سائل نے عذاب کا شدت سے مطالبہ کیا لیکن بے وقوف نہیں جانتے کہ عذاب ایسی کتنی تباہی کرتا ہے اور جب مانگنے پر آئے تو مانگنے پر نہیں آجاتا پھر روز قیامت کے بارے میں فرمایا کہ یہ دن پچاس ہزار سال کا ہے۔ اے پیغمبر تو اس عالم میں اپنے لوگوں کی دکھ دینے والی باتوں پر صبر کر کیونکہ انہیں عذاب محض ڈراؤنا لگ رہا ہے۔ جب کہ وہ ہمارے سامنے ہے جب چاہیں ڈال دیں۔ اس عذاب کی تفصیل کیا ہے زمین آسمان کی شکست' پہاڑوں کا ریزہ ریزہ ہونا اور اتنی تکلیف کہ انسان چاہے گا کہ کوئی بھی چیز دے کر اپنا آپ بچالے ہر گز نہیں وہ کلیجہ کھینچ لے جانے والی آتش ہے جو خود پکار پکار کر مجرموں کو بلائے گی اسی رکوع میں فرمایا مصیبت میں بے صبر اور بھلائی میں مست و بے خبر ہو جانا انسان کی عادت ہے اس عادت نے اسے ناقابل اعتبار بنایا لیکن نماز کے پابند زکواۃ دینے والے اور شہوت پر قابو رکھنے والے اور اللہ سے ڈرنے والے کبھی بھی تکلیف میں مبتلا نہیں کئے جائیں گے سچی بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے کسی کو بھی نڈر نہیں ہونا چاہیئے پھر سچی گواہی دینے والے امین اور نمازیوں کے لئے تو جنت کے باغ ہیں یہ لوگ ہی قابل تعظیم ہیں نماز کی اہمیت شروع اور آخر دونوں جگہ ذکر کی گئی۔

۲۔ ع : کتنے نڈر اور بے خوف ہیں یہ لوگ جو دائیں بائیں سے ٹولے بنا کر تجھے گھیرے میں لیتے ہیں۔ ٹھٹھے کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہ بڑے پسندیدہ ہیں وہ ان لغویات کی برکت سے جنت میں جائیں گے۔ ہر گز نہیں یہ بات وہ خود بھی جانتے ہیں۔ پھر مشارق اور مغارب کا رب قسم کھا کر کہتا ہے کہ ان کی جگہ وہ قوم تمہارے لئے آکھڑی ہوگی جو بہتر ہوگی اور یہ بھی قابو سے نہیں نکل سکیں گے اس لئے ان کو اپنی رنگ رلیوں میں چھوڑ دے کہ جیسی دین کی مکروہ صورت حال بنا کر خوش رہیں حتیٰ کہ آجائے وہ دن جس کا انہیں انتظار ہے اور شوقیہ مانگتے ہیں۔ مگر وہ دن آیا تو ان کی حالت دیکھنا کیسے بھاگتے ہوئے نکلتے ہیں۔ اس وقت ان کے چہروں پر جو ذلت برس رہی ہوگی اس کا اندازہ یہ خود ہی لگائیں گے تب ہم کہیں گے کہ لو جس کا وعدہ تھا وہ پورا کر دیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حاصل مطالعہ



اس سورت کا نمبر نزول ۷۹ ہے اب یہ عالم ہے کہ حضور ﷺ کے ساتھ نیک لوگوں کی جماعت ہے مگر یہ بیچارے غریب لوگ ہیں چند آسودہ بھی ہوں تو کفار کے مقابلہ میں کم تر ہیں۔ اب کفار کی سختی اپنا آخری داؤد لگا رہی ہے اور طرح طرح سے ایذا میں اضافہ کر رہی ہے۔ اس صورت حال میں اللہ پاک کی تسلی و تشفی بھی شامل ہے۔ اور یہ اشارات بھی ہیں۔ کہ آپ ایسے مقام پر جائیں گے جہاں کے لوگ آپ کی محبت میں سرشار ہو جائیں گے پھر اس میں ان لوگوں کی پہچان بتلائی ہے جن پر یہ عذاب نہیں آئے گا اس سورت مبارکہ میں نماز کی تاکید کی گئی ہے۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ نوح

نمبر ترتیب	۷۱
نمبر نزول	۷۱
کل آیات	۲۸
پارہ	۲۹
رکوع	۲



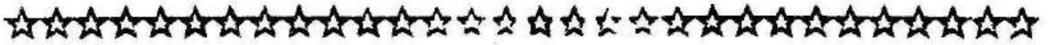
بسم اللہ الرحمن الرحیم

نفس مضمون:۔

اس سورت مبارکہ میں دو رکوع ہیں پہلا رکوع ۲۰ آیات پر مبنی ہے آغاز میں اللہ پاک کا فرمان ہے کہ ہم نے نوح کو اس کی قوم میں بھیجا تا کہ وہ اپنی قوم کو راہ راست پر لائیں اور اس عذاب عظیم سے ڈرائیں جو نافرمانی کی صورت میں ان پر نازل ہو جائے گا۔ حضرت نوح نے اللہ کے پیام کو سمجھانے میں ساڑھے نوسو برس لگادیے انہیں طرح طرح سے سمجھایا کہ اللہ کے راستے پر آجائیں۔ اللہ کی بے شمار نعمتیں یاد دلائیں۔ لیکن ان پر کچھ بھی اثر نہ ہوا وہ اپنے بتوں کی پرستش سے باز نہ آئے دوسرے رکوع میں حضرت نوح علیہ السلام کی پکار ہے جس میں انہوں نے اللہ سے فریاد کی ان ظالموں کو ان کے ظلم کا بدلہ ملے اور اس طرح ملے کہ پھر انکی نسل اوروں کو گمراہ کرنے کے لئے نہ بچے۔

حاصل مطالعہ

اس سورت مبارکہ کی تلاوت کے دوران حضرت نوح علیہ السلام کے مکالمات انتہائی اثر انگیز ہیں ان میں یہ احساس شدت سے محسوس ہوتا ہے کہ انہوں نے کس کس طرح اپنی قوم کو مائل کرنا چاہا مگر ان پر کوئی اثر ہوا اور آخر انہوں نے ایسی ظالم قوم کے حق میں بد دعا کی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے سخت دل ہونے سے بچائے۔ کہا جاتا ہے کہ ظلم، زیادتی کاشکار ہونے والا اگر اس سورت مبارکہ کی اجتماعی طور پر ایک نشست میں ایک ہزار بار تلاوت کر کے اللہ کریم سے دعاگو ہو تو اللہ پاک غیب سے سبیل نکال دیتے ہیں اور ظلم، شر کا اثر زائل ہو جاتا ہے۔







سورۃ الجنّ

نمبر ترتیب	۷۲
نمبر نزول	۴۰
کل آیات	۲۸
پارہ	۲۹
رکوع	۲



دل میں اترتے حرف

نفس مضمون:۔

ا۔ ع : اس سورت میں دو اہم مضامین ہیں نمبر(ا) اس کے آغاز میں حضور پر نور سے خطاب کرکے فرمایا گیا کہ تو کہہ کہ اللہ نے مجھے وحی کی ہے کہ جنوں کا ایک گروہ میری

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

عبادت اور اللہ کے کلام کو سن کر ایمان لے آیا اور انہوں نے اقرار کیا کہ اللہ کی کوئی اولاد نہیں نہ بیوی ہے اور نہ انسان اور شیطان کوئی بھی اللہ کے ساتھ عبادت میں شریک نہیں اور نہ ہی اللہ کے سوا کوئی جن یا انسان کسی کو پناہ دے سکتا ہے اس سورت میں یہ بھی بتایا کہ انسان نے خود ہی جنوں کی پناہ پکڑ کر انہیں سرکش اور ظالم بنا دیا جنوں میں بھی اچھے برے جن تھے اور وہ جان گئے کہ شیطان نے انہیں بہکا رکھا تھا ورنہ اللہ تعالیٰ کے خلاف ہو کر انہیں کہیں بھی پناہ نہیں وہ بھی ایمان کی دولت سے بہرہ ور ہوئے اور کچھ سرکش دولت سے محروم رہے انکا ٹھکانہ آگ ہے اس کے بعد ۱۹ نمبر آیت اللہ کریم نے سب خطاب کر کے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں ہمیں ہمارے اعمال کی بنا پر بھی گرفت کرتا ہے یا شکر گزاری جانچنے کے لئے بھی اس کے بعد دوسرا مضمون حضور ﷺ کے بارے میں بتایا کہ جب آپ عبادت کے لئے کھڑے ہوئے تو ہجوم آپ کے ارد گرد تماشا کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے کچھ فرط شوق یا عقیدت سے اس پر اللہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ آپ کہیے کہ آپ کے اپنے اختیار میں کچھ بھی نہیں آپ اللہ کے احکامات پہنچانے کیلئے منتخب ہوئے ہیں اور جو اللہ کی باتوں جو اللہ کے رسول سے معلوم ہوں حکم نہ مانیں تو ان کے لئے دہکتی ہوئی آگ ہے۔ پھر فرمایا قیامت کب ہوگی بعید اللہ نے کسی کو نہیں بتایا پھر بتایا جو اہم ترین صورت حال ہے کہ رسول ﷺ ہی وہ ہستی ہے جو اللہ تعالیٰ نے چن لی ہے کہ صحیح بات بتاتے ہیں وہ اس طرح کہ ان کے ساتھ اللہ پاک نے فرشتے رکھے ہوتے ہیں جو دیکھتے ہیں کہ رسول بالکل وہی بات کہہ رہے ہیں جو اللہ پاک نے کلام کی اس طرح ان کی کوئی بات ہرگز جھٹلانے والی نہیں۔ کیونکہ وہ تو خاص چنے ہوئے بندے ہیں۔ وہ خود سے گھڑ کر کچھ نہیں کہتے۔

حاصل مطالعہ

اس سورت میں چند نکات نہایت اہم ہیں۔

۱۔ غیب کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں

۲۔ حضور ﷺ کے بعد کسی قسم کی پیش گوئی کو حاصل کرنا ختم ہو گیا

۳۔ حضور ﷺ منتخب بشر ہیں۔ جنہیں ہر بات جو وہ پہنچائیں کچھ بھی غلط نہیں ہوتی۔ وہ ہر بات سچ کہتے ہیں اور ان کا اتباع اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پیروی ہے۔



سُورۃ المزّمّل

نمبر ترتیب	٧٣
نمبر نزول	٣
کل آیات	٢٠
پارہ	٢٩
رکوع	٢
مدنی آیات	١٠، ١١، ٢٠



بسم اللہ الرحمن الرحیم



اس سورت المبارکہ میں آیت نمبر ا سے ۹ تک مضمون مربوط نہایت خوبصورت اور بہت دلنشین ہے فرمایا گیاہے کہ اللہ کے راستے پر چلنے والے (رسول برحق) تو نے کپڑا اوڑھ لیا ہے اب تو آدھی رات کے بعد اپنے رب کی یاد میں کھڑا ہوجا اور قرآن پاک پر آہستہ آہستہ غور کر کیونکہ تجھے اب دنیا میں بڑے بڑے مشکل مراحل سے گزرنا ہے ہم تجھ پر وزن دار باتیں ڈالنے والے ہیں ان باتوں کو آسانی سے سمجھنے کے لئے تہجد گزاری بڑی کار آمد ہوتی ہے اس وقت قربت خداوندی سے سب آلائش دور ہوتی ہے دن کو دوسرے میں کہاں یہ طمانیت ہوتی ہے لہٰذا انھی لمحات میں تو اپنے رب کی طرف آ سکتا ہے اور راز و نیاز محبت کے لطف سے بہرہ ور ہو سکتا ہے اور رب وہی ہے جو مشرق و مغرب کا مالک ہے اور وہی سب کام بناتا ہے۔ آیت نمبر ۱۰' ۱۱ بقول مولانا ظفر اقبال مرحوم علیہ رحمتہ مدنی آیات ہیں ان کا مفہوم گو یہاں مربوط ہے لیکن تھوڑی سی کاوش سے صاف لگتا ہے کہ آیات مدنی ہیں۔ ستمارہ جو کچھ کہتے ہیں اور چھوڑ غم کو اور جھٹلانے والوں کو جو آرام میں رہے اور ڈھیل ان کو تھوڑی سی" پھر ۱۲ تا ۱۹ آیات میں اللہ کر راستے کو چھوڑنے والوں کا دردناک انجام فرعون کی مثل کہ اسے وبال ہوا اور قیامت کا تصور پیش کیا گیا ہے آیت مبارکہ ۱۹ نمبر بڑی معنی خیز ہے کہ دوزخ اور قیامت کا نقشہ بتلا دیا ہے اب جس کا جی چاہے وہ اب کے راستے پر آئے یا چند روزہ آرام کو ترجیح دے۔ ۲۰ نمبر آیت مبارکہ کافی لمبی ہے پورا رکوع ہے یہ بھی مولانا ظفر اقبال علیہ رحمتہ نے مدنی بتائی ہے اس میں اللہ پاک نے نفلی عبادات اور فرض عبادات کے اصول بتا دیئے ہیں۔

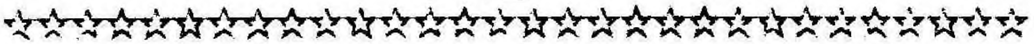
۱۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ کتنے لوگ رات کو عبادت کرتے ہیں اور چونکہ سب انسان اسے آسانی سے نہیں کر سکتے اس لئے اسے اختیاری کر دیا گیا قرآن پاک کی تلاوت بھی انسان کے اپنے وقت اور آسانی پر چھوڑ دی مگر پڑھنے کی شرط برقرار ہے پڑھے خواہ تھوڑا یا زیادہ پھر اس رخصت کی وجہ لوگوں کی بیماری تلاش معاش کی دشواریاں یا جہاد میں مشغول ہونا اور ان حالتوں میں جتنی آسانی ہو پڑھ لیا جائے ہاں نماز' زکواۃ اور نیک اعمال سے کبھی رخصت نہیں یہ ادا کرنا ہونگے کیونکہ ان سب کا اجر کئے ہوئے عمل سے بہتر ہوگا مگر عمل کر کے بے فکر نہ ہوں بلکہ یہی لگے کہ ہم سے کہاں تک حق ادا ہو سکا اس لئے ہر حال میں اس سے معافی مانگو وہ بڑا غفور رحیم ہے۔



حاصل مطالعہ



سورت مبارکہ مزمل قرآن کریم کی اہم سورتوں میں سے ایک ہے ترتیب نزول کے اعتبار سے اس سورت کی آیت نمبرا سے ۹ اور ۱۲ قابل غور ہیں جب ایک مخص قلم سے اتارے گئے علم سے آگاہ ہو تو اب کیا کرے اب اسے چاہیے کہ تہجد گزاری کا عمل کرے اس عمل میں دنیا کا کوئی بکھیڑا مائل نہ ہوگا مالک قلم و علم کے روبرو خود کو پائے گا اور پھر آہستہ آہستہ غور کرے گا یا کلام کرے گا تو کائنات کے سربستہ رازوں کی سرسراہٹ کی آواز سنے گا اور جان لے گا کہ یہاں کا آرام بالکل ایسے ہے جیسے صبح دوپہر اور شام کی چند گھڑیاں اس کے بعد حقیقی موت (زندگی) تو ان کے پاس ہے جنہوں نے روزے کی طرح پرہیز سے قریب نہ آنے دیا اس ایک روزہ خوشی کے بعد غیر معینہ عرصے کی سزا اور عذاب ہے اب انسان کو اختیار ہے کہ ایک روزہ عیش کو پسند فرمائے یا غیر معینہ جنت ایک روزہ صبر، تحمل اور برداشت سے کام لے یا ہمیشہ کی چیخ و پکار میں جیسا پسند کرے



ادبی حسن



اس سورت میں جو نزول کے اعتبار سے نمبر ۳ ہے ایسے لگتا ہے جیسے وہ عظیم الشان ہستی ہر شخص کے دل کی کیفیات سے نہ صرف آگاہ ہے بلکہ اس سے ہم کلام ہو کر اس کی مشکلات بھی دیکھتی ہے اور پھر ان کا پھل بھی پیش کرتی ہے۔ وہ جو اس کے حضور کمبل اوڑھ کر کھڑا ہو گیا اسے فرمایا جا رہا ہے کہ بھئی سچ ہے کہ بستر چھوڑنا مشکل ہے مگر دیکھو میں بھی تو تمہارے پاس چلا آیا ہوں۔

اب میری آغوش محبت کے مقابلے میں یہ بستر کوئی بڑی چیز تو نہیں یہی گھڑیاں تو ہیں جب تو میرے قریب ہوتا ہے پھر دنیا کے اشغال اس لئے آجا دنیا کو چھوڑ اور میرے پاس چلا آ اور میرا نام لئے جا میں کون تیرے کام بنانے والا مشرق و مغرب کا رب!

اس کے بعد کی آیات میں جلالی کیفت ہے اور فرعون کے اشارے سے بتایا کہ جو خود ہی خدا بن بیٹھتے ہیں ان کا کیا حشر ہو گا۔

احقرہ کو اس سورت کے ابتدائی حصے میں جس قدر لطف و سرور محسوس ہوتا ہے اتنا ہی اپنی بے مائیگی کا خیال ملول کر دیتا ہے چھوٹا منہ بڑی بات کہہ کر میں اپنے ہر موئے بدن کے ساتھ معافی کی طلبگار ہوں میرے مالک! میں کہاں اس قابل کہ تو مجھے پکار دے کہ چلی آپ سے الگ ہو کر میرے پاس اور بول میرا نام میں جو مشرق اور مغرب کا رب ہوں اور سب کا کام بنانے والا یا اللہ پاک! یا اللہ پاک! تو نے اس سورت میں اپنے محبوب کو مخاطب کیا ہے اپنے محبوب کے ادنیٰ غلاموں کے قدموں کی خاک کے طفیل ہم جیسے عاصیوں پر بھی نظر کرم ڈال۔ آمین

پھر دیکھئے نبی برحق ﷺ کا حسن تدبیر کہ کتنی خوبصورتی سے مدنی آیات کو یکجا کیا ہے خصوصاً" آیت نمبر ۲۰ نے اس سورت کو زمانے کی قید سے آزاد کر دیا ہے۔ واللہ علم بالصواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سُورۃ المدّثر

نمبر ترتیب	۷۴
نمبر نزول	۴
کل آیات	۵۶
پارہ	۲۹
رکوع	۲

نفس مضمون:۔

اس سورت مبارکہ میں حضور ﷺ کو تبلیغ کا حکم ملا ہے حضور ﷺ کا انتخاب ایک ایسے شخص کے مقابلے میں بھی ہے جو صاحب ثروت ہے دس بیٹوں کا باپ ہے معاشرے میں اسی سے متاثر ہیں اس کے اور اس کے ہم پلہ ساتھیوں کے مقابلہ میں تنہا انسان کا غلط طریقوں کے خلاف آواز بلند کرنا کتنے ہی اعلیٰ درجہ کی ہستی کا کام ہے مگر بہرحال وہ بشر بھی ہیں بشر جیسی گھبراہٹ اور کمزوری پاتا ہے لہٰذا ایسی حالت میں دو تصور آتے ہیں ایک دنیا کی شان و شوکت کا اثر دوسرا مال و دولت کی اہمیت اللہ پاک نے دونوں کو رد کیا فرمایا لحاف میں لپٹنے والے! اٹھ اور لوگوں کو ڈرا قیامت نہایت ہولناک چیز ہے وہ آئے گی اور یہ دنیا اس کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتی دس بیٹوں کا باپ کا معاملہ ہمارے سپرد کر۔ وہ سمجھتا ہے یہی عنایات وہاں بھی برقرار رہیں گی اور ساتھ ہی تمہارے رسول ﷺ ہونے پر منکر ہے بلکہ مذاق اڑاتا ہے تو پھر اس



مذاق کے بدلے میں وہ آگ میں جھونکا جائے گا جہاں پہ بار بار مرے گا اور زندہ ہو گا اس پر ۱۹ فرشتے مقرر ہیں یہ نمبر محض آزمائش کے لئے ہیں ورنہ نیک بندے کا ایمان کسی مثال کی جزئیات میں نہیں پڑتا اور روز قیامت ان کو پتہ چلے گا جو یہاں جھٹلاتے رہے لوگ چاہتے ہیں کہ ہر کوئی کتاب والا بن جائے انہیں آخرت کا خوف نہیں حالانکہ تو بھی تو نصیحت ہی کی بات کرتا ہے مگر نصیحت بھی تو اللہ جسے چاہے نصیب فرماتا ہے وہی اللہ جس سے ڈرنا چاہے اور جو بخشنے والا ہے۔

حاصل مطالعہ

اس سورت مبارکہ میں اس شخص کو جو راہ ہدایت پر چلنا چاہتا ہے یہ بتایا گیا ہے کہ اولاً تو ہدایت رب کی مرضی ہے جسے چاہے دے۔ مگر بندے کے پاس اختیار ہے کہ پہلے اللہ کے راستہ پر پاؤں رکھے اب اللہ کی راہ میں وہی پاؤں رکھتے ہیں جنہیں دنیاوی شان و شوکت عارضی اور بے معنی لگے لیکن دنیا میں اقتدار کا سرچشمہ دولت اور دولت میں اضافہ ہی سمجھا جاتا ہے۔ عام لوگ اتنے بینا نہیں ہوتے وہ ظاہری چمک دمک کا ساتھ دیتے ہیں۔ لیکن ایسے میں خود سے جنگ کرنا خود کو تبلیغ کرنا ڈرانا سنانا قیامت کا تصور قائم کرنا' نماز پڑھنا' غریب کی مدد کرنا' فضول گفتگو سے پرہیز کرنا' ایسے سہارے ہیں جو انسان کو دنیا کے مکرو فریب سے نکال لاتے ہیں اور پھر وہ اللہ ہی سے ڈرتا ہے اور سمجھتاہے کہ اس سے بخشش کا سوال کرنا صحیح ہو سکتا ہے اس سورت کے آغاز میں لباس کی پاکیزگی کی بھی تاکید کی گئی ہے۔

اس سورت میں حضور ﷺ ہی سے تخاطب باور کیجئے جس بڑے کام کی طرف سورت مبارکہ مزمل میں اشارہ تھا وہ شروع ہو چکا' مال دولت' دنیا اور رشتہ و پیوند کے ساتھ حق کی ٹکر ہونے والی ہے حق کے آگے یہ سب چیزیں بہتان و وہم و گماں ہیں حضور ﷺ سے خطاب کے دوران ترتیب کا انداز کتنی اپنائیت لئے ہے پھر ولید بن مغیرہ کا حضور ﷺ کے بارے میں نازیبا رویہ کتنی خوبصورتی سے منظر کیا گیا ہے۔ کتنی عمدگی سے اس کے مکالات اور اور ادائیگی کا بیان ہے۔

پھر اس کا انجام جس کا اسے علم نہیں (پھر مارا جائیو کیسا ٹھہرایا) انسان کے بے خوفی پر اللہ تعالیٰ کا انداز تاسف قابل تحسین ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُورَةُ الْقِيٰمَةِ

نمبر ترتیب	۷۵
نمبر نزول	۳۱
کل آیات	۴۰
پارہ	۲۹
رکوع	۲

دِل میں اتر نے حرف

نفس مضمون:-

ا۔ اللہ پاک کے کلام میں یہ چیز محسوس ہوتی ہے کہ پہلے اللہ پاک اشاروں کی چیز کی طرف غور کرنے کی دعوت دیتے ہیں پھر اس کا ردعمل دیکھنے کے بعد اس کی مناسبت سے دوسری سورت کا نزول ہوتا ہے اب دیکھئے اس سورت سے سورت مبارکہ القارعہ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کا نزول ہوا جو مختصر سی تھی روز قیامت اور اعمال کے وزن کی طرف تھا اب اس سورت میں قدرے تفصیل ہے اس سورت کی چالیس آیات میں تین چار مضامین آگئے ہیں۔ نمبر ایک نفس کی قسم۔ قسم ہمیشہ اہم چیز کی کھائی جاتی ہے لواحہ وہ آواز ہے جو توبہ اور معافی کے وقت انسان کی رگ رگ نکلتی ہے انسان اپنی غلطی کا اعتراف کرنا اللہ کے نزدیک پسندیدہ ہے اس کی قسم کھائی ہے پھر بتایا کہ مرنے کے بعد زندہ کرنا اللہ کے لئے بالکل آسان ہے انسان کو اپنی تخلیق پر غور کرنا چاہیئے تو پھر یہ سوال کبھی نہ کرے گا۔

۲۔ قیامت کے روز سورج چاند کی طاقت سلب ہو جائیگی گھبراہٹ اور گرمی ہوگی اور آسمان بھی غائب ہوگا۔ تو عافیت کہاں ہوگی پھر بتایا کہ انسان سب کچھ سمجھتا ہے اس کا اپنا وجود ہی اللہ پر یقین لانے کے لئے کافی ہے۔ گویا وہ خود اپنے اوپر دلیل ہے اس کا انکار اس وجہ سے نہیں کہ اسے سمجھ میں نہیں آتا بلکہ ڈھٹائی بہانہ اور بے خوفی ہے۔

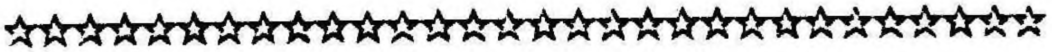
۳۔ حضور علیہ الصلوات و السلام کو جلدی جلدی حضرت جبریل علیہ السلام سے وحی کے الفاظ سن کر جلدی جلدی دہرانے سے منع کیا گیا کیونکہ اس طرح بلت کا اثر اور خود حضور ﷺ کو تکلیف ہوتی تھی۔ فرمایا کہ تو خاموشی سے سن اور اسے دوسروں تک پہنچانے کے لئے ہم خود تیری زبان کو بیان عطا کردیں گے۔ گویا وحی کا حضور ﷺ کی زبان سے منتقل کرنا بھی ایک قسم کی اللہ کی طاقت کی نشانی ہے۔

۴۔ تازہ اور اداس چہروں کی تفصیل بتانے کے بعد ایک چھوٹی سی قیامت کی جانب اشارہ ہے۔ اور وہ ہے ہر شخص کی موت کا منظر کیسے اس کی موت اسے بے بس کر دیتی ہے پھر کوئی دعاوار کام نہیں آتا روح کھینچ کر نکل جاتی ہے مگر وہ پھر بھی جھٹلاتا ہے اور کبھی اللہ پاک کی بندگی کی جانب نہیں آتا نہ اسے یقین آتا ہے نا ہی وہ نماز پڑھتا ہے لیکن اپنی پیدائش پر غور کرے۔ افسوس وہ بالکل غور نہیں کرتا کہ خدا جس طرح انسان کو پیدا کرتا ہے اس کے جوڑے بناتا ہے وہ اللہ مردوں کو بھی زندہ کرنے پر قادر ہے اللہ پاک سمیع و بصیر ہے علیم و خبیر ہے اس دنیا میں آنے والے ہر فرد کی تقدیر لکھی ہوئی ہے اس نے وہی کچھ کرنا ہے جو اس سے منسوب ہے تو پھر اس میں وہ بے بس ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اسے اختیار بھی ہے وہ بدی کو چھوڑ سکتا ہے نیک بن سکتا ہے مگر جو اس اختیار سے ناجائز فائدہ اٹھاتا ہے وہ قعر مذلت بھی گر جاتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ الدھر

نمبر ترتیب	۷۶
نمبر نزول	۹۸
کل آیات	۳۱
پارہ	۲۹
رکوع	۲



بسم اللہ الرحمن الرحیم



ا۔ ع : اس سورت کا مزاج تو مکی سورتوں جیسا ہے مگر سورت مبارکہ الرحمان کی طرح اس میں نعمتوں کا ذکر ہے۔ پہلی آیات میں فرمایا کہ انسان شروع میں قابل ذکر چیز نہ تھا۔ جب اسے بنا سنوا کر انسان کی شکل دی تو مقصود یہ تھا کہ یہ دیکھا جائے کہ یہ اپنے خالق کا شکر ادا کرتا ہے یا سرکشی اختیار کرتا ہے جو منکر ہو گا اس کے لئے دوزخ زنجیریں اور طوق تیار ہے جو خوف زدہ ہوئے اللہ سے ڈرے اللہ سے محبت کی بنا پر غریبوں' یتیموں اور قیدیوں پر مہربان ہوئے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کی سختی سے انہیں نکال لے گا۔ اور پھر ان کے لئے فوری مشروب' میٹھے چشمے' اعلیٰ لباس اور خوبصورت میزبان ہوں گے اس تمام منظر کی بہت خوبصورتی سے عکاسی کی گئی ہے۔

۲۔ ع: اس رکوع میں فرمایا کہ قرآن آہستہ آہستہ کر کے اترا۔ اس لئے کئی انسان کے مشورے' یا کسی ناشکرے یا گنہ گار کی طرف جھکنے کی ضرورت نہیں۔ صرف اللہ تعالیٰ سے مدد اور اعانت طلب کریئے صبح شام اسے پکاریئے اور رات کو بھی یاد کریئے اور دیر تک رات کو ذکر اللہ میں مشغول رہیئے۔ لوگ جلد ملنے والی لذتوں پر جھپٹتے ہیں اور عذاب کو غلط سمجھ کر قیامت سے بے خبر ہو جاتے ہیں حالانکہ انسان کو اسی مالک نے بنایا کمزور کو طاقت اسی نے دی تو وہ یہ بھی کر سکتا ہے کہ اس طاقت کے مقابلے سے کئی گنا اور طاقت والے لوگ لے آئے۔ اس لئے اللہ کی منشا کو سمجھ کر نافرمانی سے باز رہنا چاہیئے وہ جو کچھ جانتا ہے بندہ نہیں جانتا۔ اس لئے ہم اس کی مرضی میں دخل نہیں دے سکتے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سُورۃ المُرسَلات

نمبر ترتیب	٧٧
نمبر نزول	٣٣
کل آیات	٥٠
پارہ	٢٩
رکوع	٢





بسم اللہ الرحمن الرحیم

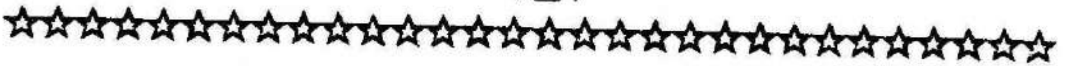
نفس مضمون:۔

خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کے لئے اس سورت مبارکہ میں ۵۰ آیات ہیں اور ۱۰ بار یہ جملہ آیا ہے کہ خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کے لئے سورت کی تمہید ہواؤں کے چلنے اور بادل پھیلانے سے شروع ہوتی ہے۔ پھر خاص نکات یہ ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے سزا سے پہلے عذر اور ڈر دونوں کی حقیقت بتادی۔ پھر روز قیامت کے بارے میں یہ بتایا کہ اس روز ایک طرح کی چھاؤں ہوگی جو تین پھانکوں کی مانند ہو گی۔ نہ گہری چھاؤں جو تمازت نہیں روک سکتی۔ ایسی آگ جو اونٹ چنگاڑھیں یا پھینکیں اور وہ تڑپیں اور توبہ کی خواہش کریں تو توبہ نہیں ملے گی۔ اس روز سب اگلے پچھلے پاس ہوں گے مل کر زور لگالیں کون جیتے گا! مگر متقی لوگوں کے لئے چھاؤں کی کیا صورت ہے وہ عرش کے سایہ میں ہیں نہریں اور میوے ان کے منتظر ہیں پھر دنیا کی طرف اشارہ کیا کہ ٹھیک ہے چند روز اکڑ دکھاؤ' نہ جھکو' نہ اسے یاد کرو' اکڑے رہو خود دیکھ لوگے اور بدبختو! کیا اتنے روشن دلائل کے بعد بھی تمہیں خیال ہے کہ اور کتاب اترے گی سو ایسا ہرگز نہیں ہوگا اور تمہارے لئے خرابی ہے صرف خرابی۔

حقیقت ہے کہ دل کا سکون اور بے چینی' کاذب یعنی جھٹلانے والے' اور متقی یعنی ڈرانے والے کو خود ہی مل جاتا ہے متقی دولت سکون سے ہمکنار رہے اور کاذب خوف اور دہشت آگے جو اس کا حشر ہوگا۔ اس کے بارے میں بتادیا۔

اس سورت مبارکہ میں نئی بات جو احقرہ نے محسوس کی وجہ ہے کہ اس میں جھٹلانے والوں کے لئے خرابی کے الفاظ کا اعادہ موقع فراہم کر رہا ہے کہ انسان صراط مستقیم کی طرف آجائے۔ اس سورت مبارکہ میں آیت نمبر ۴۸ مدنی ہے معنی "اور جب کہے ان کو جھک جاؤ نہیں جھکتے یعنی نماز پڑھتے" کیونکہ مرسلات کے زمانہ نزول میں شاید نماز کے اوقات اور طریق کار کے بارے میں مکمل معلومات نہ ہونگیں۔



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سُورۃ النَّبَاِ

نمبر ترتیب	۷۸
نمبر نزول	۸۰
کل آیات	۴۰
پارہ	۳۰
رکوع	۲

نفس مضمون

ا۔ ع : اس سورت مبارکہ کا آغاز بڑے جلالی انداز میں ہے فرمایا۔ ان لوگوں نے کیا شور مچا رکھا ہے! کیا سوال پہ سوال کیے جا رہے ہیں!! کیا تمسخر ہو رہا ہے!! کیا بار بار قیامت قیامت پکارتے ہیں۔ قیامت کوئی خیالی چیز نہیں مگر اس کا وقت کسی کو نہیں بتایا گیا (وجہ بھی ہمیں معلوم ہے اس طرح جانچ کا لطف نہیں رہتا) ہاں تو اللہ فرماتے ہیں کہ قیامت تو آئے ہی گی اور اس کا یقین کرنے کے لئے کائنات کے کارخانے پر نظر دوڑاؤ رات، دن، آرام، سورج، معاش، فصلیں مرجھانا پھر اگنا یہ سب اس بات کی دلیل نہیں کہ ان سب چیزوں کو کوئی طاقت ہی کنٹرول کر رہی ہے تو پھر اس منظر کو ختم کر دینا بھی کوئی مشکل نہیں بے شک دوزخ شرپسندوں کی تاک میں ہے اس دوزخ میں کھانے اور پینے کے لئے ابلتا ہوا پانی اور پیپ ہے اور پھر جیسے جیسے یہاں ان کا تمسخر بڑھتا ہے ویسے دوزخ کا عذاب آہستہ آہستہ بڑھے گا اللہ پاک کے پاس ہر بشر کا ہر عمل



کتاب میں لکھا جاتا ہے۔

۲۔ ع : اب جو لوگ رب تعالیٰ سے ڈرتے ہیں ان کے لئے اجر اور مقامات کا ذکر ہے۔ جنت کی آسانیاں' فراوانیاں اور خوش بختیوں کی تفصیل ہے اچھے اور خوبصورت ساتھی کی بشارت ہے مگر رحمت والا رب بڑے جلال و اکرام کا مالک ہے اس کے سامنے کوئی زبان نہیں کھول سکتا مگر جسے وہ حکم دے اور پھر جسے حکم دیا جاتا ہے تو وہ صحیح سفارش کرتا ہے پس قیامت تو حق ہے ضرور آئے گی اور فقط انسان کے اپنے اعمال پر فیصلہ ہوگا نہ کوئی سفارش نہ وسیلہ مگر اس بنا پر کہ سفارش کرنا صحیح ہو کام آئے گی اس لئے دنیا کی زندگی کو غنیمت سمجھ کر باعمل رہو قیامت کی خبر تو دے دی ہم نے خبر سنا دی اس روز کافر اپنا اعمالنامہ دیکھ کر پکار اٹھے گا کاش میں مٹی ہوتا۔



حاصل مطالعہ

اگر ہم تاریخی اعتبار سے اس سورت کا جائزہ لیں تو یہ بات واضح ہے کہ اب حضور علیہ الصلوات والسلام اور ان کے ساتھیوں کی تربیت کا وہ مرحلہ ہے جہاں قدم قدم پر ان کے حوصلے بڑھائے جا رہے ہیں اس لئے ان میں نزول کے اعتبار سے ۶۰ سے شروع ہونے والی سورتوں میں جنت کی بشارت دی جارہی ہے اور کفار کو مسلسل خوف دلایا جارہا ہے کہ وہ چاہیں تو اپنے آپ کو تبدیل کر لیں اب اس سورت میں آیت نمبر ۳۸ بڑی اہم ہے اس کے معنی ہیں فضل و کرم کے باوجود قیامت کے روز کسی میں طاقت نہیں ہوگی کہ باری تعالیٰ کے سامنے آنکھ اٹھا سکے وہاں بھی سفارش وہی قبول ہوگی اور اس کی ہوگی جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کئی بار نشانی میں بتلا چکے ہیں مگر گنہ گار یا عام آدمی کے لئے سفارش تبھی کی جائے گی کہ وہ اس قابل ہو کہ اس کی سفارش کی جائے یہاں احقرہ اپنے ارد گرد اور خود اپنے اندر کتنی خفت محسوس کر رہی ہے ہم سمجھتے ہیں ہم کچھ بھی نہ کریں اللہ کے احکامات کو پس پشت ڈالیں رکھیں تو بھی حضور ﷺ کی معرفت جنت میں پہنچ جائیں گے۔ ہمارا یہ خیال کتنا کام ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کیونکر ایک سرکش کی سفارش کریں گے۔ کیونکہ اس شخص کی بخشش مانگیں گے جنھوں نے کبھی ایک سجدہ بھی کبھی نہ کیا ہو بھلا یہ کیونکر ممکن ہے چور' سمگلر' اخلاق سے عاری کو گمان ہو کہ وہ جو چاہے کرے سفارش کا قابل قبول ہونا ضروری ہے اس لئے ہمیں یہ سوچنا چاہیے کہ اچھے اعمال کر کے تو شاید سفارش کی امید بندھ جائے برے اعمال پر نہیں کیونکہ وہ جو کچھ ہم آگے بھیجتے ہیں وہی ملنے کی امید رکھنا ہے۔



سُورۃ النّازِعات

نمبر ترتیب	۷۹
نمبر نزول	۸۱
کل آیات	۴۶
پارہ	۳۰
رکوع	۲

نفس مضمون

ا۔ ع : اس سورت مبارکہ کے شروع میں انسانی زندگی کے ان لمحات کا ذکر ہے جن سے مومن اور کافر دونوں گزرتے ہیں یعنی موت کا وقت اس وقت کیا کیفیت ہوتی ہے یہ تو مرنے والا ہی جانتا ہے مگر بظاہر نشانیاں بھی بہت کچھ بتا سکتی ہیں سو بتایا کہ بد بخت کی روح چھپتی پھرتی ہے اور موت کا ہاتھ اسے ڈوب کر اور گھسیٹ کر نکالتا ہے اور خوش بخت تو پہلے ہی سے آزمائش سے کامیابی سے عہدہ برآ ہونے کے تصور سے معذور ہوتا ہے اس کی روح کے صرف بند کھولنا کافی ہیں اور وہ پرواز کر جاتی ہے پھر وہ مرحلے جو ان روحوں کو رکھنے اور ٹھہرانے کے ہیں انجام پاتے ہیں یہ سب باتیں ہوتی ہیں خیالی

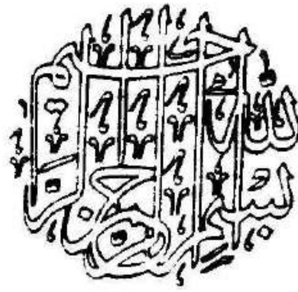
☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

نہیں اسی لئے ان کی قسم کھائی گئی ہے پھر قیامت کی نشانی یہی ہے کہ کچھ مارے شرمندگی کے آنکھیں جھکا رہے ہونگے ذلت برس رہی ہوگی پھر فرمایا کیسے استہزا سے کام لے رہے ہیں قہقے برسا رہے ہیں کہ ہم ہڈیاں اور چورا پھر سے جڑ جائیں گے یا یہ ہڈیاں اور چورا عذاب سہے گا مگر اس ذلت کے سامنے جب ایک ہی تند آواز کو سن کر بھاگے آئیں گے کیاہم نہیں پوچھیں گے کہ اب ایک ہی آواز پر کیسے اٹھ کر چلے آئے تمہیں تو اس پر یقین ہی نہیں تھا اور پھریہی قوم نہیں ہم نے فرعون کے پاس موسیٰ کو بھیجا اور کہا کہ اللہ پر ایمان لے آئے اپنے آپ کو خدا کہلوانا چھوڑ دے مگر اس نے پورے شہر کے سامنے اپنے رب اعلیٰ ہونے کا دعویٰ کیا سو اس کا کیا حشر ہوا دنیا اور آخرت دونوں میں ذلت اور عبرت کی نشانی بنا اللہ کے ہاں ڈرنے والے ہی فلاح پاتے ہیں۔

۲۔ ع : اے انسانو! تمہیں انسانوں کے دوبارہ بنائے جائے پر تو بڑا اعتراض ہے مگر سوچو اس کائنات میں ہر شے ہر روز پھر سے بنتی ہے بننے کا مطلب یہ ہے کہ غائب ہو کر پھر سے نظر آنے لگتی ہے تو کیا یہ پھر سے بننا نہیں پھر انسان سے مشکل تو رات' دن' زمین' فصل پانی' پہاڑ یہ سب زیادہ بڑے کام تھے سو ان پر تم غور نہیں کرتے۔ بے وقوفو اس روز کو یاد کرو جب فقط تقویٰ کام آئے گا دوزخ سامنے لپک لپک کر بھون رہی ہوگی لیکن اس کا معین وقت نہیں بتایا جاسکتا۔ حضور ﷺ اس کے احوال اور مقالات ہی بتا سکتے ہیں اور ڈرا سکتے ہیں ہاں ایک نشانی یہ ہے فقط ایسا لگے گا کہ ہم اس دنیا میں ایک شام یا ایک صبح ٹھہرے ہیں۔

حاصل مطالعہ

معلوم ہوتا ہے رب جلیل و کریم اب حضور علیہ الصلوات کو اس وادی سے نکلنے کے لئے اس قوم پر اتمام حجت ہر طرح سے پوری فرما رہے ہیں بلکہ ہر اس شخص کے لئے جو تربیت کے اس موڑ پر ہو جہاں دنیاوی تاویلات اس کے خیالات میں شک کا کوئی ہلکا تاثر پیدا کریں اسے موت کے تصور سے ہم کنار کیا جارہا ہے موت ایسا تصور ہے جس کو ہم روز دیکھتے ہیں لہٰذا اسی پر چلنا ہمیں راہ مقیم پر رکھتا ہے۔ یہ سورت اپنے سے پہلی سورت سے پورا پورا ربط ہے اس سورت میں یہ تصور دیا گیا ہے کہ اس رب عظیم سے ڈرا جائے اور یقین کیا جائے کہ موت آئے گی۔



سُورَةِ عَبَسَ

نمبر ترتیب	۸۰
نمبر نزول	۲۴
کل آیات	۴۲
پارہ	۳۰
رکوع	۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نفس مضمون

آیت نمبر ۱ تا ۱۰ تک ایک نابینا شخص کے آنے اور حضور علیہ الصلوات والسلام کا بعض مصلحتوں کے پیش نظر اس کی طرف پوری توجہ نہ دینے کے بارے میں بتایا گیا اور وضاحت فرمائی گئی کہ اس دین کی ترویج و ترقی کے لئے امیر و بارسوخ ہونے کی قید نہیں یہ تو ہر شخص کی اندرونی طلب سے سمجھ میں آتا ہے حضور نبی کریم ﷺ کا کام اس دین کے بارے میں آگاہ کرنا ہے آگے اللہ پاک نے اس کے بارے میں کیا فیصلہ کیا یہ وہی جانتے ہیں آیت نمبر ۱۱ سے ۱۶ میں بتایا ہے کہ یہ نصیحت ہے اور یہ پاک اوراق میں محفوظ اور اونچے رکھے ہوئے ہے اسے وہاں بھی پاک فرشتوں نے رقم کیا اور یہاں بھی نیکو کار اسے لکھتے ہیں اس سے قرآن پاک لکھنے والوں کی عظمت ظاہر ہوتی ہے آیت نمبر ۱۷ تا ۳۲ انسان کی پیدائش موت اور پھر برزخ سے روز قیامت تک اس کی حالت کا نقشہ کھینچا گیا ہے پھر نباتات کے اگنے اور ان کے طریق کار کو وضع کیا گیا ہے آیت نمبر ۳۳ تا ۴۲ میں روز حشر کا بیان ہوا ہے اور بتایا گیا کہ کس قدر نفسانفسی ہوگی اپنی اپنی فکر پھر نصیحت ماننے والے شاد ہونگے چہرے روشن ہونگے وہیں گنہ گاروں کے چہرے سیاہ اور غبار آلود ہونگے یہ سیاہی بڑھتی چلی جائے گی اور یہ انجام ڈھیٹ اور کفر پر قائم رہنے والوں کا ہوگا۔

حاصل مطالعہ

یہ سورت مبارکہ سورت النجم کے بعد نازل ہوئی ملاحظہ فرمائیے وہاں ایک رئیس کی چال اور فکر کو کھولا گیا جو اپنے گناہ بہ عوض رقم بیچ رہا تھا یہاں ایک معذور نابینا کے دین حق کی جانب بے تابانہ اظہار کے لئے بات کو تضاد سے پیش کرنے سے جو فلسفہ سامنے آتا ہے وہی اصل روح ہے پتہ چلتا ہے کہ دین میں اخلاص سب سے بڑی شے ہے سب سے بڑا تحفہ ہے جو ایک انسان اللہ کے حضور پیش کرتا ہے اور پھر خود ہی اس کے فیوض و برکات حاصل کرتا ہے۔ اس کے بعد قرآن پاک کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ اسے پاک ہاتھ اٹھاتے ہیں لکھتے ہیں اور عزت بخشتے ہیں۔ اور پاک ہاتھ والے انسان اور فرشتے دونوں بڑے نیکو کار ہیں پھر یہ بھی بتایا گیا کہ ہر انسان کے دل میں یہ خیال موجود ہے کہ اس کا انجام کیا ہوگا!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ التکویر

نمبر ترتیب	۸۱
نمبر نزول	۷
کل آیات	۲۹
پارہ	۳۰
رکوع	۱

نفس مضمون

جب سورج' چاند' پہاڑ' اونٹنی' جنگل کے جانور' سمندر سب اپنے معمولات سے الٹ عمل کرنے لگیں گے اور انسانوں کے گروہ ان کے اعمال کے مطابق بن جائیں گے اور آسمان کا غلاف اتار دیا جائے گا تو ہر شخص اپنے اعمالنامے کو دیکھ رہا ہوگا اور سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ لے گا جو جو کچھ وہ کر رہا ہے اس کے عمل کا ہر لمحہ



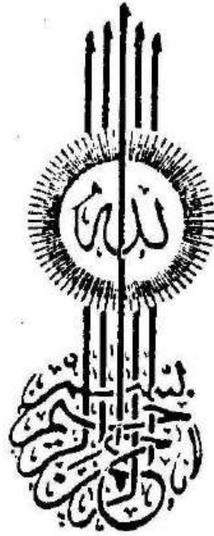


ریکارڈ ہو رہا ہے۔ یہ آیت مبارکہ ۱ سے ۱۴ تک کی کیفیت ہے ۱۵ نمبر آیت سے سیاروں' رات اور صبح کی قسم ہے رات اور صبح کے اس وقت کی قسم ہے جب ایک رخصت ہو رہی ہوتی ہے اور دوسری اپنی شفق سنبھال رہی ہوتی ہے گویا یہ فجر کا وقت ہے جس کی قسم کھائی ہے اور یہ وقت عجب دلربائی لئے ہے اس قسم کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام کی شان بیان کی گئی ہے کہ وہ اللہ کے کتنے نزدیک ہیں پھر انہیں حضور نبی کریم ﷺ نے واقعی دیکھا ہے آسمان کے کنارے کے پاس پھر حضور ﷺ کے بارے میں فرمایا کہ تمہارا ساتھی صاحب جس سے تم واقف ہو دیوانہ نہیں ہے کیااس نے دیوانگی کی بات کی ہے پھر وہ غیب کی بات بلا معاوضہ بتاتا ہے کسی کاہن یا شیطان کا سکھایا ہوتا تو اپنے فائدے کی بات نہ سوچتا وہ سرا سر نصیحت کا پیام دیتا ہے مگر نصیحت پانے والے بھی تو وہی ہوتے ہیں جن کو اللہ چاہے۔

حاصل مطالعہ

دین اسلام کی تبلیغ کے سلسلہ میں جن مشکلات نے سر اٹھایا اللہ پاک کا کلام اسی انداز سے نازل ہو رہا ہے اور اسی شدومد سے جوابات دیے جارہے ہیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذکر سے وحی کی صداقت اور حضور کے سچا ہونے کا ثبوت خود انہی کے اقرار سے ملا کر پیدا کیا گیا۔ ہاں اس سورت المبارکہ کے پہلے حصے میں اللہ تعالیٰ کے جلال اور حاکمیت کا منظر انسان کی تنبیہہ کے لئے کافی ہے پھر اعمالنامے' گروہ اور ایک اشارہ کہ اللہ ہی کی توفیق سے نیکی اور نصیحت حاصل کرنے کی سعادت ملتی ہے۔ بدبخت انسان سوچتاہے کہ اسے اس نیکی کے اہل نہیں سمجھا گیا تو اس میں اس کا قصور نہیں اس کمبخت کو تو اپنی بدبختی پر آنسو بہانا چاہیں اور بقول پیران پیر حضرت غوث الاعظم رحمتہ دوزخ کی آگ میں وہ عذاب ہے کہ نیک آدمی کا جی نہیں چاہتا کہ اس کا کوئی بھائی بند اس میں ڈالا جائے اس لئے کسی کی بدبختی پر فخر نہیں کرنا چاہیے اپنی جانب سے کوشش کرے کوشش پر تو کوئی پابندی نہیں کیا پتہ وہ قادر مطلق ہم جیسے گنہ گاروں کی مغفرت اپنے پیارے اور نیک انسانوں کی خاطرہی کردے۔ آمین ثم آمین

سورت المبارکہ کی تلاوت کے وقت لگتا ہے لہریں ہیں کہ پوری شان و جلال سے متلاطم ہوتی ہیں پھر دھیما پن آجاتا ہے پھر ہلکے سروں سے بات ہے پھر لگتا ہے سر کو تیز کر دیا گیا ہو اور اک دریا اپنی دھن میں مست گاتا چلا جارہا ہے۔



سُورۃ الاِنفِطار

نمبر ترتیب	۸۲
نمبر نزول	۸۲
کل آیات	۱۹
پارہ	۳۰
رکوع	۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نفس مضمون

روز قیامت کی کیفیات ہیں جب آسمان چیر دیا جائے گا ستارے جھڑ جائیں، سمندر کا پانی باہر آجائے، ہر چیز الٹ پلٹ جائے ہر ایک کا کیا ہو سامنے ہے اے پاگل انسان تو کس پر بہکا ہوا ہے ذرا خیال کر کس نے تجھے بنایا، تجھے سنوارا، تجھے بڑھنے اور پھلنے پھولنے کا موقعہ دیا اور جیسا چاہا ویسا رکھا پھر بھی تمہیں علم نہیں ہوتا حالانکہ تمہیں یونہی نہیں چھوڑ دیا گیا تمہارے ساتھ تمہارے نگہبان مقرر ہیں جو تمہارا ہر عمل لکھ رہے ہیں فیتے بن رہے ہیں تمہیں بھی دکھائے جائیں گے خود دیکھ لینا لیکن نہیں تم تو یقین ہی نہیں کرتے پھر تم اب تک اس زعم میں ہو کہ بچا لئے جاؤ گے۔ حالانکہ یہ حقیقت ہے کہ نہ تو کوئی کسی کو دوزخ میں گرنے سے بچائے گا اور نہ ہی کسی کو اپنی مرضی سے جنت میں لے جائے گا ہر شخص اپنا حساب خود چکائے گا کوئی کسی کی مدد نہ کرے گا اس دن فقط اللہ کا راج ہو گا۔

حاصل مطالعہ

اس سورت مبارکہ میں فقط اللہ کا راج ہی مرکزی خیال ہے اللہ جیسا چاہے ہمیں بنائے اور کسی کو کسی سے مدد لینے کی اجازت نہ ہوگی "جو بوؤ گے وہی کاٹو گے" انصاف ہی انصاف ہے کہیں کجی نہیں

اج دن کہاں والیاں دا
جیہڑے رب داناواں لیندے سن
جیہڑے کن لپٹ کے دنیا توں
بس رب کی یاد وچ جندے سن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سُورۃ المُطَفِّفِین

نمبر ترتیب	۸۳
نمبر نزول	۸۶
کل آیات	۳۶
پارہ	۳۰
رکوع	۱





بسم اللہ الرحمن الرحیم



نفس مضمون

اس سورت کی ابتداء میں ناپ تول میں کمی بیشی کرنے والوں کو انتباہ ہے اس کے بعد فرمایا کہ اعمال کی مسلیں سجین اور علیین میں رکھی جائیں گی سجین میں گنہ گاروں کی فائلیں ہونگیں اور علیین میں نیکو کاروں کی رکھی جائیں گی اس کے بعد فرمایا کہ یہاں جو لوگ مومنوں کا راستہ چلتے اور گھروں میں بیٹھے تمسخر اڑاتے ہیں ان کا تمسخر مومن قیامت کے روز اڑائیں گے۔

حاصل مطالعہ

انسان کی آئندہ زندگی کے بارے میں کتنی واضح تصویر ہے یہ آخری مکی سورت ہے اس کے بعد مولانا ظفر اقبال رحمتہ کی ترتیب کے مطابق مدنی سورتوں کا آغاز ہوتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ الانشقاق

نمبر ترتیب	۸۴
نمبر نزول	۸۳
کل آیات	۲۵
پارہ	۳۰
رکوع	

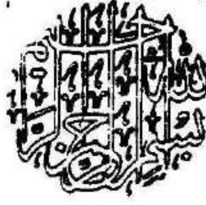
مکی سورتوں میں اب ہم دیکھتے ہیں کہ اب سمجھانے بجھانے اور نرمی کی باتوں یا انبیاء کرام علیہ الصلوات والسلام کی مثالوں سے کام نہیں لیا جارہابلکہ بالکل ابتدائی سورتوں کی طرح اللہ پاک دو ٹوک بتا رہاہے کہ اللہ کے راستے پر آجاؤ نہیں تو اللہ کی ناراضگی اور عذاب سے کوئی نہیں بچ سکتا اس سورت میں بھی یہی انداز ہے یقین دہانی کے لئے زمین آسمان کی کیفیات' واقعات اور انسان کی صورت کے بارے میں بتایا کہ اس روز نشانی یہی ہے کہ دائیں ہاتھ میں اعمالنامہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ شخص کامیاب رہا اور بائیں ہاتھ میں اعمالنامہ لینے والا موت موت پکارے گا' شرمندگی اور عذاب اسے موت نہیں آنے دے گادنیا میں انسان کتنا نڈر ہے' کتنا بے باک ہے' کتنا دلیر ہے' کتنا سرکش ہے' اس کی تصویر کھینچی ہے کہ نڈری اور بے باکی کا اظہار وہ اپنے تن من اور دھن سے کرتاہے مگر نادان نہیں جانتا کہ ایک دن اس نے اللہ کے حضور پیش ہونا ہے پھر جو کچھ وہ دیکھے گا اس پر وہی اس دنیا میں یقین لاتے ہیں جو اللہ پر کامل ایمان اور یقین رکھیں۔

حاصل مطالعہ

دو آیات بڑی فکر انگیز ہیں۔

۱۔ اے انسان تجھے اپنے رب تک پہنچنے میں قدم قدم پر تکالیف کے سمندر عبور کرنا ہوتے ہیں دیدار یہی زندگی بھر کے دکھ درد صبر اور ایمان کے پتوار سے یہ ناؤ کھینچنے سے حاصل ہوگا دیدار اتنا آسان نہیں اس لیے پورا امتحان دینا ہوگا یونہی کائنات کے راز تیرے سامنے عیاں نہیں کیے جاسکتے۔

۲۔ تم کو چڑھنا سیڑھی پہ سیڑھی معنی یہ ہوئے انسان ارتقائی منازل طے کرتا رہے گا اور یہ ارتقاء جاری رہے گا۔



سورۃ البروج

نمبر ترتیب	۸۵
نمبر نزول	۲۷
کل آیات	۲۲
پارہ	۳۰
رکوع	۱





بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نفس مضمون

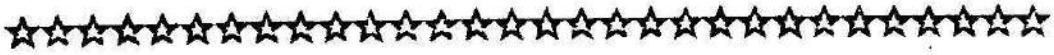
اللہ تعالیٰ نے اس سورت مبارکہ میں کلام کا جو انداز اختیار کیا ہے اور اس میں جو ارشادات مخفی ہیں ان کو سمجھنے کے لئے ربط سابقہ سورت کی بھی ضرورت ہے اس سے پہلے سورت مبارکہ الشمس کا نزول ہوا یہ سورت مبارکہ اپنی معنویت کے لحاظ سے ایسی سورت ہے کہ مکی کے لوگوں کو ہلا دیتی ہے چنانچہ یہی ہوا لوگوں نے تقویٰ کی جانب قدم بڑھاتے اب وہ گروہ جو خاندان' قبیلہ' دولت اور اختیارات کے بل بوتے پر چھوٹے موٹے خداؤں کی صورت حکمران تھا کیسے حرکت میں نہ آتا انہوں نے غریبوں کو دین حق کی جانب بڑھتے دیکھ کر ظلم و ستم کا شکنجہ کس لیا۔ انہیں طرح طرح کی اذیتیں دی جانے لگیں احقرہ کے دل میں اس لحہ جناب عمار بن ماہر اور ان کے کنبے کی تکالیف اور حضرت بلالؓ کا خیال آرہا ہے جنہیں تقویٰ کی بنا پر صبرو اختیار والوں نے کیسی تکالیف دیں۔ چنانچہ ایسی صورت حال میں اس سورت مبارکہ میں فرمایا گیا ہے قسم ہے آسمان کی جس میں برج ہیں اور اس روز کی جو حاضر ہوتا ہے اور اس کی جس کے پاس حاضر ہوتے ہیں مفسرین نے اسے جمعتہ المبارک اور عرفہ کا روز بتایا ہے اس قسم کے بعد کھائی والوں کی مثال ہے جو مومنوں پر اس سے کہیں زیادہ ظلم پر اتر آئے۔ مگر اللہ کا نور باطل کی پھونکوں سے نہیں بجھتا وہ اللہ جس کے سائے تلے پناہ لی جائے بڑا زبردست ہے اور زمین آسمان کی بادشاہی اسی کی ہے لہٰذا کافروں اور ظالموں کو خبردار کیا گیا ہے کہ وہ غریب لوگوں کو طاقت اور پھسلاوے سے دین حق سے دور رکھنے کی کوشش نہ کریں کیونکہ اللہ کے لئے کیا مشکل ہے کہ جس آگ کو وہ دوسروں کے لئے دہکاتے ہیں خود انہی کو بھسم کر دے یہاں ایک خیال احقرہ کے ذہن میں کوندا ہے کہ موجودہ زمانے میں لازمی طاقتیں کتنے گھمنڈ میں ہیں کیا ان کے ہتھیار اور تباہ کر دینے والے سائنسی آلات خود انہی کی بربادی کا سامان نہیں بن جائے یا بن سکتے سوا اسی تصور کو قائم کرنے کے لئے اللہ پاک اپنی تعریف اور طاقت کے بارے میں آگے چل کر بتائے ہیں کہ صرف تقویٰ والے ہی میری نعمتوں کے مستحق ہیں۔ پھر بتایا کہ فرعون اور



ثمود کے بارے میں ان لوگوں نے جو طرح طرح کے افسانے تراش رکھے ہیں ان کی طاقت اور ثروت کو جس طریق سے بتایا جاتا ہے اس کی کیا حقیقت ہے! ہم نے تجھے اشارہ بتا دیا اس سے پہلے کی سورت مبارکہ الشمس میں ثمود و قوم کی بربادی کا نقشہ بڑے عمدہ الفاظ میں فرما دیا تھا۔ سو ہر طرح کے فرعون کو پہلے سنبھلنے کے لئے کئی موقع ملتے ہیں مگر جب وہ نہیں سنبھلتا تو اس دنیا میں بھی عذاب سے دو چار ہوتے ہیں اور اگلے جہاں میں اس سے بھی بڑے عذاب کا سامنا کریں گے اس لئے جو منکر ہے وہ جان لے کہ بے شک اللہ کی پکڑ بڑی سخت ہے لیکن قربان جائیے اس رحمت پیکراں کے۔ اور اپنے لوح لوح کو وار دیجئے شافع محشر آقائے دوجہاں' نبی برحق ﷺ کی ذات بابرکت پر کہ آپ ﷺ سے جب بھی خطاب ہوتا ہے تو آپ ﷺ کے لئے باری تعالیٰ کی قہاری اور جباری میں غفاری جھلک جاتی ہے پہلے فرمایا وہی کرتا ہے پہلی مرتبہ یعنی ظالم انسان کو دنیا اور آخرت دونوں جگہ سزا دی جائے گی۔ لیکن پھر کہا گبھرائیے نہیں آپ کی امت اور ہر انسان کو جو معافی مانگے اس کے لئے وہ بخشنے والا ہے اور محبت کرنے والا بھی ہے۔ پھر فرمایا وہ محبت کرنے والا اللہ فرعونوں سے کہیں بڑھ کر اعلیٰ تخت کا مالک ہے وہ جو چاہے ہر بات کر سکتا ہے اس لئے اس کی طاقت کو چیلنج کرنے والا کوئی نہیں اور آخری آیات میں پھر فرمایا کہ قرآن پاک بڑی شان والی کتاب ہے وہ ساری کی ساری لوح محفوظ میں ہے۔ اسے کون بدل سکتا ہے یا مٹا سکتا ہے پھر اس سورت کی سب سے مہتم بالشان آیت جو احقرہ اس لمحے محسوس کر رہی ہے وہ آیت نمبر ۲۰ ہے فرمایا اور اللہ نے ان (منکروں) کو ہر طرف سے گھیر رکھا ہے۔

حاصل مطالعہ

اس سورت مبارکہ میں کھائی والوں کے واقعہ کو بڑی خوبصورت جگہ میں رکھا گیا ہے۔ پھر اس کا مرکز بنا کر مومن کا حوصلہ بڑھایا گیا ہے کہ تکلیفوں کی پرواہ نہ کی جائے۔ تکلیف دینے والا اللہ کے انتظام کی زد میں آکر رہتا ہے۔ اے میرے پروردگار میں دین کے معاملے میں جاہل مطلق ہوں۔ اگر میرے ذہن میں اپنی بساط کے مطابق کوئی ناگوار بات آتی ہے تو مجھے معاف کر دے۔ میرے مالک یہ سب میرا جذبہ تحسین تو نہیں محبت ہے۔ تو اسے قبول کر اور میری کم علمی سے درگزر فرما۔ تو حلیم و غفور ہے' تو

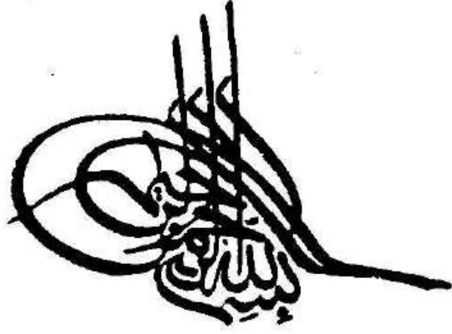


ودود ہے' تو کریم ہے' تو رحمان ہے و رحیم ہے' تو ہی ہم عاصیوں پر اپنی رحمت نازل فرما اور نبی کریم محمد ﷺ پر لاکھوں اور کروڑوں سلام و درود پہنچا دے۔ (آمین)

نی اڑیے
میرے کالے بھاگ
میرے متھے کالک بھتی
اندر کا زہری ناگ
نی اڑیے
میرے کالے بھاگ
میرا ہردا کوڑے بھریا
کوئی نہ سنگے نال
نی اڑیے
میرے کالے بھاگ







سُورۃ الطارق

نمبر ترتیب	۸۶
نمبر نزول	۳۶
کل آیات	۱۷
پارہ	۳۰
رکوع	۱



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نفس مضمون



اس سورت مبارکہ میں ایک دو لطیف نکتے ہیں مگر پہلے مفہوم پر غور کرتے ہیں قسم ہے آسمان کی اور اندھیرے میں آنے والا وہ تازہ چمکتا ہوا ہر نفس کے ساتھ ایک محافظ ہے انسان کیا ہے عورت مرد کے اتصال سے بننے والے پانی کے قطرے سے بنی ہوئی حقیر شے! اگر وہ اب پیدا ہو جاتا ہے تو دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے اس روز جب ہر عمل کی پڑتال ہوگی اور کوئی مدد نہ ملے گی قسم ہے چکر کھانے والے آسمان کی یا مینہ برسانے والے آسمان کی اور پھوٹ نکلنے والی زمین کی۔ یہ بات فیصلہ کن ہے اور اس میں کوئی لطیفہ نہیں انسان کیا کیا فریب دینے کی کوشش میں ہے مگر اللہ پاک سب داؤ دیکھ رہا ہے بلکہ دیکھا جائے تو نافرمانوں کو انکے فریبوں میں مشغول کر کے ذلیل و خوار کر رہا ہے لیکن اس نکتے کو سمجھنے کے لئے اللہ کی توفیق چاہیے۔ ہاں کافروں کو تھوڑے عرصے کے ڈھیل دے دو۔

انسان رب تعالیٰ کی تخلیق ہے وہ اس کی حفاظت سے بے خبر نہیں وہ اسے کیسے بھٹکنے کے لئے چھوڑ سکتا ہے اسے جب بنایا گیا تو فرشتوں اور جنوں نے عرض کیا کہ باری تعالیٰ یہ فسادی ہوگا فرمایا جو ہم جانتے ہیں تم نہیں جانتے انسان اسی کی مخلوق ہے مگر وہ بھول جاتا ہے اور اپنی ابتدا تک یاد نہیں رکھتا اور لگا ہوا ہے طرح طرح کی تاویلات سے خالق سے اسے کوئی ڈر خوف ہی نہیں اسے اپنی پیدائش کی حقیقت کہاں یاد آتی ہے! مگر اللہ پاک کا کوڑا گھوم رہا ہے۔

آسمان کے غلاف میں لپٹے ہوئے کرہ ارض کے گرد وہ کوڑا پڑتے ہی زمین بلبلے کی مانند پھوٹ بہے گی جس بلبلے کے اندر انسان طرح طرح کی کج ادائیاں دکھارہا ہے وہ اپنی تمام جزئیات کے ساتھ اپنے خالق و قادر و مالک و جبار کے سامنے ہے ہائے کیا جام جم کے فسانے سناتے ہیں! یہ جام جہاں کیسے شاہ زمین و آسمان کے آگے ذرے ذرے کی خبر بتاتا ہے اور وہ چاہے تو ہلکے سے اشارے سے ہر ٹیڑھا چلنے والے کے ہاتھ پاؤں مروڑ کر پھینک دے مگر نہیں فرمایا میرے محبوب میرے نبی اور پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کی کلیں جلد ہی مڑوری جائیں گی انہیں ذرا دیر کے لئے اچھلنے کودنے دے۔

کمال کا اشارہ ہے وہ اپنے داؤ آزما رہے ہیں اور میں اپنا داؤ



انسانی داؤ کتنے حقیر ہیں کہ اللہ پاک انہی کو ایسے رخ دے دیتا ہے کہ خود داؤ ہی پھندہ بن کر گلے میں اٹک جاتا ہے غلط سوچ' غلط انداز' انکار' یہ طرح طرح کی بحثیں جن کا کچھ حاصل نہیں سوائے یہ کہ مزید الجھائیں ذرا الجھے ہوئے انسان اور صاف راستے پر اللہ کی مدد سے چلنے والے کی حالت پر غور کیجئے

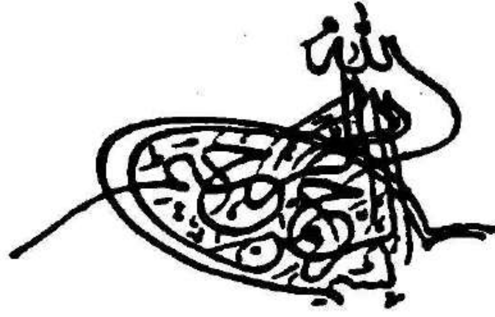
حاصل مطالعہ

پوری سورت میں ایک شان جلالی' شان قہاری' شان جباری وہ چاہے تو پل بھر میں ہر شے کا بھر کس نکال دے۔ اس کا کوڑا ہوا میں لہرا رہا ہے زمین آسمان لرز رہے ہیں اس طرح سے اس سورت مبارکہ کے اندر فعل حال جاری کی سی کیفیت ہے ڈرامائی انداز ہے۔ ہو ہو کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں ہر شے الامان پکار رہی ہے مگر وائے انسان سمجھتا نہیں دیکھتا نہیں غفلت کی اندھی کرنے والی پٹی باندھے اندھیرے میں تیر چلا رہا ہے خیر پھر آدمی جو اللہ تعالیٰ نے خود بنایا اس کی رحمت کی بدولت اس زندگی میں موقعہ پر موقعہ حاصل کرتا ہے کاش موت سے پہلے اس موقع سے فائدہ اٹھالے۔

اے رحمان و رحیم

تو نے فرمایا کہ "تو نے اپنے نفس کے لئے رحمت پسند کی تیری اسی رحمت کے صدقے اور تیرے محبوب انبیاء کرام اور تیرے مقرب ملائکہ کی عظمت بیان کرنے کے ساتھ ساتھ سردار دو عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل تو ہم جیسے عاصیوں پر رحم کر۔

یا اللہ ہمارا سینہ اپنے نور سے منور کردے۔ آمین ثم آمین



سُوْرۃ الاَعلیٰ

نمبر ترتیب	۸۷
نمبر نزول	۸
کل آیات	۱۹
پارہ	۳۰
رکوع	۱

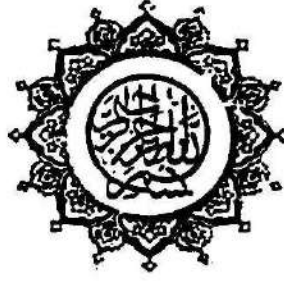


نفس مضمون

آیت نمبر۱ تا ۵ آیات میں اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنی تسبیح بیان کی ہے پھر دنیا کا طریق کار بتایا ہے کہ کیسے ہر چیز تازہ و توانا کے ہونے کے وجود سیاہ اور ناکارہ کر دی جاتی ہے۔ گویا ہر شے کا آغاز اور انجام طے شدہ ہے آیت نمبر۶ تا ۱۳ میں حضور ﷺ سے خطاب ہے فرمایا اللہ پاک قرآن پاک اور احکام الہیہ کو آپ تک ایسے طریقے سے پہنچائے گا کہ آپ ﷺ کو اس کے بارے میں متردد ہونے کی ضرورت نہیں۔ آپ ﷺ تک میرا کلام پہنچے تو آپ ﷺ اس کا ذکر کیجئے تاکہ جس کو سمجھنا ہو سمجھ جائے اور وہی سمجھے گا جو ڈرے گا۔ جو نڈر ہے اسے آگ ہی سکھائے گی میٹھی بات سے اثر نہیں ہوگا آیت ۱۴ تا ۱۹ میں ایک منشور بتایا گیا۔ یہ منشور یہی ہے کہ جس نے اپنے آپ کو سنوارا اس کا بھلا ہو۔ سنوارنا کیا ہے؟ نماز پڑھنا اور رب کو یاد کرنا مگر انسان کو یہی چند روزہ محل ماڑیاں عزیز ہیں حالانکہ اگلا گھر اس سے کہیں خوش نما ہے یہ طریق عبادت اور کلام الٰہی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیئے گئے صحیفوں میں موجود ہے۔

حاصل مطالعہ

اللہ پاک سب سے اوپر ہے وہی ہدایت بخشتا ہے اور پھر وہی انسان تک اسے پہنچانے کے آسان راستے بھی بتا دیتا ہے گویا یہی آیت پوری سورت کا مرکزی خیال ہے حضور ﷺ کے لئے اللہ تعالیٰ کی اعانت اور مدد بالکل انہی کیفیات سے دوچار کر دیتی ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ پاک کی طرف سے ہر قدم پر دی جاتی ہے۔
لاتحزن ان اللہ معنا۔ یہی بات حضور علیہ الصلوات و السلام کے ساتھ ہے ان کے لئے تسلی ہے ہاں فرق یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کرامات عطا ہوئیں اور ان کا مقابلہ ساحروں اور شہنشاہ سے تھا۔ یہاں سرا سر قدرتی انداز سے اصلاح کا بر سونپا گیا ہے اور جمہور کے ماحول میں طاقتور اور کمزور کا مقابلہ ہے سو انداز تو وہی ہے مگر گفتگو کا طریق ماحول کے مطابق ہے جس کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ اللہ سب سے اعلیٰ ہے پھر ۱۴ تا ۱۹ آیات قابل غور ہیں جن میں بتایا گیا کہ فلاح کا یہ طریقہ حضرت ابرہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیئے گئے صحیفوں میں بھی ہے۔
چھوٹی چھوٹی آیات ہیں زیرلب فسانہ ہے نظام کائنات کی مختصر ترین ترکیب وہیت انتہائی دل آویزی کے ساتھ بیان ہوئی ہے۔



سُورَۃُ الغَاشِیَه

نمبر ترتیب	۸۸
نمبر نزول	۶۸
کل آیات	۲۶
پارہ	۳۰
رکوع	۱

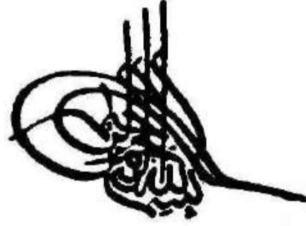


بسم اللہ الرحمٰن الرحیم



نفس مضمون

اس سورت مبارکہ میں دو گروہوں کا ذکر ہے۔ ایک جو دنیا کے رنج و غم فکر اور پریشانیاں سمیٹے ہوئے سمجھتے ہیں کہ معرکہ سر کر لیا ہے مگر اللہ تعالیٰ کے ہاں اس محنت کا کوئی صلہ نہیں یہ تو حرص دنیا کی خاطر کر رہے ہیں چنانچہ تھکاوٹ لئے وہ نار جہنم میں گریں گے مگر وہ کتنے تروتازہ ہونگے جنہوں نے اگلے جہاں کے لئے کمائی کی تھی وہ میرے کتنے اچھے ساتھیوں میں ہونگے' کتنے اچھے مقامات پر ہوں گے پھر فرمایا کہ میری چند چیزوں پر غور کرو مثلاً" اونٹ کی شکل و صورت' آسمان' زمین اور پہاڑ پھر بھی تم غور کیوں نہیں کرتے پھر حضور علیہ الصلوات والسلام سے فرمایا کہ آپ انہیں سمجھائیں نا سمجھیں تو میرے پاس تو آنا ہی ہے۔ پھر میں خود حساب لوں گا۔



سورۃ الفجر

نمبر ترتیب	۸۹
نمبر نزول	۱۰
کل آیات	۳۰
پارہ	۳۰
رکوع	

نفس مضمون

فجر کی قسم دس راتوں' جفت اور طاق کی اور اس کی جب رات کو چلے اس قسم کے بعد تاکیدا" فرمایا گیا کہ یہ قسم عقلمند کے لئے بڑے معنی رکھتی ہے اس کے بعد عاد ثمود اور فرعون جس جس نسبت سے معروف تھے انہیں تلمیح کے رنگ میں پیش کر کے بتایا ہے کہ اللہ نے اس کی سرکشی پر کیسا کوڑا برسایا اس کے بعد ہر عہد کے انسان کے بارے میں بتایا کہ اللہ تعالیٰ تو گھات میں بیٹھا ہے کبھی وہ عزت و دولت دے کر جانچتا ہے تو انسان شکر کرنے کی بجائے کہتا ہے کہ مجھے کتنی عزت ملی ہے اور تکلیف و رنج سے آزمایا جائے تو کہتا ہے اللہ نے مجھے ذلیل کیا حالانکہ اس عارضی دنیا میں شادمانی اور عسرت محض دو روپ ہیں جن میں آدمی کو مشغول کر کے آزمایا جاتا ہے کہ وہ شکر گزار بنتا ہے یا نہیں۔ اگلی آیات میں فرمایا کہ بندہ اسی دنیا کو سب کچھ سمجھتے ہوئے



یتیم کا مال کھانے سے نہیں ڈرتا غریب کی مدد کرنے سے کتراتا ہے اور مال سے بے انتہا پیار کرتا ہے لیکن وہ وقت آئے گا جب تیرا رب گھات سے باہر نکل آئے گا۔ پھر زمین سرمہ جیسی ہو جائے گی فرشتے صف بستہ اتریں گے اور دوزخ کو سامنے رکھ کر جس جس طرح سے عذاب دیا جائیگا ان سے کانپ کر خواہش ہوگی کہ کاش دنیا میں کچھ کیا ہوتا مگر دوبارہ واپسی ناممکن ہے البتہ نفس مطمعنہ سے کہا جائے گا کہ تو اپنے رب کے پاس خوشی خوشی چل کیونکہ تیرا رب تجھ سے راضی ہے اور تو اس کے نیک بندوں کے ساتھ جنت میں داخل ہو گا۔

حاصل مطالعہ

اللہ کے دین کی تبلیغ کا مرحلہ اب عزیز و اقرباء سے نکل کر مکہ اور اس سے دور نزدیک علاقوں تک آپہنچا تھا اس لئے معلومات کے لئے گزرے ہوئے واقعات کو تلمیح کے انداز میں بیان کیا گیا ہے اور بتایا گیا کہ وہ قومیں جن کی ظاہری شان و شوکت اور حفاظتی تدابیر اعلیٰ درجے کی تھیں انہوں نے اس ساری ترقی و خوشحالی کا سارا کریڈٹ خود لے لیا اور مظلوموں پر ظلم کرنے لگے اللہ والوں پر عذاب ڈھانے لگے پھر طرح طرح کی مصیبتیں ان پر ٹوٹیں تو پھر اللہ کا کوڑا ایسا برسایا کہ نام و نشان مٹ گیا اس کے بعد اس سورت کا مرکز ثقل یعنی آیت نمبر ۱۴ ہے اس کا مفہوم یہ ہے کہ "بے شک تیرا رب گھات میں گھات لفظ سے جو تصویر بنتی ہے خیال جس منظر کو سامنے لاتا ہے اس میں بھی ایسی خوبصورتی ہے کہ انسان دنگ رہ جاتا ہے اس کی پکڑ اس کی طاقت عجیب سی ہیبت کا احساس دلاتی ہے اور اللہ کا یہ انداز اس لئے ہے کہ اگر وہ سامنے ہو تو پھر کس کی مجال ہے کہ وہ برائی کا تصور بھی کرے اور اس طرح اچھے اور برے کی تمیز کیوں کر ہوگی گھات میں بیٹھے ہوئے وہ دیکھ رہا ہے کہ انسان مال سے اس قدر محبت کرتا ہے کہ یتیم 'فقیر' اور مردے کا مال بلا کسی شرم یا احساس کے چٹ کر جاتا ہے پیسہ خرچتے ہوئے جان نکلتی ہے پیسے ہی کو عزت کا معیار سمجھتا ہے اور نادان سمجھتا ہے کہ پیسے والا ہی اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ ہے حالانکہ یہ سب اللہ کی طرف سے آزمائش ہے اور پھر دوزخ تو اس وقت کا فیصلہ کر ہی دے گی جب اس کے پسندیدہ لوگ اس کی رضا کا پروانہ لے کر داخل جنت میں ہونگے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ البلد

نمبر ترتیب	۹۰
نمبر نزول	۳۵
کل آیات	۲۰
پارہ	۳۰
رکوع	۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۔ اس سورت المبارکہ سے پہلے سورت مبارکہ "ق" کا نزول ہوا جس میں نہایت وضاحت سے اللہ تعالیٰ کی طاقت اور جبروت سے انسان کو آگاہ کیا گیا مگر کفار مکہ پر کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا وہ زیادہ سے زیادہ حضور علیہ الصلوات علیہ السلام کے لئے دشواریوں پیدا کر رہے تھے اور طرح طرح سے اہل نبی علیہ الصلوات و السلام اور ان کے رفقاء کو دکھ دینے کے سامان بہم پہنچا رہے تھے تو یہ اسی کی مناسبت سے آیات آئی ہیں فرمایا دین اور اللہ راستے پر چلنے والوں کو انداز دینے کے لئے مال خرچ کرنے والے یہ کیوں نہیں سمجھتے کہ وہ ہستی جس نے انہیں آنکھیں' کان اور زبان دی ہے وہ ان کی ہر حرکت دیکھ رہا ہے حضور ﷺ کو بتلایا گیا کہ انسان محنت اور مشقت کی زندگی میں ڈالا گیا ہے وہ بڑی بڑی آزمائشوں سے گزرتا ہے لہٰذا جو اس مشقت میں بڑتا ہے وہ جانتا ہے کہ اللہ پاک سب کچھ دیکھ رہا ہے اس کے بعد سختی کی مناسبت سے سختی اور محنت کو گھاٹی سے تشبیہ دی اس گھاٹی کو عبور کرنے سے بہت سے لوگ کتراتے ہیں دوسرا راستہ ڈھونڈتے ہیں اس گھاٹی میں کیا کیا آزمائش ہے تو اگر وہ مال دار ہے تو قرض دار کی گردن قرض سے آزاد کرائے بھوکوں کو کھانا کھلائے عزیز رشتے دار اگر غریب ہیں تو ان کی مدد کرے محتاجوں کی حاجت پوری کرے یہ ایمان کی نشانی ہے پیسہ کا خرچ انہی صورتوں میں کرے اپنے نام نمود یا فضولیات پر پیسہ خرچ کرنا اللہ کو پسند نہیں۔ پھر فرمایا نیکی اور رحم کھانے کی تاکید کرنے والے ہی نصیب والے ہیں جو ایسا نہیں کرتے وہ بدنصیب ہیں

اس سورت مبارکہ میں حضور نبی کریم ﷺ کو تسلی دی گئی کہ اس شہر کی قسم عنقریب اس شہر اور شہر والوں کی ایذائیں تیری شادمانی اور حکمرانی میں بدل جائیں گی یہ قید نہیں رہے گی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ الشمس

نمبر ترتیب	۹۱
نمبر نزول	۲۶
کل آیات	۵
پارہ	۳۰
رکوع	۱

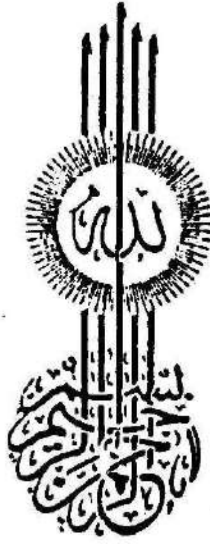
نفس مضمون

سورج کی قسم اور اس دھوپ چڑھنے کی قسم، چاند کی قسم جب آئے سورج کے پیچھے اور دن کی جب اس کو روشن کرلے اور رات کی جب اس کو ڈھانک لیوے اور آسمان





کی جیسا اس کو بنایا اور زمین کی اور جیسا کہ اس کو پھیلایا اور نفس کی جیسا کہ اس کو ٹھیک بنایا پھر سمجھ دی اس کو ڈھٹائی اور بچ کر چلنے کی تحقیق مراد کو پہنچا جس نے اس کو سنوار لیا اور وہ نامراد ہوا جس نے اس کو خاک میں ملا دیا قوم ثمود نے اس نکتے کو نہیں سمجھا ان کے رسول کے سمجھانے کے بعد بھی اور ان میں سے ایک بدبخت نے ناقہ کے پاؤں کاٹ ڈالے تو ان کے رب نے ان کو ملیامیٹ کر دیا اور اللہ نہیں ڈرتا پیچھے کرنے سے اس سورت مبارکہ کا نزول کے اعتبار سے نمبر ۲۴ ہے اس سے پہلے سورت المبارکہ القدر کا نزول ہوا سورت المبارکہ القدر میں نظام کائنات کے بارے میں اشارہ تھا کہ کیسے کام چال رہا ہے یہاں دیکھئے منکروں اور ظالموں کے لئے استعارے میں بات کی گئی ہے پوری سورت المبارکہ استعاراتی حسن کا نمونہ ہے پہلے قسم آئی ہے پھر بات کی اہمیت ظاہر کرنے کے لئے قسم کے لئے جن اشیاء کا ذکر کیا گیا ہے ان کی قدر و منزلت سے ہر شخص واقف ہے پھر اسی قسم کے اندر اس روشنی کا ذکر ہے جو دھوپ' سورج' چاند' چاندنی اور دن کے اندر موجود ہے اللہ پاک نے اپنا نور سب میں ڈالا مگر انسان اور باقی اشیاء میں فرق واضح ہے کہ وہ بلا اختیار اس نور کی حفاظت فرما رہی ہیں مگر انسان کے ساتھ ایسا نہیں اسے نور اور تاریکی یعنی تقویٰ اور فجور دونوں میں سے کسی ایک کو چننے کی صلاحیت اور اختیار اب اس چناؤ جو تقویٰ پسند کرتا ہے وہی مراد کو پہنچتا ہے جسے فجور اچھا لگا وہ نامراد ہے پھر ثمود کے واقعہ سے یہ بتلانا مقصود ہے کہ اللہ کے "رسول اس روشنی اور نور کی وضاحت کے لئے تشریف لاتے رہے اور حضور نبی اکرم ﷺ سے پہلے جنہوں نے بھی اللہ کے رسولوں کی باتوں کو جھٹلایا انہیں نیست و نابود کر دیا گیا اور اللہ تعالیٰ سزا دینے سے ڈرتا نہیں اسے ہماری کیا پرواہ وہ اور جہان پیدا کرنے پر قادر ہے اس سورت المبارکہ میں نور اور روشنی کا استعارہ حضور نبی کریم ﷺ کی ذات بابرکات کے لئے بھی استعمال کیا گیا ہوتا ہے وہ اللہ کا نور اور روشنی ہی تو ہیں جو انسانوں میں آئے اور اس نور کو ڈھونڈھنے کی دعوت دیتے رہے جو ہر انسان کے وجود میں پوشیدہ ہے وہ دلوں کے چراغ روشن کرنے کے لئے تشریف فرما ہوئے جس نے اس نور سے اپنا دیا جلا لیا وہ تو کامیاب ہو گیا مگر جس نے اس نور کو جو مستور تھا جسم کے پردے ہیں "جیسے رات ڈھانکتی ہے سورج کی روشنی کو منور نہ کیا وہ بڑا بدبخت نکلا۔



سورۃ اللیل

نمبر ترتیب	۹۲
نمبر نزول	۹
کل آیات	۲۰
پارہ	۳۰
رکوع	۱





بسم اللہ الرحمٰن الرحیم



نفس مضمون

رات' دن اور نر مادہ کی قسم کے بعد انسان کے بارے میں بتایا ہے ہر شخص طرح طرح کی کمائی کر رہا ہے کوئی مال جمع کر رہا ہے اور کوئی اللہ کی راہ میں خرچ کر رہا ہے جو جمع کر رہا ہے اسے موت یاد نہیں اور انجام سے نڈر ہے جو اللہ کی راہ میں محض رضائے الٰہی کی خاطر جان ومال قربان کر رہا ہے (یہ حضرت ابوبکر صدیقؓ تعالیٰ کی جانب اشارہ محسوس ہوتا ہے) انجام سے نڈر بھڑکتی ہوئی آگ میں جائے گا۔ (ولیدبن مغیرہ کی جانب اشارہ محسوس ہوتا ہے) پھر فرمایا نماز پڑھنے والے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے اور دوسرے کو احسان نہ جتانے والے کے لئے اللہ پاک نے جو انعامات رکھے ہیں انہیں پاکر وہ یقیناً" خوش ہوگا۔

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

سُورۃ الضُّحیٰ

نمبر ترتیب	۹۳
نمبر نزول	۱۱
کل آیات	۱۱
پارہ	۳۰
رکوع	۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نفس مضمون

دھوپ چڑھنے اور رات کے چھا جانے کے بعد حضور ﷺ سے خطاب فرماتے ہوئے بیان ہوا کہ آپ ﷺ کو اللہ نے نہ چھوڑا اور نہ (نعوذباللہ) بے زار ہوا بلکہ غور کریں تو ان کے درجات میں مسلسل ارتقاء ہے اور ابھی تو ایسی نعمتیں ہیں جن سے آپ خوش ہوں گے پھر اس ارتقائی کیفیت کے بارے میں بتایا کہ کیسے (حضور علیہ الصلوات والسلام) اللہ پاک کی نگاہ خاص کی بدولت ہر ہر مرحلے سے بہ کمال عنایت و محبت گزرے سو اس سلسلہ میں اللہ پاک کا فضل و کرم جاری رہے گا آپ یتیم سے اور سائل سے اچھا برتاؤ کیجئے اور جو نعمتیں عطا ہوئی ہیں یعنی نبوت سے سرفرازی' اس سے لوگوں کو آگاہ کریں اسے بیان کریں۔

اس سورت المبارکہ میں ایک عام آدمی کے لئے جو اشارہ ہے وہ یہ ہے کہ اللہ پاک کے ہاں ہر انسان کی تقدیر کا نقشہ تیار ہے اس لئے انسان کو اس نقشے کے بارے میں پریشان ہونے میں وقت نہیں ضائع کرنا چاہیے بلکہ اسے اپنی حالت میں اگر بہتری کا احساس ہونے لگے تو دوسروں کو بہتری کی جانب بڑھنے کے لئے مدد دینا چاہیے گویا دیے سے دیا جلانا چاہیے اور بصیرت الٰہی کو نعمت الٰہی سمجھ کر اسے دوسروں میں پھیلانا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کی شان اور نعمتوں کو دوسروں سے بیان کرنے میں شرم نہیں محسوس کرنا چاہیے۔



سُورَۃ الشَّرح

نمبر ترتیب	۹۴
نمبر نزول	۱۲
کل آیات	۸
پارہ	۳۰
رکوع	۱



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نفسِ مضمون



اس سے پہلے سورت المبارکہ "الضحیٰ" میں اللہ کریم نے حضور پاکؐ کو دی جانے والی نصیحت یعنی نبوت عظمیٰ کے بارے میں لوگوں کو خبر کرنے کے بارے میں کلام فرمایا اب یہاں حضور ﷺ سے کہا گیا ہے۔ "کیا ہم نے نہیں کھول دیا تیرا سینہ اور اتار دیا تجھ پر سے بوجھ تیرا جس نے بڑی پیٹھ جھکا دی اور بلند کیا ہم نے ذکر تیرا سو بے شک سختی کے بعد آسانی ہے اس لئے جب تو فراغت پائے تو محنت کر اور اپنے رب سے دل لگا اس سورت المبارکہ میں آٹھ آیات ہیں انسان کے لئے اللہ کا راستہ پکڑنا آسان نہیں نہایت دشوار معلوم ہوتا ہے انسان کی بے مائیگی دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی بے پایاں شفقت اس راستے کی دشواریاں ہٹادیتی ہے اور اپنے محبوب تیرا ذکر بلند ہوگا اور ہوتا رہے گا مگر سختی کے بعد ہی آسانی آتی ہے۔ ہاں سختی کے ساتھ آسانی۔ لہٰذا جب تو سختی اور آسانی کے مراحل سے گزرے تو اس دوران دیگر بنی نوع کی رفاقت ہی میں نہ رہنا ہمیں یاد کرنے میں محنت کرنا اور ہم سے دل لگانا چھوٹی چھوٹی آیات ہیں مگر تسلسل کا بہاؤ اس قدر حسین ہے اور دلنشین ہے کہ رقم حسن کے آگے قلم عاجز ہے محب اور محبوب کی گفتگو میں رمزو کنایے ہے دل آمیز معاملے اس حسن و خوبی سے چھپے ہوئے ہیں کہ سیپ میں بند موتی ہیں انکی فقط ایک آدھ کرن ہم سے کور نظر تک پہنچتی ہے کیا شان الفت ہے! اے نبی ہاشمی و امی کیا درجات ہیں! سبحان اللہ، ماشاءاللہ اے نبی مکی و مدنی! اللہ کریم کروڑوں درود و سلام نازل فرمائے ہم عاصیوں پر نگاہ کرم کیجئے کیا شان بلند و بالا ہے۔



سُورَةُ التِّين

نمبر ترتیب	۹۵
نمبر نزول	۲۸
کل آیات	۸
پارہ	۳۰
رکوع	۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نفس مضمون

انجیر، زیتون، طور سینا اور مکہ شہر کی قسم کی وجہ سے تینوں متبرک مقامات کی طرف اشارہ ہے کہ بالترتیب حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضور نبی کریم ﷺ کی جائے پیدائش سے تعلق رکھتے ہیں پھر انسان کی تخلیق کی طرف تحت بلیغ اشارہ ہے کہ انسان کو خوب اندازے پر بنانا ہے لیکن اس کے ساتھ اسے ایسے جیسی اتھاہ گہرائی میں اتار دیا گیا ہے یہ جاننے کے لئے کہ نفس کے چنگل سے کیونکر نکلتا ہے یہی نفس کا پھیلاؤ تحت الثریٰ ہے مگر جو لوگ اللہ پر ایمان لا کر خلوص لاتے ہیں اور کتاب کے مالک اللہ تبارک تعالیٰ ہر لمحہ مدد کے طلبگار ہوتے ہیں ان کے لئے اس تحت الثریٰ میں رسی لٹک جاتی ہے جھولا بن جاتا ہے وہ بڑے آرام سے فضائل کی سیڑھیوں کی مدد سے مسند اعلیٰ تک پہنچ جاتے ہیں یہ مسند اعلیٰ وہ ہے جو دنیا میں بھی ہے اور آگے بھی پھر فرمایا کہ انسان کیوں جھٹلاتا ہے جبکہ وہ بدلہ پا کر رہے گا کیا روز کے حاکم آئے روز انعام و سزا کا عمل نہیں دہرا رہے؟ تو پھر سارے حاکموں کا حاکم اللہ تبارک تعالیٰ انسان کو بدلہ دیئے بغیر رکھے گا اتنا وعدہ اور اتنی تاکید اور اتنے تغیر و تبدل دیکھنے کے بعد بھی انسان جھٹلائے تو وہ جھوٹ بولتا ہے اس کا دل اس کی زبان کا ساتھ نہیں دیتا حاکموں کے حاکم کے آگے کسی کی طاقت کہاں کہ جھٹلا سکے یا اللہ پاک تو ہمارے گناہوں سے درگزر فرما اور ہماری توبہ قبول فرما۔ آمین

بسم الله الرحمن الرحيم

سورۃ العلق

نمبر ترتیب	٩٦
نمبر نزول	١
کل آیات	١٩
پارہ	٣٠
رکوع	١

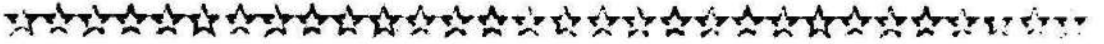
☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نفس مضمون

آیت نمبر ا سے ۵ تک اللہ نے انسان کو پڑھنے کی دعوت دی اور کہا کہ علم قلم سے سکھایا اور اسے وہ باتیں بتائیں جو وہ نہیں جانتا وہ یہ ہے کہ وہ خود کچھ نہیں محض جمے ہوئے خون سے بنا ہے آیت نمبر ۶ سے ۱۹ تک جو بعد کی ہیں حضور ﷺ کی خانہ کعبہ میں عبادت اور ابوجہل کی سختی اور دست درازی اور پھر اس کی پسپائی کے بعد سجدے کا حکم ہے۔

ہر انسان جمے ہوئے خون سے وجود میں آتا ہے۔ مگر جونہی ہوش سنبھالتا ہے بے پرواہ ہو جاتا ہے مگر خالق کی ذرا سی ڈانٹ سے تھر تھر کانپنے لگتا ہے۔ اللہ سے قرب کسی حال میں بھی نقصان نہیں رکھتا لہٰذا جو اللہ تعالیٰ کے کلام کو سمجھنے کی خواہش رکھتا ہے اس کے لئے پہلا حکم ہے وہ سمجھے کہ وہ حقیر اور ناقابل ذکر چیز سے بنا ہے وہ بے پرواہ نہیں ہو سکتا اسے اپنے رب کی طرف واپس جانا ہے اللہ کی طاقت کے سامنے کوئی بطلان نہیں ٹھہر سکتا اسے سر بسجود رہنا چاہیئے انسان خیر و شر دونوں کا مجموعہ ہے شر کی غذا دنیاوی ہے اور اس دنیا میں وہ اپنی بقا و توانائی حاصل کرنے کے لئے پورا پورا آزاد ہے اس کے مقابلے میں خیر کی دنیا اگلی ہے وہ یہاں شر کے دلفریب اور خوش نگاہ نظاروں سے بڑی مشکل سے دامن بچا سکتا ہے لیکن یہ مشکل نہیں۔ شر کو شکست دینے کے لئے صرف ایک سجدے کی ضرورت ہے سجدہ اس کا اثر زائل کر دیتا ہے اور اللہ کریم کے قریب لے آتا ہے مقتدی کو نماز میں اخلاص پیدا کرنا چاہیئے۔



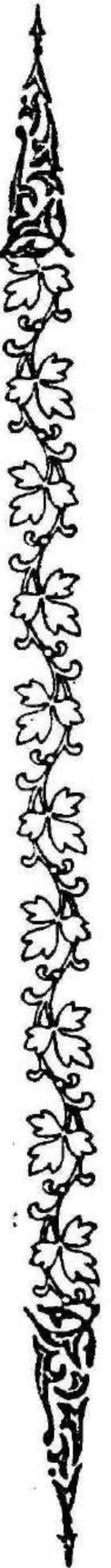


سورۃ القدر

نمبر ترتیب	۹۷
نمبر نزول	۲۵
کل آیات	۵
پارہ	۳۰
رکوع	۱



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم



نفس مضمون

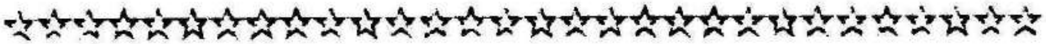
سورت المبارکہ القدر کی پانچ آیات میں شب قدر کی فضیلت بیان کی گئی ہے شب قدر کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے افضل ہے۔ کہ رات فرشتے اور روح (حضرت جبرئیل علیہ السلام) اللہ کے حکم سے زمین پر اترتے ہیں اور ہر کام کا بندوبست کرتے ہیں اس رات صبح نکلنے کے وقت تک امان ہے قرآن پاک کو شب قدر میں آسمان دنیا تک لایا گیا مزید براں اگر ہم اس سورت کو اس سے پہلے آنے والی سورتوں سے ربط دیں تو اس سے پہلے سورت مبارکہ انجم میں مختلف بتوں کے اشغال اور فرشتوں سے منسوب کاروبار کا ذکر تھا تو اس صورت میں صحیح صورت حال واضح ہوتی نظر آتی ہے کہ اللہ تبارک تعالٰی کا اپنا نظام کائنات ہے اور اس میں ہر کام کے اوقات مقرر ہیں ان مقررہ اوقات میں ایک لیلتہ القدر بھی ہے جب آسمان سے فرشتوں اور روح کا نزول ہوتا ہے اور لوگوں سے متعلق امور کو نبٹایا جاتا ہے اس چھوٹی سی سورت مبارکہ میں سال بھر کے واقعات طریق کار کتنے بلیغ انداز میں بیان ہوئے ہیں پہلے سوال ہے پھر خواب اس رات کی عبادت خوش بختوں کو نصیب ہوتی ہے۔



سُورَۃ البَیِّنَۃ

نمبر ترتیب	۹۸
نمبر نزول	۱۰۰
کل آیات	۸
پارہ	۳۰
رکوع	۱

دلِ امیر اثر تے حرف



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم



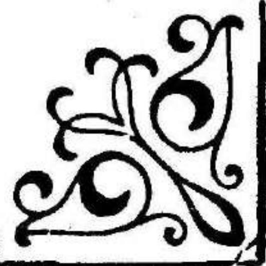
نفس مضمون

اس سورت میں یہ بات پھر سے واضح کی گئی کہ منکرین اور اہل کتاب نے حد درجہ غلو، شرک اور تحریف سے دین کا حلیہ بگاڑ دیا تھا ایسی صورت میں حضور نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کی مضبوط کتاب لے کر سامنے آئے انہوں نے حق و باطل کو علیحدہ کر دیا اور بتایا کہ سچا دین ابراہیم کا تھا جو موحد تھے اللہ خالص کی عبادت کرتے تھے مگر جو لوگ اس حقیقت کو جانتے ہوئے بھی محض دنیاوی جاہ و حشم کی خاطر دین میں تحریف کو جائز قرار دیتے تھے وہ بدترین مخلوق ہیں مگر جو اللہ تعالیٰ کی حقانیت اور اس کی عظمت کے آگے سجدہ ریز رہتے ہیں وہ اعلیٰ ترین مخلوق ہیں۔ اور ان کے لئے اللہ تعالیٰ کے پاس بہت سے انعامات ہیں۔



سُورۃ الزِلزال

نمبر ترتیب	۹۹
نمبر نزول	۹۳
کل آیات	۸
پارہ	۳۰
رکوع	۱





بسم اللہ الرحمٰن الرحیم



نفس مضمون

اس سورت المبارکہ کا انداز مکی سورتوں جیسا ہے اس میں قیامت اور زمین کے بارے میں بتایا گیا کہ قیامت کے روز زمین میں بھونچال آئے گا زمین اپنے اندر سے انسان، سونا، دھاتیں سب اگل دے گی اور انسانوں کو حیرت ہوگی کہ کیاہوگیا! اس روز اعمال کی یہ صورت ہوگی کہ سامنے دیکھے جاسکتے ہوں گے کیونکہ زمین سب کچھ بتادے گی اور ذرہ برابر نیکی یا ذرہ برابر بدی بھی کی ہوگی توسب دیکھی جاسکے گی اور ہر شخص اپنے آپ کو اپنے جیسے ہی اعمال میں برابر لوگوں میں موجود دیکھے گا۔

اس سورت کا انداز انتہائی فکر انگیز ہے غور کرنے سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اتنی عریاں نیکی یا بدی انسانی حوصلے کو لڑکھڑا دیتی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ العادیات

نمبر ترتیب	۱۰۰
نمبر نزول	۱۴
کل آیات	۱۱
پارہ	۳۰
رکوع	۱

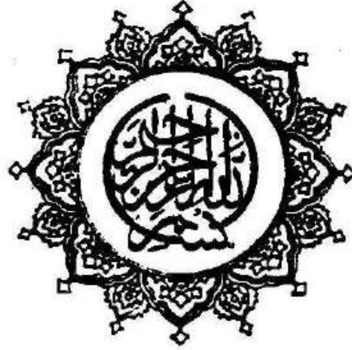


بسم اللہ الرحمٰن الرحیم



نفس مضمون

عربوں کے طریق جنگ میں گھوڑوں کو خاص الخاص اہمیت حاصل تھی چنانچہ اس سورت مبارکہ میں انتہائی پر اثر انداز میں بتایا ہے کہ وہ کیسے اپنے سموں سے آگ جھاڑتے' چنگاریاں برساتے صبح ہوتے ہی دشمن کا صفایا کر کے غارت گری مچا دیتے ہیں کتنی بے جگری سے لڑتے ہیں اور جان دے ڈالتے ہیں مگر جانور کی اس وفاشعاری اور شکر گزاری کے مقابلے میں انسان کتنا ناشکرا ہے وہ آنکھوں کے سامنے جانور کی محبت و اطاعت اور جانثاری کے مناظر دیکھتا ہے مگر مال کی محبت میں مالک جس نے وہ مال اسے عطا کیا ہے' کی محبت و اطاعت فراموش کر دیتا ہے اور اپنے حال میں مدہوش ہے اور بھولا ہوا ہے اس روز کو جب قبر سے اٹھایا جائے گا اور جو کچھ دل میں چھپائے ہوئے تھا اس کے سامنے کر دیا جائے گا اس سے پہلے سورت مبارکہ العصر کا نزول ہوا جس میں نیک اعمال کرنے والوں کے لئے بشارت تھی اس میں خسارہ میں ہونے والوں کے لئے تنبیہہ کا ڈرامائی انداز میں سمجھانے کا احساس ملتا ہے ظاہر ہے جو اپنی تربیت چاہتا ہے اس کے لئے اس قسم کے تانے پلٹے بڑے مفید ثابت ہوئے ہیں۔ یہاں ہمیں اپنے اعمال کی اچھائی برائی نظر نہیں آتی مگر روز قیامت سب کچھ واضح ہو جائے گا۔



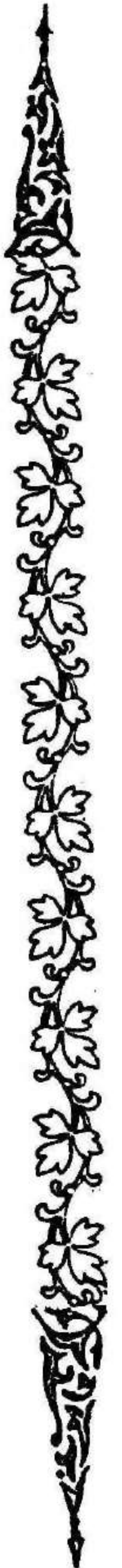
سورۃ القارعۃ

نمبر ترتیب	۱۰۱
نمبر نزول	۳۰
کل آیات	۱۱
پارہ	۳۰
رکوع	۱



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نفس مضمون



سورت المبارکہ ''القارعہ'' میں بتایا گیا ہے کہ قارعہ یوم قیامت ہے جس روز کے آثار میں ایک تو یہ ہے کہ سب لوگ اس روز بکھرے ہوئے پتنگے نظر آئیں گے اور پہاڑ یوں نظر آئیں گے جیسے دھنکی ہوئی رنگین اون اس روز آرام صرف اسے ہوگا جس کے نیک اعمال کا وزن زیادہ ہوگا جس کے اعمال وزن میں کم ہونگے اسے آگ کے گڑھے میں پھینکا جائے گا یہ آگ کا گڑھا ہی ھاویہ ہے۔

اس سورت المبارکہ میں کیفیت قیامت بیان کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ دہکتی ہوئی آگ اس دل ہلا دینے والے روز ان لوگوں کا مقدر ہوگی جس کے اعمال بدی میں زیادہ اور نیکی میں کم نکلیں گے اس روز لوگ پراگندہ یا منتشر پتنگوں کی صورت ہونگے جو برسات کی راتوں میں روشنی کے گرد اٹھے ہو کر گر گر پڑتے ہیں اور ان کے انتشار کا عالم بڑا دردناک ہوتا ہے پہاڑ دھنکی ہوئی روئی بن جائیں گے۔ مختصراً'' قیامت کی تصویر اس سورت المبارکہ میں بڑی فکر انگیز ہے۔





سُورۃ التکاثُر

نمبر ترتیب	۱۰۲
نمبر نزول	۱۶
کل آیات	۸
پارہ	۳۰
رکوع	۱

دِل میں اتر نے حرف



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم



نفس مضمون

فرمایا کثرت کی خواہش نے تمہیں غفلت میں رکھا حتیٰ کہ تم قبر میں جا پہنچے کوئی نہیں! تم جان لوگے پھر بھی کوئی نہیں تم جان لو گے کوئی نہیں اگر تم جانو یقین کر کے۔ بے شک تم نے دوزخ دیکھنا ہے۔ پھر تم نے دوزخ دیکھنا ہے یقین کی آنکھ سے پھر پوچھیں گے تم سے اس دن آرام کی حقیقت۔

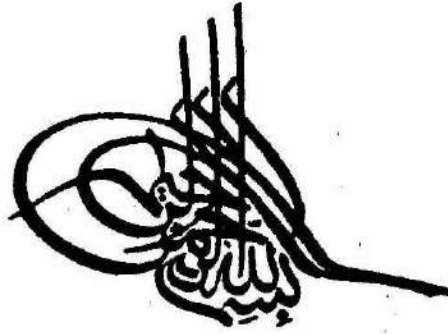
اس سورت المبارکہ سے پہلے سورت الکوثر کا نزول ہوا اس پر جس ردعمل کی توقع تھی وہ ہوا ظالم اور مغرور انسانوں نے مادی دولت سے نظر ہٹا کر بصیرت کی نظر سے کوثر جیسی دولت کا مشاہدہ نہ کیا انہیں اسی دنیا کی دولت پر کشش لگی لہٰذا کوثر کی مناسبت سے تکاثر کا کیا دل آویز اور موزوں لفظ فرمایا کہ اس کوثر کی بجائے اس "تکاثر" پر یقین رکھا اور آخر اسی ہی کی ہوس میں قبر تک پہنچ گئے خیر کوئی بات نہیں چلتے ہوئے سانس کے زعم میں ہمارے کہے پر نہ یقین کرو۔ ہاں' ہاں' بے شک ہنسو' قہقہے لگاؤ' کچی پکی اینٹوں کی دیواروں کو اپنا سہارا سمجھو' مرغ پلاؤ اور جام و کباب اور نشاط پہلو کے لئے دن رات غم کھاؤ مگر یاد رکھو قبر میں گھستے ہی ہمارا تندور جوش مار رہا ہے اس میں تمہاری بھلائی تھی اگر تم قبر سے پہلے ہماری بات پر یقین کرتے کہ دوزخ بھی حقیقت ہے تو اب آنکھوں کے سامنے دوزخ دیکھ کر پھٹی پھٹی آنکھوں سے نہ دیکھتے مگر اب یقین کی آنکھ سے دیکھو ہاں' ہاں' اب ہم تم سے ان بھڑکتے ہوئے شعلوں میں اس آرام کا تذکرہ کریں گے جسے تم نے کبھی بھی نہ مٹنے والا سمجھ رکھا تھا۔

اس سورت المبارکہ میں بلا کی منظر کشی ہے مکالماتی انداز ہے اور کوئی نہیں "کلا" "ثم کلا" پھر بھی کوئی نہیں کی تکرار رونگٹے کر دیتی ہے (ہے کوئی) جو اس انداز بیان کا ثانی ہو ہے کوئی جو یوں دو چوٹ بات کہے ٹھیک ہے بالکل ٹھیک ہے تم نے سب کچھ دنیا میں پایا ہے آگے کا حال کون جانتا ہے مگر بھائی قبر میں جانے کے بعد ان باتوں کا جواب دیا جائے گا جب پھنکارتا ہوا شعلہ تمہارے جسم کے تار جلا رہا ہوگا تو تم سے پوچھا جائیگا بتاؤ کیسا آرام محسوس ہو رہا ہے۔



ہائے انسان کا اندھاپن' ہائے اے انسان کی دیدہ دلیری' وہ کیسے تن تن بیٹھتا ہے کیسے انکار کرتا ہے مٹی کا پتلا سانس کی ڈوری کا محتاج جس کے اختیار میں کچھ بھی نہیں اور کتنی اکڑ ہے کیا اس نے کبھی غور کیا ہے کہ کوئی نہیں تم نہ یقین کرو اچھا بابا تم سچے ہم نے کوئی دوزخ نہیں بنایا۔ ہاں' ہاں دولت کے پیچھے بھاگو مگر دیکھو یہی وہ محل ہے نا' بینک بیلنس ہے نا جس کے پیچھے تم ہانپتے رہے یہ دیکھو ہمارے فرشتے اسے منتقل کررہے ہیں۔ اور تمہیں رسیوں سے جکڑ کر قبر کی تاریک کوٹھڑی میں پھینک رہے ہیں۔ ارے بے وقوف! اب بھی یقین کرلے تو آنکھوں سے دیکھ کر شرمندہ ہونے سے بچے گا۔

میرے مولا' یاغفورالرحیم ' یارحمان' یارحیم' یامجیب الدعوات یاقادر کریم' یاودود' یااللہ' یاحنان' یامنان' یا مبتدی یا مقصود' یاحاکم الحاکمین مجھے علم یقین کی دولت بخش یااللہ مجھے توفیق عطا فرما کہ میں علم یقین جیسی خیر کثیر سے بہرہ ور ہوجاؤں اے میرے آقا! اپنے حبیب اور ہمارے شفیع و ناصر حضور ﷺ پر نور کی خاطر ہمیں اس شرمندگی سے بچالے اے اللہ تو سمیع و بصیر ہے تو سینے کے اندر کی بات جانتا ہے تو ہی روشنی دیتا ہے تیری ہی توفیق ہمیں بھٹکنے سے بچاتی ہے اے اللہ عظیم و برتر تو اپنے نیک بندوں اور مقرب ملائکہ اور محترم انبیاء کرام اور سرتاج الانبیاء حضور نبی برحق محمد مصطفیٰ ﷺ رحمت دو جہاں پر کروڑوں درود و سلام فرما اور ہمیں آپ کے جھنڈے تلے کھڑا ہونے کی سعادت عطا فرما۔ آمین



سُورۃ العصر

نمبر ترتیب	۱۰۳
نمبر نزول	۱۳
کل آیات	۳
پارہ	۳۰
رکوع	۱

نفس مضمون

زمانے کی قسم سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور اس کے نتیجے میں نیک کام کرتے رہے اور ایک دوسرے کو سچے دین پر قائم رہنے اور اللہ کے راستے پر آنے والی تکالیف پر صبر کی تلقین کرتے رہے باقی سبھی اپنا نقصان کر رہے ہیں۔

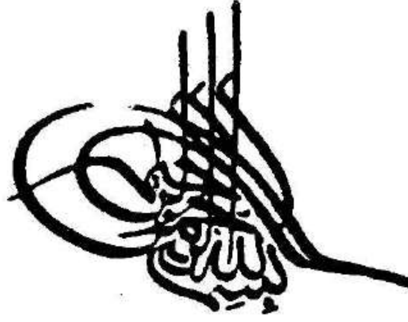
یہ سورت المبارکہ ہر لمحہ کی ساتھی ہے ہر زمانہ اس کا محتاج ہے جو بھی جب بھی



انسان سچے دل سے ایمان لایا اس پر اتنی شدت سے مخالف قوتیں حملہ آور ہوتی ہیں پھر اسے اپنے جیسے سچے ساتھیوں کی تلاش ہوتی ہے اپنے ساتھیوں کا حوصلہ بڑھاتے ہوئے' اپنا حوصلہ قائم رکھتے ہوئے مل کر قدم اٹھانے سے قوت و طاقت حاصل ہوتی ہے اس لئے نیکی کی تلقین اور نیکی کرنا دونوں جڑواں بہنیں ہیں انہیں اکٹھا کرکے کوئی اس نقصان سے بچ سکتا ہے جو آگے ہیں۔

میں نے دیکھا اپنا گھر
اک چٹیل ٹیلہ تھا
سر پر سورج نیزہ تانے
اپنے انگارے پھینک رہا تھا
میں نے اپنے گھر کی خاطر
کوئی بھی محنت نہ کی تھی
سامنے دیکھ مزدور لگے تھے
سامنے دیکھا۔ مالی کیاریاں بنا رہے تھے۔
سامنے دیکھا۔ شیریں پانی جھلمل کرتا سبزے کو سیراب کر رہا تھا
کوئی بھی میرا شناسا نہ تھا!
سب کہتے تھے۔
ہم یہاں پرایا کام نہیں کرتے ہیں
یہ تو ہمارے مالک ہیں
انہوں نے ہم کو بھیجا
ہم تو اس دنیا سے آئے ہیں
جو کوئی بھیجے
ہمارا کام فقط آنا ہے۔
اپنے مالک کا محل تیار کرنا ہے

وہ اب سبھی۔ زمانے کی قسم انسان خسارے میں ہے۔ سوائے ان عقلمند لوگوں کے جو اس زمانے کی حقیقت سے آگاہ ہوئے اور نیک اعمال نام کے مزدور اس ابدی گھر کی تعمیر کے لئے بھیجتے رہے۔



سورۃ الھمزۃ

نمبر ترتیب	۱۰۴
نمبر نزول	۳۲
کل آیات	۹
پارہ	۳۰
رکوع	۱



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم



نفس مضمون

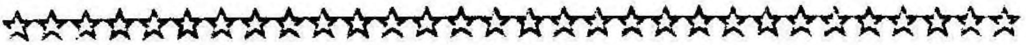
طعنے دینا، عیب لگانا، مال جمع کرنا اور گنتے رہنا، اسی کو اپنے ساتھ لگائے رکھنا اور خیال کرنا کہ دولت ہمیشہ رہے گی غلط ہے ایسا شخص لمبے لمبے ستونوں سے باندھ دیا جائیگا۔ اور پھر حطمہ کی آگ اس کے دل کو جھانک کر دیکھ لے گی اور جلانے کی اذیت دے گی

اس سورت المبارکہ میں دوسروں کی اہانت اور تذلیل کی برائی ہے کیونکہ مال و دولت کی اصل مسرت تو اس کے خرچ کرنے میں ہے اسے سنبھالنے کا غم کھاتے رہنا اور اسی پر بھروسہ کرنا بیکار ہے۔ پھر ایسے لوگوں کا انجام آگ ہے اس سورت المبارکہ کی ایک آیت میں بڑی باریک بات ہے یعنی حطمہ (آگ) دل میں جھانک لیتی ہے۔ جہاں ایمان کی حرارت اور چنگاری پہلے ہی فروزاں ہو وہاں سے بھاگتی ہے اس سورت کے پہلے سورت القیامہ کا نزول ہوا تھا یہ سورت مبارکہ اس کے موضوعات اور واضح کرتی ہے۔



سُورۃ الفِیل

نمبر ترتیب	۱۰۵
نمبر نزول	۱۹
کل آیات	۵
پارہ	۳۰
رکوع	۱

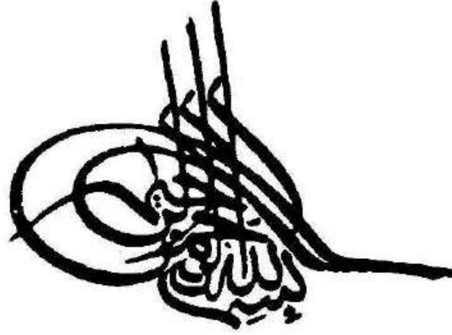


بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نفس مضمون



اس سورت المبارکہ میں اس واقعہ کی جانب اشارہ ہے جو حضور ﷺ پر نور کی ولادت کے زمانے میں پیش آیا اس میں ابرہہ کی پسپائی کے لئے اللہ تعالیٰ نے پرندوں کے ذریعے مقابلہ کردیا تو نکتہ یہ ہے کہ اللہ کی واحدانیت سے انکاری مشرک خوب جانتے تھے کہ رب کعبہ کے بچاؤ کے لئے پرندوں کی آسمانی فوج بھیجی اور کعبہ کی حفاظت فرمائی اس واقعہ میں سوچ و فکر مستقبل کے لوگوں کے لئے زیادہ ہے جو سمجھتے ہیں کہ اللہ پاک کا خاص کعبہ شریف کے لئے طواف یا قبلہ کا حکم خاص اہمیت کا حامل نہیں اس سورت سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ پاک کے نزدیک اپنے گھر کی کتنی شان اور عظمت ہے اس چار دیواری تک پہنچنے والے کتنے خوش بخت ہیں۔ (یہاں پہنچنے والے) پر غور کرنے کی ضرورت ہے یہاں پہنچنے والے وہ پہنچنے والے ہیں جنھیں سچ مچ کعبہ کا دیدار ہوتا ہے اس کعبہ کا نہیں جسے دیکھ کر دیکھنے والے کو پتہ نہ لگے کہ کعبہ دیکھا بار الٰہی ہمیں کعبہ کی زیارت کرا میرے مولا تو حضور ﷺ پر نور' اپنے مقرب انبیاء کرام' ملائکہ محترم اور نیک اور بزرگ ترین ہستیوں کے صدقے میں ہم جیسے عاصیوں کے گناہ معاف فرما ہمیں وہ آنکھ عطا کر جو اشیاء کو حقیقتاً دیکھ سکے آمین "الفیل" یعنی یہ سورت مبارکہ الکافرون کے بعد نازل ہوئی شاید یہ وجہ ہو کہ قریش کو بتایا جائے کہ اللہ کی حاکمیت اور واحد ہونے کی صورت یاد کرو جب تمہارے سارے بت جنہیں تم اللہ کے شریک بتلاتے ہو ابرہہ کا مقابلہ نہ کرسکے۔ پتھر تھے پتھر رہے پھر ان پتھروں کو خدائی ہی شریک ٹھہرا کر کسی سرکشی کی بات کرتے ہو۔



سورۃ قریش

نمبر ترتیب	۱۰۶
نمبر نزول	۲۹
کل آیات	۹
پارہ	۳۰
رکوع	۱



بسم اللہ الرحمن الرحیم



نفس مضمون

سورت المبارکہ "التین" میں جنگوں کی برکلت کی پوشیدگی کی جانب اشارہ ملا تھا اور ترتیب کے مطابق ہر جگہ کے لوگوں کو برکتیں اور نعمتیں نصیب ہوئیں اب حضور ﷺ کی جائے ولادت اور اللہ کے گھر کی برکلت کا ذکر ہوا جو ہمیش سے جاری ہیں حضور علیہ الصلوات والسلام سے پہلے اہل مکہ سردی اور گرمی دونوں موسموں میں تجارت کے لئے سفر کرتے تھے کہ شمالاً" جنوباً" ایسے علاقے ہیں جو موسم کا فرق رکھتے ہیں پھر اس دور جہالت میں اللہ کے گھر میں ہیبت نے کسی کو یہ جرات نہ دی کہ بیت اللہ کے گرد بسنے والوں کو کسی قسم کی تنگی دے سو فرمایا کہ قریش کو تو زیادہ بندگی کی ضرورت ہے کہ اللہ پاک ان پر ہمیشہ مہربان رہا۔ اور بھوک اور خوف سے نجات دے رکھی۔

احقرہ کے دل میں خیال آیا ہے کہ اس طرح سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ چیزوں میں بھی اللہ پاک کی برکت چھپی ہوتی ہے اس کا نام اس کے گھر کی عظمت اور لگاؤ حضور ﷺ سے نسبت چاہنے والے ہمیشہ انعام پاتے ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

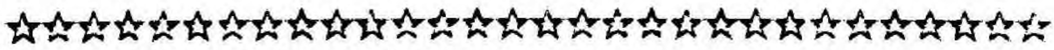
سُورۃ الماعون

نمبر ترتیب	۱۰۷
نمبر نزول	۱۷
کل آیات	۷
پارہ	۳۰
رکوع	۱
مدنی آیات	۴، ۷

نفس مضمون

آیت ۱۔۳: جسے انصاف کے دن پر یقین نہیں وہ یتیم اور محتاج سے کبھی محبت نہیں کرتا بلکہ انہیں دھکے دیتا اور دوسروں کو ان کی مدد سے روکتا ہے۔

آیت ۴۔۷: ایسے شخص کی نماز پر افسوس جو نماز کی غرض و غایت سے بے خبر ہو نماز پڑھنے کے باوجود اپنے آپ کو ریاکاری اور دوسروں سے ہمدردی نہ کرنے والی بیماریوں سے نہیں بچائے۔





اس سورت مبارکہ کے دو حصے ہیں پہلے حصے یعنی (۱ - ۳) کو اگر ہم اس سے پہلے نازل ہونے والی سورت "التکاثر" سے ربط کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ دوزخ میں جانے والوں کی نشانیاں اس سورت میں نمایاں ہیں جسے یقین نہیں وہ غریب سے ہمدردی کا زبانی دعویدار بھی نہیں ہوتا غریب اور یتیم سے ہمدردی خوف الٰہی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے ورنہ ذات پات برادری رسم و رواج اور محض دنیا کو سب کچھ سمجھنے والے ہمیشہ حب مال میں گرفتار ہوتے ہیں (۴-۷) آیات مدنی ہیں اور ان میں نمازیوں کے بارے میں انکشاف ہے کہ نماز کا مفہوم سمجھ کر نماز کی ادائیگی اصل قدر و قیمت رکھتی ہے محض علاوتا" یا نماز اور اعمال کے دو الگ الگ خانے بنانے سے نماز پر سوائے افسوس کے اور کچھ نہیں کیا جا سکتا کیونکہ نماز تو اللہ کے بندوں سے محبت اور خیر خودی کا سبب بنتی ہے دکھلاوا اور معمولی سے معمولی چیز کو بھی دوسروں کے استعمال میں نہ دینا تو نماز پڑھنے والے کی شان ہیں جہاں تک احقرہ کے ذہن میں اس سورت المبارکہ کی ترتیب اور تدوین کا تعلق سمجھ میں آیا ہے وہ یوں ہے کہ مکہ کی زندگی میں حضور علیہ الصلوات و السلام کے سامنے وہ لوگ تھے جو مغرور سرکش اور گستاخ تھے بری علاوات میں مبتلا تھے اور بزعم خوش اپنے دین پر جوکہ سراسر شرک پر مبنی تھا سختی سے ڈٹے تھے لیکن ان لوگوں کی دہری شخصیت نہ تھی یہ جو کچھ تھے ظاہر باطن ایک نظر آتے تھے اس لئے ان کی اصلاح کے لئے صاف صاف طریق اظہار کافی تھا۔ انہیں یہ بتانا کہ تم سچے دین کی شکل و صورت بھلا بیٹھے ہو' ہی کافی تھا اور دین کی اصل انصاف پر قائم ہے۔ لیکن بے یقینی کے باعث تم غریبوں اور یتیموں سے برا سلوک کرتے ہو تم اپنی برتری کو اسی دنیا تک محدود سمجھتے ہو حالانکہ یہ غلط ہے اب آئیے مدنی دور میں۔ یہ وہ دور ہے جب ایسے لوگوں سے واسطہ تھا جو اسلام کو دو طرح سے قبول کررہے تھے ایک تو وہ جو اس کی کامیابی سے خائف تھے اس روز افزوں ترقی اور اپنی دولت کے چھین جانے کے خوف سے اسلام قبول کرتے تھے۔ لیکن دل سے اس پر قائم نہیں ہوتے تھے تو یہ محض اپنی کھال اور آسائش کے بچاؤ کے نماز پڑھ لیتے تھے۔ تو اس قسم کی نماز کیسی ہے اس کی طرف اشارہ کیا گیا کہ محض نماز پڑھنے سے مسلمانی ظاہر نہیں ہوتی اسلام تو اقرار بالقلب ہے اور جب دل سے اقرار ہو تو پھر انسان دکھلاوا نہیں کرتا شرماتا ہے ریاکاری سے بھاگتا ہے اور جان یا مال کو سینت کر نہیں رکھتا گویا انسان کی تربیت کے لئے اللہ تعالٰی معمولی آلائش کو بھی پسند نہیں فرماتا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ الکوثر

نمبر ترتیب	۱۰۸
نمبر نزول	۱۵
کل آیات	۳
پارہ	۳۰
رکوع	۱

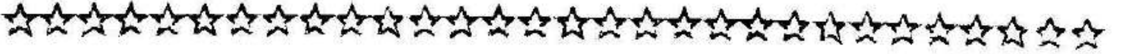
☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

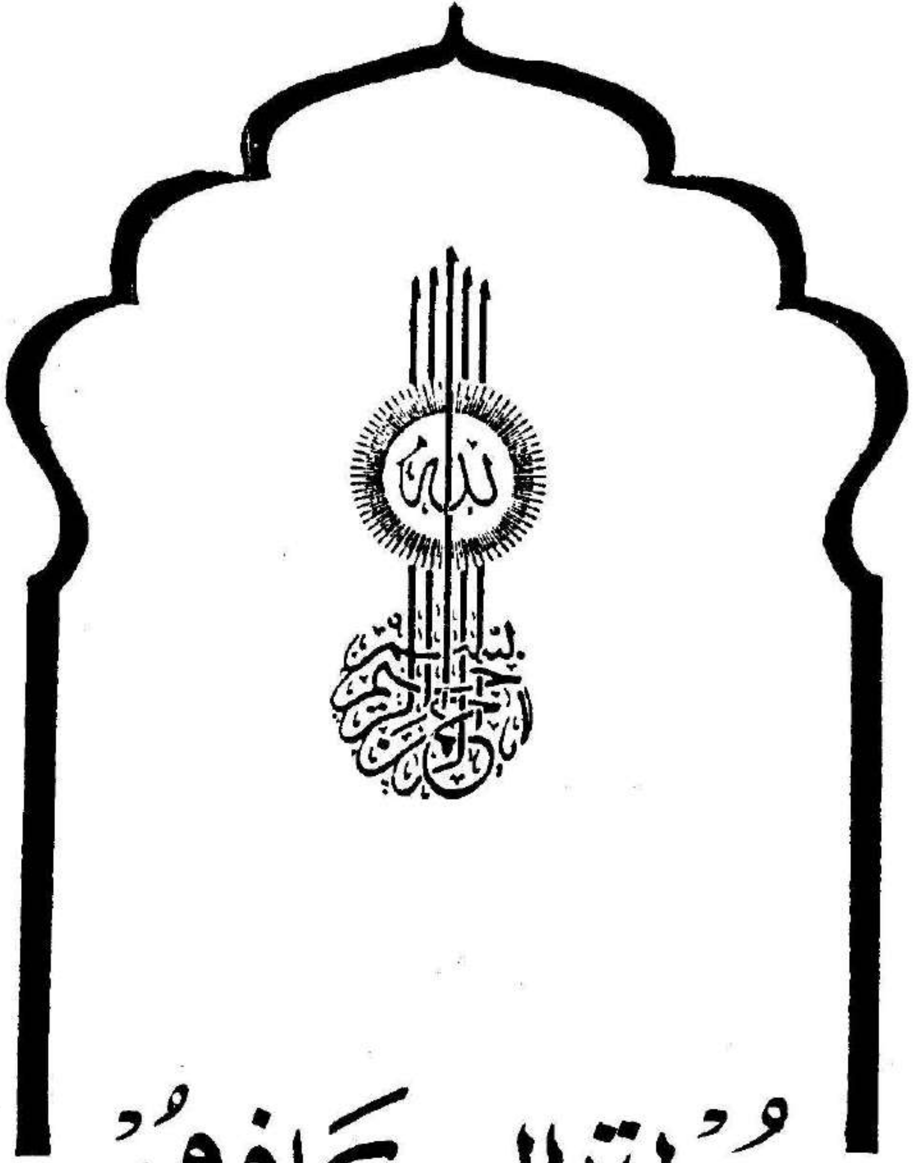
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نفس مضمون

یہ دنیا بڑی ظالم چیز ہے اور جب دنیا کے پرستار اندھے ہیں انہیں یہی دنیا دکھائی دیتی ہے انہوں نے یہاں کی سرداری پر قبضہ جمایا ہے اور وہ عاقبت سے خبردار کرنے والوں پر طعن و تشنیع کے تیر چلاتے ہیں۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوات والسلام کے لئے انعام کی ایک نئی شان بیان ہوئی۔ حضور ﷺ کو انسان کو شیطان کے پھیلائے جال سے باہر نکالنا تھا مگر شیطان اپنا جال کیسے آسانی سے اتارنے دیتا حضور ﷺ پر نور کی محنت و کلوش کے ساتھ ساتھ بندگی جب ملول نظر آتی ہے تو رحمت باری کا جوش میں آنا لازم ہے وہ اپنے انعام واکرام کا ذکر کر دیتی یہ سورت مبارکہ بھی اسی رحمت کا کرشمہ ہے تین آیات پر مشتمل قرآن حکیم کی(اس) سب سے چھوٹی سورت مبارکہ میں جو حضور ﷺ کے لئے پیش کیا گیا اس نے ہمیش ہمیش کے لئے دنیا کی ثروت' شان وشوکت اور سلسلوں کا منہ کلا کر دیا۔ چنانچہ فرمایا گیا اے میرے محبوب ہم نے تجھے کوثر دی۔ کوثر کیا ہے؟ (اس کی تغیر کے لئے ایک الگ کتاب تحریر کرنا پڑتی ہے) اس نصیحت کے عوض تو ہمیں یاد کر' نماز پڑھ اور قربانی کر بے شک تیرا دشمن کبھی پھل پھول نہیں سکتا تیرا نام روشن اور دائم و قائم رہے گا جبکہ تجھے گم ہونے کا طعنہ دینے والے صفحہ ہستی سے نابود کردیئے جائیں گے۔

مکی سورتوں کی تلاوت و مطالعہ ہمیں یہ بتاتا ہے کہ ہمیں اپنے عقیدے کی بنیاد مضبوط بنانا چاہے جب تک عقیدہ مضبوط نہ ہوگا نظام کی درستی کی عمارت گر جائے گی ہمیں علم الیقین کی ضرورت ہے اور علم الیقین سے گزر کر باکمال لوگ عین الیقین بھی یہیں پا لیتے ہیں لیکن علم الیقین ہی ایسی بنیاد ہے جس سے معاشرے کا فلاحی نظام بخیرو خوبی مل سکتا ہے وگرنہ اصلاحات بے اثر ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس کتاب کے ذریعے علم الیقین پیدا کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔





سورۃ الکافرون

نمبر ترتیب	۱۰۹
نمبر نزول	۱۸
کل آیات	٦
پارہ	۳۰
رکوع	۱

دِل میں اترنے حرف

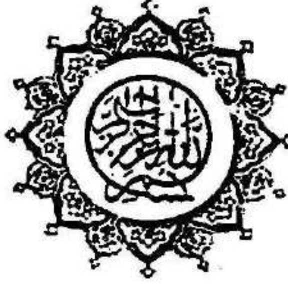


بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نفس مضمون



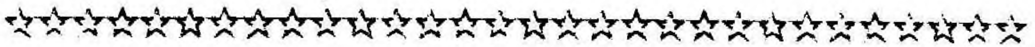
اس سورت المبارکہ میں اس معاہدے سے کلیتاً" انکار ہے جو مفاہمت یا یہ بتائے کہ دین کے اندر کچھ دو کچھ لو والی بات ہے دین میں سیاست نہیں چلتی اللہ تعالیٰ کا سچا دین حاکم ہے یہ انسانی اذہان سے بالا اور ارفع ہستی کی طرف سے آیا ہے برابر کی پارٹی سے نہیں اس لئے حضور نبی کریم ﷺ نے منکروں سے صاف کہا کہ مجھے اس معاہدے سے کوئی سروکار نہیں میں جس کی عبادت کرتا ہوں کرتا رہوں گا تم جس جس کو شریک ٹھہراتے آئے ہو ٹھہراتے رہو اس سورت المبارکہ میں سختی سے دین کے اندر کسی قسم کی تبدیلی سے منع کیا گیا ہے۔ اللہ کے دین کو تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔ اس وقت تو چند بتوں کی خدائی میں شرکت کا معاملہ تھا مگر یہ راستہ دین کے لئے کس قدر کجی پیدا کرسکتا تھا اسے اہل نظر خوب سمجھتے ہیں اور پھر جس چیز کی طرف حضور پاک ﷺ نے سب کو بلایا وہ تو واحد ھو لاشریک کی عبادت تھی اس میں یہ شرکت کہاں قبول ہو سکتی تھی لہٰذا اللہ پاک نے تاکیداً" دہرا کر یہ وضاحت کی کہ اللہ کے دین میں لین دین کی اجازت نہیں اور اگر کوئی باز نہ آئے تو جبر نہیں خود ہی فیصلے کی گھڑی دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔



سُورۃ النَّصر

نمبر ترتیب	۱۱۰
نمبر نزول	۱۱۴
کل آیات	۳
پارہ	۳۰
رکوع	۱

منیٰ کے مقام پر حجتہ الوداع کے وقت



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم



نفس مضمون

جب پہنچ چکے مدد اللہ کی اور فیصلہ اور تو لوگوں کو اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہوتا دیکھے تو پاکی بیان کر اور اپنے گناہ بخشوا وہ معاف کرنے والا ہے۔

اس سورت المبارکہ نے احقرہ کے جذبات میں عجب تلاطم پیدا کر دیا۔ یوں محسوس ہو رہا ہے گویا اس منبع نور ہدایت کی ہمراہی سفر کرتے کرتے زمانے بھر کے مصائب و آلام سے حضور نبی برحق ﷺ کی پرجلال و جمال حضوری کے باعث نجات پاکر اسلام کے سنہری دور میں داخل ہوئی۔

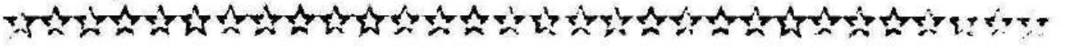
تیئس (۲۳) برس تک اللہ تعالیٰ کے احکامات جو کلام پاک میں نازل ہوتے رہے ایک بندہ کامل تن دہی جانفشانی اور لگن سے دوسرے بندوں تک پہنچاتا رہا یہ وہ کام تھا جو نہ تو جنوں کے بس کا تھا اور نہ ہی فرشتوں کے بس کا تھا۔ وہ ارشاد ربانی تکمیل کو پہنچا کے جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے آدم نے اپنی عظمت کا سکہ منوا لیا اس نے لاکھوں آدمیوں کے مجمع میں پکارا۔

"اے لوگو! میں نے تم تک اللہ کا پیغام پہنچا دیا۔

لوگوں نے یک زبان ہو کر کہا بے شک آپ نے ہم تک اللہ کا پیغام پہنچا دیا۔ لوگوں کی یہ گواہی فضا اور کائنات کے درو دیوار پر ابدالآبد تک گونجتی رہے گی۔

پھر حکم ہوا آپ کی محنت اور رنج کا دور پورا ہوا آپ کے اللہ کی مدد اور فیصلے کی بدولت دین دنیا کے لاکھوں لوگوں کے دلوں میں اتر گیا اب آپ اپنے پسندیدہ شغل کی جانب آئیے محبوب کے لئے محب محو انتظار ہے۔ آ۔ میرے محبوب اپنے مرجع کی طرف آ۔ اللہ کا محبوب جانب اللہ رواں ہونے کو ہے ہر آنکھ خون کے آنسو رو رہی ہے کہ اس کی روح کا چین و سرور اس سے پردہ فرما رہا ہے اے خوش بخت آنکھ تم کتنی قابل ستائش ہو کہ تم نے نور سرمدی کا نظارہ کیا۔ کیا تم ہم جیسے اندھوں کی آنکھوں میں اپنا تھوڑا سا نور اتار سکتی ہو۔

میری کھلی ہوئی آنکھ
پتھر سے بنی ہے





یہ میرا دل
کہ کبھی دھڑکتا ہی نہیں
یہ میرے ہاتھ
جنہیں ملنے کے سوا
میں نے صدیوں سے کوئی کام نہ لیا
آنکھ تو روشنی کے لئے ہے
ہاتھ لپک کر سرِ دامن کو پکڑ لیتے ہیں
ہے کوئی
جو مجھے زندہ کرے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ تبّت

نمبر ترتیب ۱۱۱
نمبر نزول ۶
کل آیات ۵
پارہ ۳۰
رکوع ۱



نفس مضمون

ترتیب نزول کے اعتبار سے چلتے ہوئے حضور ﷺ کے سپرد جب خدا کے احکام پہنچانے کا سلسلہ شروع ہوا تو سب سے پہلے آپ ﷺ نے عزیز و اقارب سے کہا وہاں ہل چل برپا ہوئی مخالفت کی دو وجوہات تھیں۔ ایک تو دولت مند لوگوں کے مقابلے آپ کا انتخاب لوگوں پر گراں گزرا دوسرا دولت مند جس طریق بتوں کی متولی بن کر عزت اور دولت سمیٹ رہے تھے۔ اس پر ضرب کاری تھی اور اس وقت سب سے پہلے مخالفت کا شور ایک سردار بن مغیرہ نے برپا کیا جس پر اس کی ناک داغنے کی پیشن گوئی کی گئی اب دوسرا مخالف حضرت محمد ﷺ کے سامنے کھڑا ہوا وہ ان کا حقیقی چچا ابولہب تھا۔ اور جس کی بدبختی میں اس کی بیوی بھی شامل تھی دونوں کے بارے میں اس سورت مبارکہ میں خود انہی کے اعمال کا جواب ہے۔ یعنی ٹوٹ گئے ہاتھ ابی لہب کے اور وہ خود ٹوٹ گیا اور لہب والی آگ میں پھینکا جائے گا اس کی بیوی جو ایندھن اٹھاتی ہے کہ حضور ﷺ کی راہ میں بچھائے۔ وہاں بھی ایندھن اٹھائے گی اور اپنے شوہر کے جلانے کی آگ تیز کرے گی اور اس کے گلے میں جو ہار ہے وہ کھجور کے پوست کی رسی بن جائے گی۔

اس سورت کریمہ میں رب رحیم نے بات کو جس انداز میں بیان فرمایا ہے وہ اپنی جگہ ایک نادر الوجود ادبی پارہ محسوس ہوتا ہے ابی لہب نے کہا میرے ہاتھ ٹوٹ جائیں یعنی یہ تو ہاتھوں کی طاقت کے خلاف ہے ارشاد ہوا سچ مچ ابی لہب کے ہاتھ ٹوٹ گئے اس نے خود ہی یہ سزا تجویز کی اور لہب والی آگ کے سپرد ہوا اس لئے لوگ اسے ابی لہب ہی تو کہتے ہیں۔ اور ہاں بیوی جو ایندھن چنتی ہے ٹھیک ہی تو ہے اپنے آپ کو بھڑکتے ہوئے شعلوں میں گزرنے کے لئے ایندھن تو ڈالنا ہی پڑتا ہے پھر جو ہار لٹکائے پھرتی ہے وہ کھجور کے پوست کی رسی ہی تو ہے۔ جو پھندہ بنے گی پھر قیامت سے پہلے دونوں کا انجام اہل مکہ اور اہل مدینہ نے دنیا میں بھی دیکھ لیا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کرنے والوں کے لئے انتباہ ہے کہ ایسے الفاظ منہ نہ نکالیں جو سچ مچ ان پر پورے اتر آئیں۔ اللہ پاک سے زیادہ ادب اور فن ادب کون جانتا ہے!

انسان فقط علق سے وجود میں آیا۔

اے اللہ ہمیں اپنے صالحین میں شامل کر۔ آمین



سُورۃ الاِخلاص

نمبر ترتیب	۱۱۲
نمبر نزول	۲۲
کل آیات	۴
پارہ	۳۰
رکوع	۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نفس مضمون

نزول کے اعتبار سے اس سورت المبارکہ سے پہلے سورت المبارکہ "الفلق" اور "الناس" کا نزول ہوا جن میں انسان کو صبح شام کے حلقہ میں جن تکالیف، بلیات، مشکلات اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے سے نجات کا طریق بتایا گیا۔ اب سبحان اللہ! غور فرمایئے کہ ان اوکھن گھاٹیوں سے بخیر و عافیت باہر نکل آنے کی دعا سکھا کر رب کریم ذوالجلال و الاکرام نے سورت المبارکہ "الاخلاص" نازل فرمائی اس کی چار آیات مبارکہ میں اس گنبد مینائی کو بقول اقبال رحمتہ علیہ بلبلہ بنا کر بندے کے آگے رکھ دیا اور فرمایا فقط اللہ واحد و احد و صمد ہے اس تمام کائنات کا مالک و مختار ہے اس کے اختیار میں ہے کہ وہ برائی سے آزمائے یا نیکی سے شاداں رکھے وہی مالک ہے انسان کا بھی اور ہر چیز کا اس کا زمان و مکان سے کوئی نسبی تعلق نہیں اور نہ ہی کوئی اس کے برابر ہے فرمایا "اور نہیں اس کے جوڑ کا کوئی" انسان اور اللہ برابر جوڑ کے کسی صورت نہیں ہوتے سبحان اللہ جسے اس پر کوئی بھروسہ ہو وہ کسی باطل قوت سے دیر تک مغلوب نہیں رہ سکتا۔ غور کیجئے مقام وسیلہ جو اللہ پاک کے قریب کا مقام ہے اس کے لئے بھی حضور علیہ الصلوات والسلام کا فرمان ہے کہ اس کے لئے بھی حتمی بات نہیں کہی جاسکتی ہر مومن مسلمان کو اس مقام کے لئے حضور برحق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے دعا کی تلقین ملتی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سُورۃ الفلق

نمبر ترتیب	۱۱۳
نمبر نزول	۲۰
کل آیات	۵
پارہ	۳۰
رکوع	۱



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم



نفس مضمون

اس سورت المبارکہ کی تشریح و تفسیر مولانا نانوتوی رحمتہ علیہ نے کیا دلنشین انداز میں کی ہے فرمایا "میں صبح کے رب کی پناہ میں آتا ہوں ہر چیز کی بدی سے جو اس نے پیدا کی اندھیرے کی بدی سے جب وہ سمٹ آئے ان سے جو گرہوں پر پھونکیں ماریں اور اس صد سے جو ٹوک لگائے۔

اور فرمایا "نخل ایمان کے لئے جو رب تعالیٰ کسی بندہ عاجز کے دل میں پروان چڑھاتا ہے تو اس نخل کے بچاؤ کے لئے انسان کو اس رب تعالیٰ کی پیدا کردہ برائیوں سے جو اس کے لئے مضر ہیں بچاؤ کی دعا مانگنا چاہیئے کہ اس نخل کا بچاؤ اندھیرے میں کہ جس کی خاصیت ہے کہ اس میں روشنی منقطع ہو جاتی ہے اور حرارت و روشنی کے بغیر ذی حیات کا بچاؤ مشکل ہے کیسے ممکن ہو گا۔ ایسے ہی وہ عمل جو بری تاثیر والے ہوں ایمان متزلزل کرتے ہیں ایسے ہی وہ چیز جسے اسی لئے پیدا کیا گیا کہ وہ نقصان پہنچائے۔

تو مومن کو اس سورت المبارکہ کے ذریعے سکھلا دیا گیا کہ یہ چیز جو اثر انداز ہوتی ہیں موجود ہیں مگر بچاؤ کے لئے دعا بھی ہے تو اس دعا کو پڑھو بد اثر انشاء اللہ دور ہو جائے گا۔



سُورۃ النّاس

نمبر ترتیب	۱۱۴
نمبر نزول	۲۱
کل آیات	۶
پارہ	۳۰
رکوع	۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نفس مضمون

اس سورت المبارکہ میں بھی یہی طریق جناب مدظلہ حضور نانوتوی علیہ رحمتہ نے فرمایا کہ یہاں پہلے فرمایا کہ میں لوگوں کے رب، بادشاہ اور معبود کی پناہ میں آتا ہوں اس شر سے جو وسوسہ سے پیدا ہوتا ہے۔ اور جسے پالنے والا رب ہی ہٹا سکتا ہے۔ اور اس چھپنے والے سے جو ترغیب دے کر خود چھپ جاتا ہے اس کے آگے بادشاہ رب کی پناہ اور اس اللہ کی پناہ جو انسانوں اور جنوں میں چھپے شیاطین کے ان حملوں سے محفوظ فرماتا ہے جو دل کے اندر گھس کر تخم ایمان کو مٹا ڈالنے کے درپے ہوجاتے ہیں ان مربوط دو سورتوں میں صفت لف و نشر کا استعمال نہایت دل آویزی سے محسوس ہوتا ہے اگر غور کریں تو ان سورتوں کے فضائل و براکات کو جس بلیغ انداز میں ہم تک پہنچایا گیا ہے وہ حیرت آفرین ہے پھر ان سورتوں کو ترتیب کے لحاظ سے آخر میں رکھ کر گویا ہر اس شخص کے لئے جو نخل ایمان کا پودا اس کتاب اللہ کی تلاوت کی بدولت اپنے دل میں لگاتا ہے اس کو قائم دائم رکھنے اور آفات ارضی و سماوی سے بچانے کے لئے ان دو سورتوں کے وظیفے کی تلقین نہایت جامع اور دلنشیں معلوم ہوتی ہے۔

۱۴۱۶ھ یکم رمضان المبارک

الحزج، سعودیہ

بمطابق

۲۲ جنوری ۱۹۹۶